فلولا نفر من کل فرقۃ منہم طائفۃ لیتفقہوا فی الدین ولینذروا قومہم اذا رجعوا الیہم لعلہم یحذرون

سلسلہ

الفقہ شیعہ

کا پہلا حصہ یعنی ترجمہ کتاب العروۃ الوثقیٰ

مصنفہ

سید الفقہاء العظام - اعلم العلماء الاعلام - فقیہ اہلبیت الکرام - حجۃ المسلمین والاسلام آیۃ اللہ العظمیٰ فی الانام سرکار شریعتمدار آقا السید محمد کاظم طباطبائی ادام اللہ ظلہم العالی مجتہد اعظم نجف اشرف

اس جلد مین کتاب التقلید - کتاب الطہارت - کتاب الصلوٰۃ - کتاب الصوم - کتاب الزکوٰۃ - کتاب الخمس اور کتاب النکاح کے ہزارہا ایسے جزئی مسائل فقہیہ درج ہین جنکی عام طور پر ضرورت مومنین ومومنات کو واقع ہوتی رہتی ہے اتنے مسائل آجتک کسی کتاب مین بیان نہین کیے گئے۔

سید نظیر حسین نے مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن مین چھپا کر شایع کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی محمد خیر خلقہ وآلہ الطاہرین جناب حجۃ الاسلام آیۃ الملک العلام سید المجتہدین اعلم العلماء والمتفقہین سیدنا ومولانا آقا السید محمد کاظم طباطبائی ادام اللہ برکات بروجودہ ارشاد فرماتے ہین کہ "اس کتاب مین شیعہ مذہب کے وہ مسائل جمع ہین جنکی ضرورت عام طور پر مومنین اور مومنات کو واقع ہوتی رہتی ہے اور یہی مسائل میرے فتوی کے مطابق ہین۔ مین نے مسائل متفرقہ کو خود ہی ترتیب مناسب کے ساتھ ایک جگہ جمع کر دیا ہے تاکہ مومنین ان سے بآسانی منتفع ہون اور بروز قیامت یہ خدمت میرے لئے ذخیرہ کا کام دے واللہ ولی التوفیق"۔

کتاب التقلید[1]

(مسئلہ ۱) ہر مکلف[2] پر واجب ہے کہ اپنے عبادات[3] اور معاملات مین (اگر قوت رکھتا ہو تو) یا اجتہاد کرے یا احتیاط پر عامل ہو یا (اگر ان دونون کی لیاقت اوس مین نہین ہے تو) تقلید کرے۔ (۲) اقوی یہ ہے

[1] قبل اسکے کہ مومنین مسائل کو پڑہین مناسب ہے کہ احوط اور اقوی وغیرہ اصطلاحات کو خوب غور سے سمجھ لین پس جاننا چاہیئے کہ اگر مجتہد بیان کرے یا اپنی کتاب مین لکھے یا کسی فقہی کتاب کے حاشیہ پر یہ الفاظ استعمال کرے کہ "اس مسئلہ مین اشکال ہے" یا کہے کہ "یہ مسئلہ اشکال سے خالی نہین ہے" یا کہے کہ "اس مسئلہ مین تامل ہے" یا کہے کہ "اس مسئلہ مین تردد ہے" یا کہے کہ "شاید احوط یہ ہو" یا کہے کہ "شاید یہ مسئلہ اس طرح ہو" یا کہے کہ "مشہور یہ ہے" یا کہے کہ "یہ ہوسکتا ہے" پس یہ کل عبارتین اور مجتہد کا فتوی نہین ہین ...

کہ ہر شخص کو احتیاط پر عمل کرنا جائز ہے خواہ مجتہد ہو یا غیر مجتہد لیکن اوس شخص پر واجب ہے کہ اجتہاد یا تقلید کے ذریعہ سے احتیاط پر عمل کرنے کے طریقہ کو اچھی طرح سمجھے (۳) احتیاط کی مختلف صورتین ہوتی ہین کبھی کسی فعل کے بجالانے مین احتیاط ہوتی ہے مثلاً کسی امر مین احتمال یہ ہو کہ اس کا بجالانا واجب ہے اور یقین یہ ہو کہ اس کا کرنا حرام نہین ہے پس اس وقت اوس امر کے بجالانے مین احتیاط ہوگی اور کبھی کسی امر کے ترک کرنے مین ہوتی ہے مثلاً کسی امر مین احتمال یہ ہو کہ اس کا بجالانا حرام ہے لیکن یقین یہ ہو کہ یہ واجب نہین ہے پس اس وقت اوس امر کے ترک کرنے مین احتیاط ہے اور کبھی کسی امر کو دو طرح علحدہ علحدہ ایک وقت بجالانے مین ہوتی ہے مثلاً مکلف کو نہ معلوم ہو کہ اس وقت مجھے نماز قصر پڑھنی چاہیئے یا اتمام اوس وقت دونون کو پڑھنے مین احتیاط ہے (۴) اقوی یہ ہے

بقیہ حاشیہ صہ ۲) نہین ہوگا بلکہ اوسکی مخالفت جائز ہوگی۔ ہان اگر مجتہد اپنے فتوی کو بغیر کسی قید یا شک یا تامل کے صاف صاف بیان کرے یا کہے اظہر یا اقرب یا ظاہر یہ ہے یا کہے کہ یہ مسئلہ قوت سے خالی نہین ہے یا کہے کہ "اقوی یہ ہے" وہ یہ سب عبارتین اوس کا فتوی ہونگی، اور اب اوس مسئلہ کی مخالفت جائز نہین ہوگی۔ اور اگر یہ کہے کہ "احوط یہ ہے" بس اوس وقت غور و تعمق سے دیکھنا چاہیئے کہ اس احوط کے کہنے کے قبل اوس مجتہد نے کوئی فتوی دیا ہے یا نہین۔ اگر قبل کی عبارت سے اوس کا فتوی نکلتا ہو تو احوط کہکر جو مسئلہ اوس سابق فتوی کے خلاف لکھا ہے یہ احوط مستحبی ہوگا یعنی اس احوط پر عمل کرنا واجب نہین بلکہ مستحب ہے اور اس احوط کے خلاف مقلد کر سکتا ہے کیونکہ واجب اوسی قدر ہے جو حکم احوط کے قبل کی عبارت مین بیان کیا ہے۔ اور اگر احوط کے قبل مین کوئی فتوی بیان نہین کیا ہو تو یہ احوط واجب ہوگا یعنی اس مسئلہ مین بھی اگر مقلد اپنے مجتہد کی تقلید کرے تو اوسکو جائز نہین ہوگا کہ اس احوط کے خلاف کرے۔ لیکن چونکہ یہ اس مجتہد کا فتوی نہین ہے بلکہ صرف احتیاط ہے لہذا اگر مقلد اس خاص مسئلہ مین اپنے مجتہد کو ترک کرکے دوسرے مجتہد کی طرف رجوع اور اوسکے فتوی پر عمل کرنا چاہے تو کر سکتا ہے مگر اسمین بھی یہ لحاظ کرنا چاہیئے کہ یہ شخص مقلد جس مجتہد اعلم کی تقلید کر رہا ہے اوسکے علاوہ مجتہدین مین جو سب سے زیادہ اعلم ہو پہلے اوسکی طرف رجوع کرے اگر وہ کوئی فتوی دیدے تو اوسپر عمل کرے اور اگر وہ بھی کوئی فتوی نہ دے بلکہ محض احتیاط بیان کرے تو پھر اوسکے بعد جو مجتہد سب سے اعلم ہو اوسکی طرف رجوع کرے۔ اسی طرح کرتا جائے یہانتک کہ جو مجتہد اعلم اوس مسئلہ مین اپنا فتوی دیدیگا اور محض احتیاط نہ بیان کریگا اوسکے فتوی پر عمل کرنا لازم ہو جائیگا ۱۲ مترجم

۵ مکلف ہر اوس مرد و عورت کو کہتے ہین جو بالغ اور عاقل ہو ۱۲ مترجم

۶ [illegible]

کہ احتیاط پر عمل کرنا جائز ہے اگرچہ یہ احتیاط کسی فعل کو دو طرح علحدہ علحدہ بجالائے بغیر نہو سکے اور اگرچہ وہ شخص اجتہاد یا تقلید بھی کر سکتا ہو (۵) اس مسئلہ مین کہ "احتیاط پر عمل کرنا جائز ہے" مکلف کو لازم ہے کہ یا خود اجتہاد کر کے اسکے جواز کو سمجھے یا کسی مجتہد کی تقلید کرے کیونکہ اس مسئلہ مین درمیان مجتہدین اختلاف ہے (۶) ضروری مسائل مین تقلید کی حاجت نہین مثلاً نماز۔ روزہ وغیرہ کے واجب ہونے مین۔ اسی طرح یقینی مسائل مین بھی جب مکلف کو یقین حاصل ہو جائے تو تقلید کی ضرورت نہین۔ ان کے علاوہ مسائل مین وہ شخص جو مجتہد نہو اگر احتیاط پر عمل نہ کر سکے تو اوس پر مجتہد کی تقلید واجب ہے اور اگر احتیاط کو سمجھ سکتا ہو تو اوسے اختیار ہے خواہ تقلید کر لے یا احتیاط پر عمل کرے (۷) جاہل لوگ اگر کسی مجتہد کی تقلید نہ کرین اور نہ مطابق احتیاط کے عمل کرین تو اون کا عمل باطل ہوگا۔ (۸) تقلید کی تعریف یہ ہے کہ کسی مجتہد معین کے فتاوی پر عمل کرنے کا کوئی شخص ارادہ کرے اگرچہ ابھی تک اون فتاوی پر عمل نہ کیا ہو بلکہ ابھی اوس مجتہد کا فتوی بھی نہ جانا ہو۔ پس اگر مجتہد کے فتاوی کی کتاب یا رسالہ کو حاصل کرے اور ارادہ کرے کہ جو کچھ فتوی اس مین ہے اوسپر عمل کرونگا تو تقلید کیلئے اسقدر کافی ہے (۹) اقوی یہ ہے کہ مجتہد میت کی تقلید پر باقی رہنا جائز ہے ہان ابتداً کسی مجتہد میت کی تقلید کرنا نہین جائز ہوگا۔ (۱۰) جب کوئی شخص مجتہد میت کی تقلید ترک کر کے مجتہد حی کا مقلد ہو جائے تو اب اوسے مجتہد میت کی تقلید نہین جائز ہوگی (۱۱) ایک مجتہد حی کی تقلید ترک کر کے دوسرے مجتہد حی کی تقلید کرنا جائز نہین ہے مگر اوس صورت مین کہ دوسرا مجتہد پہلے مجتہد سے اعلم ہو (۱۲) احوط یہ ہے کہ حتی الامکان اعلم کی تقلید واجب ہے اور مجتہد اعلم کو دریافت کر کے جاننا بھی واجب ہے (۱۳) اگر دو مجتہد علم و فضل مین برابر ہون تو مکلف کو اختیار ہے جسکی تقلید چاہے کرے ہان اگر اون دونون مین ایک شخص ورع و تقوی مین بڑھا ہو تو اسی کی تقلید کرنی چاہیے (۱۴) اگر کسی مسئلہ مین مجتہد اعلم کا کوئی فتوی نہو تو اوس مجتہد کے مقلد کو خاص اوس مسئلہ مین غیر اعلم مجتہد سے فتوی لینا اور اوسپر عمل کرنا جائز ہے اگرچہ یہ شخص احتیاط پر بھی عمل کر سکتا ہو (۱۵) اگر کوئی شخص ایسے مجتہد کی تقلید کرے جو مجتہد میت کی تقلید پر باقی رہنے کو جائز جانتا ہو پھر وہ مجتہد انتقال کر جائے تو اب اس شخص کو اس مسئلہ بقاء بر تقلید میت مین اپنے مجتہد مذکور یعنی میت کی تقلید پر باقی رہنا جائز نہین ہے بلکہ واجب ہے کہ مجتہد حی (زندہ) اعلم کی طرف رجوع کر کے دریافت کرے کہ اوسکے نزدیک بقاء بر تقلید میت جائز ہے یا نہین اور جو فتوی وہ دے اوسپر عمل کرے (۱۶) ایسے جاہل کا عمل باطل ہے جو سمجھتا ہو کہ تقلید کرنی چاہیے لیکن بغیر تقلید کئے اعمال بجالائے

اگرچہ وہ اعمال فی نفسہ مطابق واقع...

جاہل جسے تقلید کا خیال ہی نہ ہو یا خیال تو ہو لیکن عمل کیوقت تقلید کرنیمیں غفلت کرجائے اور البتہ عمل میں قصد قربت کا حصول ہوگیا ہو تو اوسکا یہ عمل اگر اوس مجتہد کے فتوے کے مطابق انجام پایا تھا جسکی تقلید اوسنے بعد میں کی ہو تو صحیح ہوگا۔ لیکن اس کے ساتھ بھی احوط یہی ہو کہ چاہیئے اوسکا گذشتہ عمل اوس مجتہد کے فتوی کے بھی مطابق انجام پایا ہو جسکی تقلید اوس عمل کے بجا لاتے وقت اسپر واجب تھی (۱۷) مجتہد اعلم اوس عالم کو کہتے ہیں جو مسئلہ فقہیہ کے استنباط کرنیکے قواعد اور ذرایع کو سب سے زیادہ جانتا ہو اور اوس مسئلہ کے مثل دوسرے مسائل اور احادیث پر سب سے زیادہ عبور رکھتا ہو اور احادیث کے معنی اور مطلب کو سب سے بہتر اور صحیح سمجھتا ہو مختصر یہ کہ مسائل فقہیہ کے استنباط کرنے میں وہ سب سے افضل ہو۔ اور ایسے مجتہد اعلم کے معلوم کرنیکا ذریعہ اہل خبرہ و اہل استنباط یعنی ارباب علم وفضل اور صاحبان فہم وبصیرت واجتہاد ہیں کہ یہ لوگ جس مجتہد کو اعلم سمجھیں لوگونکو بھی اوسی مجتہد کو اعلم سمجھنا چاہیئے (۱۸) احوط یہ ہے کہ مجتہد افضل یعنی اعلم کے رہتے ہوئے مجتہد غیر افضل یعنی غیر اعلم کی تقلید جائز نہیں ہے بلکہ اگر کسی مسئلہ میں مجتہد غیر اعلم کا فتوی مجتہد اعلم کے موافق بھی ہو جب بھی اوس خاص مسئلہ تک میں مجتہد غیر اعلم کی تقلید جائز نہیں ہے (۱۹) لوگوں کو ایسے عالم کی تقلید نہیں کرنی چاہیئے جو مجتہد نہ ہو بلکہ غیر مجتہد پر اگرچہ وہ عالم بھی ہو مجتہد اعلم کی تقلید واجب ہے (۲۰) کسی عالم کا مجتہد ہونا علم وجدانی (یعنی لوگوں کے گواہی دینے) سے معلوم ہوسکتا ہے مثلاً مقلد اہل خبرہ یعنی ارباب علم وفضل اور صاحبان فہم وبصیرت سے ہے اور اوسکا دل گواہی دیتا ہو کہ فلاں عالم مجتہد ہے تو اوسکو مجتہد سمجھ سکتا ہو اسیطرح اگر اہل خبرہ سے دو عادل شخص کسی کے مجتہد ہونے کی گواہی دیں اور ان کے مقابلہ میں دوسرے ایسے ہی دو عادل شخص اوسکے مجتہد نہ ہونیکی گواہی نہ دیں تو اوس عالم کو مجتہد سمجھ سکتے ہیں اسیطرح اگر کسی عالم کا مجتہد ہونا اس قدر مشہور ہوگیا ہو جس سے لوگوں کو اوسکے مجتہد ہونے پر اطمینان حاصل ہو جائے تو اوسکا مجتہد ہونا بھی شرعاً ثابت ہو جائیگا۔ رہا کسی مجتہد کا اعلم ہونا پس اس کی معرفت ذاتی تحقیق وعلم سے ہوسکتی ہے یا ایسی شہادت سے جس میں کوئی اختلاف نہ کرے یا ایسی شہرت سے جو مفید علم ہو (۲۱) اگر دو مجتہد ایسے ہوں جن میں ایک کا دوسرے سے اعلم ہونا معلوم نہ ہوسکے اور نہ ایک کی عالمیت پر کسی عادل کی گواہی حاصل ہوسکے اوس وقت اگر ایک کے دوسرے سے اعلم ہونیکا صرف گمان بھی ہو تو اوسی کی تقلید واجب ہوگی بلکہ اگر ایک کے اعلم ہونیکا محض احتمال ہو جب بھی اوسی کی تقلید کرنی ہوگی اور اگر یہ معلوم ہو کہ یا تو یہ دونوں مجتہد علم میں برابر ہیں یا فلاں مجتہد ان دونوں میں

دوسرے سے اعلم ہے اور دوسرے مجتہد کے پہلے سے اعلم ہونیکا احتمال بھی نہ ہو تو ایسی حالت میں احوط یہ ہے کہ جس مجتہد کے اعلم ہونیکا احتمال ہے اوسی کی تقلید کی جائے (۲۲) جس مجتہد کی تقلید صحیح ہے اوس میں چند شرطونکا[1] ہونا ضروری ہے اول بالغ ہونا دوسرے عاقل ہونا تیسرے مومن اثنا عشری ہونا چوتھے عادل ہونا پانچویں مرد ہونا نہ عورت یا خنثیٰ چھٹے (بنا بر ایک قول کے) آزاد ہونا نہ غلام ساتویں مجتہد مطلق ہونا یعنی فقہ کے کل احکام میں قوت اجتہاد رکھتا ہو کیونکہ مجتہد متجزی (جو صرف بعض مسائل میں اجتہاد کر سکتا ہو) کی تقلید جائز نہیں ہے آٹھویں زندہ ہونا کیونکہ مجتہد میت کی تقلید ابتداءً جائز نہیں ہاں کسی نے اگر کسی مجتہد کی تقلید اوسکی زندگی میں کی ہو تو اوسکے مرنے پر بھی اوسکی تقلید پر وہ باقی رہ سکتا ہے جس طرح سابقاً بیان ہوچکا نویں اعلم ہونا کیونکہ احوط یہ ہے کہ اگر اعلم کی تقلید ممکن ہو تو غیر اعلم کی تقلید جائز نہیں ہے دسویں یہ کہ ولد الزنا نہو گیارہویں یہ کہ طلب دنیا میں منہمک اور اوسکے حاصل کرنے یا دنیا داروں کے وضع و طریقہ کو اختیار کرنے میں مشغول نہ رہتا ہو کیونکہ حدیث[2] میں ہے من کان من الفقہاء صائناً لنفسہ حافظاً لدینہ مخالفاً لہواہ مطیعاً لامر مولاہ فللعوام ان یقلدوہ یعنی جو فقیہ کہ اپنے نفس کا محافظ ہو اپنے دین کی حفاظت کرتا ہو اپنے ہوا و ہوس نفسانی کا مخالف اور احکام و مطلوبات خداوند عالم کا مطیع و فرمانبردار ہو اوسی کی تقلید لوگوں کو کرنی چاہیے[3] (۲۳) انسان کو واجبات کے بجالانے اور محرمات سے بچتے

---

[1] منہج الرشاد میں ہے کہ مجتہد میں جو اوصاف ہونے چاہییں اون میں ایک فقیہ ہونا یعنی احکام اہلبیت علیہم السلام سے پوری طرح واقف اور ان حضرات کے بیان کیے ہوئے حلال و حرام میں ناظر ہونا ہے اور یہ صفت اس زمانہ میں بغیر دس چیزوں کے حاصل نہیں ہوسکتی جن میں سے نو امر توکسبی ہیں یعنی اونکو انسان کوشش کرکے حاصل کرسکتا ہے اور وہ (۱) زبان عربی (۲) علم نحو (۳) علم صرف (۴) علم منطق (۵) علم رجال (۶) علم اصول فقہ (۷) علم تفسیر (۸) علم احادیث کا ضرورت کے مطابق عالم ہونا اور (۹) کلام و اقوال علما پر مطلع ہونا ہے تاکہ اجماعی مسائل کی معرفت حاصل کرسکے اور دسواں امر وہبی ہے کہ صرف کوشش اور محنت سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ خداوند عالم کی جانب سے اوسکا فیضان ہوتا ہے اور وہ ایسی قوت قدسیہ ہے جس سے عالم کو مسائل اصولیہ سے مسائل فرعیہ کے نکالنے اور صحیح و جید رائے پیدا کرنے اور حضرات اہلبیت کے اشارات و کلمات سے مطالب سمجھنے کا مناسب سلیقہ پیدا ہوجاتا ہے ۱۲ مترجم

[2] یہ حدیث تفسیر حضرت امام حسن عسکری ع میں موجود ہے ۱۲ مترجم

[3] ذخیرۃ المعاد اور منہج الرشاد

رہنے کا جو ملکہ[1] پیدا ہو جاتا ہے اوسی کو عدالت کہتے ہیں اور اس عدالت کی پہچان اوس شخص کے ایسے ظاہری نیکی اور تقدس سے ہو سکتی ہی جس سے اوسکا عادل ہونا یقینا یا بطور گمان کے واضع ہو سکے - اسی طرح اس کی پہچان دو عادل شخصوں کی شہادت یا ایسی شہرت سے بھی ہو سکتی ہے جو مفید علم ہو اور جس سے اطمینان حاصل ہو سکے (۲۴) جب کسی مجتہد میں ایسا تغیر پیدا ہو جائے جس سے شرائط اجتہاد مفقود ہو جائیں تو اوس کے مقلدین پر واجب ہی کہ اوسکی تقلید ترک کر کے دوسرے مجتہد کے مقلد ہو جائیں (۲۵) اگر کسی شخص نے ایسے عالم کی تقلید کر کے جو مجتہد جامع الشرائط نہ تھا ایک زمانہ تک بسر کی تو وہ اوس شخص کے مثل ہے جس نے تقلید کی ہی نہیں غرض اس کی حالت وہی ہی جو جاہل قاصر یا مقصر کی ہوتی ہے (۲۶) اگر کسی شخص نے ایسے مجتہد کی تقلید کی جو مجتہد میت کی تقلید پر باقی رہنے کو حرام جانتا ہے پھر وہ مجتہد مرگیا اور اب اس نے ایسے مجتہد کی تقلید کی جو مجتہد میت کی تقلید پر باقی رہنے کو جائز سمجھتا ہے تو اوس شخص کو جائز ہے کہ پہلے مجتہد (یعنی مجتہد میت) کی تقلید پر کل مسائل میں باقی رہی سوائے اس مسئلہ خاص یعنی حرمت بقا بر تقلید میت کے (۲۷) ہر مکلف پر واجب ہی کہ عبادات کے اجزا[2] شرائط - موانع اور مقدمات کا علم حاصل کرے لیکن اگر کسی عمل کو بغیر ان چیزوں کا علم حاصل کیئے ہوئے بجالایا اور اجمالی طور سے اتنا اوسکو علم ہی کہ اس عمل میں اس کے اجزا و شرائط موجود تھے اور موانع برطرف تھے تو وہ عمل صحیح ہوگا اگرچہ اوسے تفصیلی طور پر اسکا علم نہو[3] (۲۸) ہر شخص کو

بقیہ حاشیہ صفحہ اور کثرت سے بھولتا یا غلطی نہ کرتا ہو کہ ایسے صورت میں اوسکی تقلید مشکل ہوگی ۱۲ مترجم

[1] انسان میں کسی چیز کے ملکہ پیدا ہو جانیکا یہ مطلب ہی کہ اوسکی نفس میں اوس چیز کی ایسی مستحکم حالت پیدا ہو جائے جو زائل نہ ہو سکے پس اگر کسی نے ایک وقت گناہ کو کیا اور دوسرے وقت اوس سے بچا تو اس بچنے کو ملکہ نہیں کہینگے ہاں جو برابر بچتا رہی اور ہر حالت میں خدا کا خوف کرے اور اسی حالت میں کئی سال تک برابر بسر کرے اوسکو کہہ سکتے ہیں کہ اسمیں گناہ سے بچنے کا ملکہ ہو گیا ہے ۱۲ مترجم [2] کسی عمل کا جزو وہ کام ہوتا ہی جو اوس عمل کے اندر داخل رہتا ہی اگر کوئی شخص اوس کام کو نہ کرے تو لوگ یہ نہ کہینگے کہ اس شخص نے فلاں عمل کیا مثلاً رکوع اور سجدہ کرنا کہ یہ دونوں کام نماز کے جزو ہیں اسلیے کہ اگر کوئی شخص قبلہ رخ کھڑا ہو کر تکبیر کہی اور سورۂ فاتحہ پڑھے لیکن رکوع اور سجدہ نہ کرے تو کوئی بھی نہ کہیگا کہ یہ شخص نماز پڑھ رہا ہے اور کسی عمل کا شرط وہ کام ہوتا ہی جو اوس عمل کے اندر داخل نہو بلکہ اوس سے علحدہ ہو لیکن وہ عمل اوس کام کے بغیر درست نہ سمجھا جائے جیسے نماز پڑھنے والے کیلئے شرط ہی کہ اوسکا کپڑا پاک ہے جزو تو نہیں ہی کیونکہ کوئی شخص نجس کپڑے میں نماز پڑھے تو سب کہینگے کہ یہ نماز پڑھتا ہی لیکن وہ نماز درست نہ ہوگی اور کسی عمل کا مانع وہ کام ہے جسکے کرنیسے وہ عمل باطل ہو جاتا ہے جیسے نماز میں بات کرنا نماز کیلئے مانع ہی کیونکہ بات کرنیسے نماز باطل ہو جاتی ہے اور کسی عمل کا مقدمہ وہ کام ہوتا ہی جو اوس عمل سے خارج اور پہلے ہو لیکن وہ عمل بغیر اوس

واجب ہی کہ عام طور پر جن مسائل تشکیات وسہو کی اکثر ضرورت واقع ہوتی ہو اونکا علم حاصل کرلے
ہاں اگر کسی کو اطمینان ہو کہ مجھے شک یا سہو نہیں ہو گا تو اوسکا عمل صحیح ہو گا اگرچہ اوس نے اون مسائل
کے احکام کا علم نہ حاصل کیا ہو (۲۹) تقلید کرنی جس طرح واجب اور حرام کاموں میں واجب ہے اسیطرح
مستحب مکروہ اور مباح امور میں بھی واجب ہی بلکہ ہر شخص پر واجب ہی کہ جو کام وہ کرتا ہو اوس کے
حکم شرعی کا علم حاصل کرے خواہ وہ کام عبادت ہو یا معاملہ یا معمولی عادت کی باتیں (۳۰) کسی شخص کو
اگر یہ معلوم ہو کہ فلاں کام حرام نہیں ہی لیکن یہ نہ معلوم ہو کہ واجب ہی یا مباح یا مستحب تو اوس فعل کو اس
خیال سے کر سکتا ہی کہ شائد خدا کو یہ فعل مطلوب ہو اور اس امید پر کہ وہ اس فعل سے خوش ہو کر ثواب
عطا فرمائے اور اگر یہ معلوم ہو کہ یہ کام واجب نہیں ہی لیکن اوسکا حرام یا مکروہ یا مباح ہونا معلوم نہ ہو
تو اوس کام کو اس خیال سے ترک کرنا جائز ہے کہ شائد یہ فعل خداوند عالم کو ناگوار ہو (۳۱) کسی امر میں
اگر مجتہد کی پہلی رائے بدل جائے تو اوس کے مقلدین کو جائز نہیں ہی کہ اوس رائے سابق پر باقی رہیں
(۳۲) جب کسی مسئلہ میں مجتہد اپنے فتوی سے عدول کر کے توقف و تردد کرے اور کسی صورت پر اوسکی
رائے مستقر نہو تو اوسکے مقلد پر واجب ہی کہ احتیاط پر عمل کرے یا اس مجتہد کے علاوہ دیگر علما میں جو
سب سے اعلم ہو اوسکی طرف صرف اس خاص مسئلہ میں رجوع کرے (۳۳) اگر دو مجتہد علم میں برابر ہوں
تو مقلد کو اختیار ہی جسکی چاہی تقلید کرے اور یہ بھی جائز ہی کہ چند مسائل میں ایک مجتہد کی اور چند میں
دوسرے کی تقلید کرے لیکن اگر ایک مجتہد دوسرے سے عدالت یا تقوی و پرہیزگاری وغیرہ میں
بڑھا ہوا ہو تو اولی بلکہ احوط یہ ہی کہ اسی مجتہد کی تقلید کرے ف۱ (۳۴) اگر کوئی شخص ایسے مجتہد کی تقلید
کرے جو اس امر کا قائل ہو کہ کسی مجتہد کی تقلید کرنے کے بعد اوس کو ترک کرنا حرام ہی خواہ اوسکو
ترک کر کے مجتہد اعلم ہی کی تقلید کیوں نہ کرے پھر وہ شخص اس مجتہد سے اعلم کسی مجتہد کو پائے تو احوط یہ ہے

بقیہ حاشیہ ف۲ کام کے ہو سکے جیسے وضو کرنا کہ نماز سے خارج ہی لیکن جب تک کوئی شخص پہلے وضو نہ
کریگا اوس وقت تک نماز نہیں ہو سکتی ۱۲ مترجم

ف۳ لیکن اس عمل کے صحیح ہونے سے مسائل اجزا و شرائط و موانع کے علم حاصل کرنیکا واجب ہونا اوس شخص سے
ساقط نہیں ہو گا بلکہ ان چیزوں کا علم حاصل کرنا بہر صورت واجب ہی رہیگا ۱۲ مترجم

ف۱ ذخیرۃ المعاد اور مجمع المسائل میں ہی کہ اگر دو مجتہد علم میں برابر ہوں لیکن ایک مجتہد دوسرے سے فتوی میں
اوثق ہو (یعنی اوسکا فتوے زیادہ قابل اطمینان ہو) یا اگر ایک دوسرے سے اعلم اور دوسرا اوس سے اوثق ہو

کہ پہلے مجتہد کی تقلید ترک کرکے اس مجتہد اعلم کا مقلد ہوجائے اگرچہ پہلا مجتہد اس تبدیل تقلید کو ناجائز کہے

(۳۵) اگر کسی نے کسی شخص معین کی اس خیال سے تقلید کی کہ یہ زید ہی بعدہ معلوم ہوا کہ وہ زید نہیں بلکہ عمرو ہی

تو اگر دونوں مجتہد (زید اور عمرو) فضیلت میں برابر ہوں اور مقلد نے یہ قید نہ کی ہو کہ مجھے بالخصوص زید ہی کی تقلید

مقصود ہی تو تقلید صحیح ہوگی ورنہ مشکل ہی (۳۶) مجتہد کے فتوے کا چند طریقوں سے علم حاصل ہوتا ہی (۱) یا تو خود

مجتہد کی زبان سے مقلد سُنے (۲) یا اوسکے فتوے کو دو عادل شخص بیان کریں (۳) یا ایک ہی عادل

شخص بیان کرے بلکہ صرف ایک ایسے موثق شخص کا بیان کرنا بھی کافی ہی جس سے مقلد کو اطمینان حاصل

ہوجائے اگرچہ وہ موثق شخص عادل نہو (۴) یا اُس مجتہد کے ایسے رسالہ میں اوسکا فتوی دیکھا جائے جسکی غلطی

سے محفوظ ہونیکا اطمینان[۱] ہو (۳۷) اگر کسی نے ایسے شخص کی تقلید کی جسمیں فتوے دینے کی قابلیت نہیں

ہی بعد ازاں اُس مقلد کو اپنی غلطی معلوم ہوئی تو اُب سپر اس مجتہد کی تقلید ترک کردینا اور دوسرے مجتہد

اعلم کی تقلید کرنی واجب ہی - اور اوسکے گذشتہ اعمال مثل اوس جاہل کے عمل کے ہیں جسنے کسی کی تقلید

کی ہی نہیں ہو - اسیطرح اگر غیر اعلم کی تقلید کی تو بنا بر احوط اب اوسکی تقلید ترک کرکے اعلم کی تقلید

کرنی واجب ہی اور اگر کسی نے مجتہد اعلم کی تقلید کی لیکن کچھ دنوں بعد دوسرا مجتہد اوس سے علم

میں بڑھ گیا اور اب یہی اعلم ہے تو بنا بر احوط پہلے کی تقلید ترک کرکے اس دوسرے مجتہد کی تقلید کرنی

واجب ہی (۳۸) اگر مجتہد اعلم دو شخصوں میں منحصر ہو (یعنے یقیناً معلوم ہو کہ مجتہد اعلم انھیں دو سے کوئی ہی

تیسرا کوئی نہیں) اور کسی ایک کو معین کرنا ممکن نہو تو اختیار ہے اون دونوں سے جسکی چاہے تقلید کرے

(۳۹) کسی شخص کو اگر اس امر میں شک ہو کہ جس مجتہد کی تقلید میں کرتا ہوں وہ مرگیا ہی یا اوسکی

کوئی رائے بدل گئی ہے یا اوسمیں ایسی بات پیدا ہوگئی ہے جس سے اب اوسکی تقلید جائز نہیں تو

مقلد کو اوس شک پر عمل کرنا واجب نہیں ہی بلکہ جبتک اوس مجتہد کی حالت واضح نہو جائے اُسوقت

تک اوسی مجتہد کی تقلید پر باقی رہ سکتا ہی (۴۰) اگر کسی شخص کو یہ معلوم ہو کہ وہ کچھ دنوں تک اپنے

عبادات بغیر تقلید بجالاتا رہا ہی لیکن اوس زمانہ کی مقدار نہ معلوم ہو پس اگر اوسکو اپنے عبادات

کی کیفیت اور اونکا واقع کے مطابق ہونا یا اوس مجتہد کے فتوے کے مطابق ہونا معلوم ہو جسکی تقلید

کرنا اب اوسپر واجب ہی تو اوسپر کوئی تکلیف نہیں ورنہ احوط یہ ہی کہ جس مقدار پر اوسکو برائت ذمہ

کا یقین ہوجائے اوس قدر عبادات کو قضا کرے اگرچہ بعید نہیں ہے کہ جتنے زمانہ کا بلا تقلید

---

[۱] منہج الرشاد میں ہی کہ اگر کسی رسالہ کے متعلق مجملاً معلوم ہو کہ اسمیں ایک جگہ غلطی ہی لیکن وہ مقام خاص کر نہ معلوم ہو تو

[illegible]

رہنا یقینی ہو صرف اُسی زمانہ کا قضا کرنا کافی ہو (۴۱) اگر کسی کو یہ معلوم ہو کہ اوسکے گذشتہ اعمال
حالت تقلید میں انجام پائے لیکن یہ نہ معلوم ہو کہ وہ تقلید صحیح تھی یا نہیں تو اوسکو صحیح ہی سمجھے (۴۲)
اگر کسی شخص نے کسی مجتہد کی تقلید کی پھر اُسکو شک ہوا کہ معلوم نہیں یہ مجتہد جامع الشرائط ہی یا نہیں تو
اوسپر اُس مجتہد کے حال کی تحقیق کرنی واجب ہی (۴۳) جس شخص میں فتوی دینے کی قابلیت نہو اوسکو
فتوے دینا حرام ہی - اسیطرح جس شخص میں قاضی یعنی مقدمات و مرافعات کا حاکم ہونے اور اُنکے فیصل
کرنیکی قابلیت نہو اوسکو قاضی بننا حرام ہی اور اگر وہ قاضی بنکر کوئی حکم دے تو اُسکا حکم قابل عمل
نہوگا اور نہ اوسکی طرف مرافعہ کرنا لوگونکو جائز ہوگا اور نہ اُسکی اجلاس پر گواہی دینی جائز ہوگی
بلکہ جو مال اوسکے حکم سے لیا جائیگا وہ حرام ہوگا اگرچہ اوس مال کا لینے والا اپنے جائز حق
سے اوسکو لے - ہاں اگر کسی شخص کا حق پانا ایسے ہی قاضی یعنی حاکم کیطرف رجوع کرنے پر منحصر ہو
اور دوسری صورت نہو تو اس خاص صورت میں ایسے قاضی یعنی حاکم کیطرف مقدمات وغیرہ
میں رجوع کرنا جائز ہے (۴۴) مجتہد اور قاضی میں عدالت کا ہونا واجب ہی اور عدالت کا ثبوت
دو عادل شخص کی شہادت یا مجتہد اور قاضی کے ساتھ ایسی معاشرت رکھنے سے ہو سکتا ہے
جس سے اوس مجتہد یا قاضی میں بلکہ عدالت کے موجود ہونیکا علم ہو جائے یا اوسپر اطمینان حاصل
ہو کہ اوسمیں یہ موجود ہے یا اوس مجتہد یا قاضی کا عادل ہونا اس قدر مشہور ہو کہ اُس سے اوسکی
عدالت کا علم حاصل ہو جائے (۴۵) اگر کوئی شخص اپنے بالغ ہونے کے بہت دنوں بعد اس امر میں
شک کرے کہ میرے گذشتہ اعمال صحیح تقلید سے انجام پائے ہیں یا نہیں تو اوسکو جائز ہی کہ اُن سب
اعمال کو صحیح سمجھے لیکن آئندہ کے لئے اپنے اعمال کو فوراً بذریعہ تقلید صحیح کرنا اُسپر واجب ہے
(۴۶) جاہل شخص پر واجب ہے کہ مسئلہ تقلید اعلم کے واجب ہونے یا واجب نہونے میں مجتہد
اعلم کی تقلید کرے اور مجتہد غیر اعلم اگر تقلید اعلم کے واجب نہونے کا فتوی دے تو اوسکی تقلید
جائز نہوگی بلکہ اگر مجتہد اعلم بھی تقلید اعلم کے واجب نہونے کا فتوی دے تو اوسکے اس فتوے
پر عمل کرنا بھی مشکل ہے لہذا جاہل شخص کے لئے مسائل فرعیہ میں یقینی صورت صرف یہی ہے کہ
وہ مجتہد اعلم کی تقلید کرے (۴۷) اگر دو مجتہدوں سے ایک احکام عبادات میں اور دوسرا احکام
معاملات میں اعلم ہو تو احوط یہ ہی کہ عبادات میں پہلے کی اور معاملات میں دوسرے کی تقلید کیجائے

یہلے میں اگر مقلد کو یہ نہ معلوم ہو کہ وہ ایک سال تک نماز مثلاً بلا تقلید مجتہد پڑھتا رہا ہی یا دو سال تک تو واجب
صرف ایکسال کی نماز قضا کرنا ہی اگرچہ احوط مستحب یہ ہی کی

اور یہی حکم اوسوقت بھی ہے جب ایک مجتہد چند مسائل اجتہادیہ میں اور دوسرا چند دوسرے مسائل
عبادات میں اعلم ہو (۴۸) اگر کسی شخص نے کسی مجتہد کا فتوی غلط بیان کردیا تو اوسپر واجب ہی
کہ جن لوگوں نے اوس فتوی کو اس سے معلوم کیا ہی اونکو مطلع کردے کہ اوس مجتہد کا فتوے یہ
نہیں ہے - اسیطرح اگر مجتہد نے اپنا فتوے بیان کرنے میں خود غلطی کی ہے تو اوسپر واجب ہے
کہ اس غلطی کا اعلان کردے (۴۹) کسی شخص کو اگر اثناء نماز میں کوئی ایسا مسئلہ پیش آجائے جسکا
حکم اُسکو معلوم نہ ہو تو اس مسئلہ کے متعلق جو حکم اُسوقت سمجھ میں آئے اوسپر اس نیت سے عمل
کرنا اوسکو جائز ہے کہ نماز تمام کرکے اسکے حکم کو دریافت کرونگا اور اگر حکم مسئلہ میری سمجھ اور
عمل کے خلاف ثابت ہوگا تو اپنی نماز کا اعادہ کرونگا پس اگر وہ ایسا کرے اور اوسکا وہ عمل صحیح
ثابت ہو تو اوسپر نماز کا اعادہ واجب نہیں ہوگا (۵۰) جاہل شخص پر واجب ہے کہ جس زمانہ میں وہ
مجتہد یا مجتہد اعلم کی تحقیق کر رہا ہے اوس زمانہ میں احتیاط پر عمل کرے (۵۱) جس شخص کو مجتہد نے
اوقاف یا اموال قصر میں تصرف کیلئے اذن دیا ہو یا وکیل کیا ہو وہ مجتہد مذکور کے مرجانے سے معزول
ہوجاتا ہے مگر جو شخص مجتہد کیطرف سے وقف کا متولی یا اموال قصر کا منتظم مقرر ہوا ہو تو اُسکا متولی
اور قیم ہونا مجتہد کی موت سے علی الاظہر باطل نہوگا بلکہ بدستور باقی رہیگا (۵۲) مجتہد میت کی
تقلید پر باقی رہنے کے مسئلہ میں بغیر مجتہد حیؔ کی تقلید کئے ہوے اگر کوئی شخص مجتہد میت کی تقلید پر
باقی رہے تو گویا وہ بغیر تقلید کے اعمال بجالایا (۵۳) اگر کسی نے ایسے مجتہد کی تقلید کی جو تسبیحات
اربعہ کے ایک مرتبہ پڑھنے کو کافی سمجھتا ہی اور اس مقلد نے بھی ایک ہی مرتبہ پڑھا یا ایسے مجتہد کی
تقلید کی جو تیمم میں ایک ہی ضرب کافی سمجھتا ہی اور اس مقلد نے بھی ایک ہی ضرب لگائی بعد ازاں
وہ مجتہد مرگیا اور اس مقلد نے اب ایسے مجتہد کی تقلید کی جو تین مرتبہ تسبیحات اربعہ پڑھنے یا دو مرتبہ
ضرب لگانے کو واجب جانتا ہی تو اس مقلد پر گذشتہ اعمال کا اعادہ کرنا واجب نہوگا - اسیطرح اگر مقلد
نے کوئی عقد یا ایقاع ایسے مجتہد کی تقلید کرکے کیا جو اوس عقد یا ایقاع کو صحیح سمجھتا ہی - پھر وہ مجتہد
مرگیا اور اب اس مقلد نے ایسے مجتہد کی تقلید کی جو اوس عقد یا ایقاع کو باطل سمجھتا ہی تو اس
صورت میں یہ مقلد اوس عقد یا ایقاع کو صحیح ہی سمجھیگا ہاں آئندہ ایسا عقد یا ایقاع کرنے میں اس
دوسرے مجتہد کے فتوے پر عمل کرنا واجب ہوگا - اور اگر ایسے مجتہد کی تقلید کی جو کسی شئے مثلاً آب غسالہ
کی طہارت کا قائل ہے پھر وہ مجتہد مرگیا اور اب اس شخص نے ایسے مجتہد کی تقلید کی جو اوس شئے کی

ساتھ اُن اعمال کو بجالایا ہو۔ وہاں وہ حتی اگر ابھی تک باقی ہو تو اب اس مقلد کے لیے وہ طاہر ہوگی تو وہ
نیا مجتہد اوسکو نجس کہتا ہے۔ اور یہی حکم جاری ہوگا کسی چیز کے حلال یا حرام ہونے میں بھی پس اگر پہلے مجتہد
نے مثلاً غیر حدید سے ذبح کرنیکو جائز کہا اور اوسپر عمل کرکے مقلد نے اوسیطرح کسی جانور کو ذبح کیا پھر وہ
مجتہد مرگیا اور اب اس مقلد نے ایسے مجتہد کی تقلید کی جو غیر حدید سے ذبح کرنے کو حرام کہتا ہے تو
مقلد نے اوس ذبح کئے ہوے جانور کو بیچ دیا یا کھا لیا تھا تو اوسکا بیچنا یا کھانا صحیح رہیگا۔ ہاں اگر وہ
ذبح کیا ہوا حیوان ابھی موجود ہے تو اب نہ اوسکی بیع جائز ہوگی اور نہ اوسکا کھانا۔ اسیطرح دوسرے
مسائل کو سمجھنا چاہیئے (۵۴) جو شخص کسی کی جانب سے کسی کام مثلاً عقد جاری کرنے یا ایقاع کرنے یا
خمس یا زکوۃ یا کفارہ دینے کیلئے وکیل مقرر ہو تو اگر وکیل و موکل تقلید میں مختلف ہوں یعنی ہر شخص
علیحدہ علیحدہ مجتہد کا مقلد ہو تو وکیل پر واجب ہے کہ اپنی ذاتی تقلید یعنی اپنے مجتہد کے مطابق نہ عمل
کرے بلکہ موکل یعنی وکیل کرنیوالے شخص کی تقلید یعنی اوسکے مجتہد کے فتوے کے مطابق عمل کرے۔ یہی حکم وصی
کا بھی ہے مثلاً کسی مردہ شخص کی نماز ادا کرانے کیلئے کوئی شخص کسی کیطرف سے وصی مقرر ہو تو اوسپر
واجب ہے کہ اوس مردہ شخص کے مجتہد کا جو فتوے ہو اوسکے موافق نماز ادا کرانے میں عمل کرے
(۵۵) اگر کسی چیز کا بیچنے والا ایسے مجتہد کا مقلد ہو جو مثلاً بیع معاطاۃ[۱] یا صیغہ عقد کو غیر عربی زبان
میں جاری کرنے کا قائل ہو اور خریدار ایسے مجتہد کا مقلد ہو جو ایسی بیع کو باطل کہے تو یہ بیع کسیطرف
سے صحیح نہیں ہوگی کیونکہ خرید و فروخت کا تعلق دو طرف سے ہوتا ہے جسکا لازم یہ ہے کہ دونوں
طرف سے صحیح طریقہ پر انجام پائے۔ اور یہی حکم یعنی باطل ہونا ہر اوس معاملہ کا ہے جسمیں ایک جانب
کا مذہب اوس معاملہ کا باطل ہونا اور دوسری جانب کا مذہب اوسکا صحیح ہونا ہو (۵۶) مقدمات
کے مرافعہ میں حاکم کے معین کرنے کا اختیار مدعی کو ہوتا ہے ہاں اگر مدعی علیہ کا اختیار کیا ہوا حاکم عالم
ہو تو یہی عالم حاکم رہیگا۔ بلکہ اگر اعلم موجود ہو اور اوسکی طرف مرافعہ بھی ہو سکتا ہو تو احوط یہ ہے کہ اوسیکی
طرف ہر حالت میں رجوع کیجائے یعنی خواہ مدعی رجوع کرے یا مدعی علیہ۔ (۵۷) حاکم یعنی مجتہد جامع الشرائط
کے حکم کا توڑنا کسی شخص کو جائز نہیں بلکہ دوسرا مجتہد بھی اوسکے حکم کو نہیں توڑ سکتا ہاں اگر پہلے
مجتہد کی خطا ظاہر ہو تو دوسرا مجتہد اوسے توڑ دیگا (۵۸) اگر کسی شخص نے کسی مجتہد کا فتوے دوسرے
شخص سے بیان کیا پھر اوس مسئلہ میں اوس مجتہد کی رائے بدل گئی تو بیان کرنیوالے شخص پر

۱؎ بیع معاطاۃ اسکو کہتے ہیں کہ بغیر خرید و فروخت کا مقررہ شرعی صیغہ جاری کئے ہوے مالک اپنا مال

واجب نہیں ہے کہ جن لوگوں نے اوس سے پہلا مسئلہ سنا ہے اونکو مجتہد کی راے بدلنے سے آگاہ کرے اگرچہ احوط مستحب یہی ہے کہ آگاہ کردے۔ بخلاف اسکے اگر اوس بیان کرنے والے کو معلوم ہو کہ میں نے خود مجتہد کا فتوے بیان کرنے میں غلطی کی ہے تو اوسپر واجب ہے کہ لوگوں کو اس سے مطلع کردے (۵۹) کسی مجتہد کا فتوے بیان کرنے میں اگر دو شخص اختلاف کریں اور بیان میں تعارض ہو تو دونوں کے قول کو ترک کردینا چاہیے اور یہی حکم دو شرعی شہادتوں کا بھی ہو۔ ہاں اگر مجتہد کا فتوے لوگوں سے کچھ سُنا گیا اور خود مجتہد کی زبان سے اوسکے خلاف سُنا گیا تو خود مجتہد کے بتائے ہوئے فتوی کو مقدم کرنا چاہیے۔ اسی طرح اگر مجتہد کے رسالہ میں کچھ فتوی ہو اور خود اوسکی زبان سے اوسکے خلاف سنا جائے تب بھی زبان سے سُنے ہوے فتوی کو ہی اختیار کرنا چاہیے۔ اور اسیطرح اگر مجتہد کا فتوی لوگوں سے کچھ سنا گیا اور اوسکے رسالہ میں اوسکے خلاف دیکھا گیا تو ایسی صورت میں اوسکے رسالہ میں جو لکھا ہو اوسیکو ترجیح دیکر اوسپر عمل کرنا چاہیے بشرطیکہ رسالہ کی غلطی سے محفوظ ہونے کا اطمینان ہو (۶۰) اگر کسی شخص کو ایسا مسئلہ پیش آئے جسکا حکم معلوم نہو اور مجتہد اعلم وہاں موجود ہو پس جس کام سے متعلق وہ مسئلہ ہے اگر اوس کام کو مسئلہ دریافت کرنے تک روک سکتا ہی تو روکنا واجب ہے اور اگر رُوک نہیں سکتا ہو لیکن احتیاط پر عمل کرسکتا ہو تو ایسا ہی کرے اور اگر احتیاط بھی ممکن نہو تو الاعلم[ل] فالاعلم کی رعایت کرکے دوسرے مجتہد کیطرف رجوع کرنا جائز ہے۔ اور اگر وہاں کوئی دوسرا مجتہد یا اوسکا رسالہ بھی نہو تو مشہور علما کے قول پر عمل کرسکتا ہے بشرطیکہ کوئی شخص ایسا ملجائے جو قول مشہور بین العلماء کو بتا سکے۔ اب اگر قول مشہور پر عمل کیا بعد ازاں اوس قول کا اپنے مجتہد کے فتوے سے مخالف ہونا ظاہر ہوا تو اوس شخص پر اوس فعل کا اعادہ یا قضاء واجب ہوگی اور اگر قول مشہور بھی نہ معین ہو سکے تو فوت شدہ علما میں جو زیادہ لائق ہو اوسکے قول کیطرف رجوع کرنی چاہیے۔ اب اگر یہ بھی ناممکن ہو تو اپنے گمان پر عمل کرے اور اگر دو صورتوں سے کسی ایک پر بھی گمان نہ حاصل ہو سکے تو اختیار ہی جس صورت پر چاہے اوسوقت عمل کرے اسلیئے کہ اوسوقت کی تکلیف یہی ہی۔ لیکن ہر صورت میں بعد کو جب اپنے مجتہد کا فتوے معلوم ہوا اوسوقت دیکھے کہ جو فعل کرچکا ہے اگر اس فتوی کے مطابق تھا تو خیر۔ اور اگر مخالف تھا تو عمل مذکور کا اعادہ یا قضاء واجب ہوگی (۶۱) اگر کسی نے ایک مجتہد کی تقلید کی بعد

[ل] الاعلم فالاعلم کا بیان پہلے ہو چکا ہی مکرر مجمع المسائل سے اسکی توضیح کیجاتی ہی کہ اگر پانچ مجتہد یا دس مجتہد ہوں
پس انمیں سے جسکا علم سب سے زیادہ ہو وہ اون سب سے اعلم ہی پھر اوسکے بعد جو مجتہد بن باقی رہیں اونمیں جو سب سے

[illegible]
کہ مجتہد میت کی تقلید پر باقی رہنا واجب یا جائز ہے پس ایسی صورت میں آیا اس مقلد کو مجتہد اول
کی تقلید پر باقی رہنا چاہیئے یا مجتہد ثانی کی تقلید پر اسمیں اختلاف ہے - لیکن اظہر یہ ہے کہ ثانی
کی تقلید پر باقی رہے اور احوط[1] یہ ہے کہ احتیاط کی مراعاۃ کرے (۶۲) تقلید کیلئے صرف اسقدر کافی
ہی کہ مقلد اپنے مجتہد کے فتوی کا رسالہ اپنے پاس رکھ لے اور جو کچھ فتوی اوسمیں ہوں اونکے مطابق
عمل کرتے رہنے کا ارادہ کرلے اگرچہ ابھی اون فتاوے کا علم حاصل نہو - اور کسی پر عمل کرنیکا موقع نہ ملا ہو
اب اگر وہ مجتہد مرجائے تو اوسکی تقلید پر باقی رہنا اسکو جایز ہے اگرچہ فتاوی کو نہ جاننے کی صورت میں
بلکہ جاننے کے بعد اونپر عمل نہ کرنے کی صورت میں بھی احوط یہی ہی کہ مجتہد میت کی تقلید ترک کرکے
مجتہد حی کی جانب رجوع کرے بلکہ بنا بر ایک وجہ کے احوط مستحبی یہی ہے کہ مجتہد سابق میت کی تقلید پر
مطلقاً باقی نہ رہے اگرچہ اوسکے فتوی کو جانا بھی ہو اور اونپر عمل بھی کیا ہو (۶۳) جن مسائل میں مجتہد
اعلم کوئی فتوی نہ دے بلکہ محض احتیاط بیان کرے اون مسائل میں مقلد کو اختیار ہی خواہ اپنے مجتہد
کے اون احتیاطات پر عمل کرے خواہ دوسرے مجتہد کیطرف برعایت الاعلم فالاعلم رجوع کرے -
(۶۴) اس کتاب[2] عروۃ الوثقی میں جو احتیاط مذکور ہی وہ یا استحبابی ہی اور وہ وہ ہی جو کسی فتوے
کے بعد یا اوس سے ملا ہوا ہو - یا وجوبی ہی اور وہ وہ ہی جسکے ساتھ کوئی فتوے نہو اور اسی احتیاط
وجوبی کو احتیاط مطلق بھی کہتے ہیں اسمیں مقلد کو اختیار ہی خواہ اسپر عمل کرے خواہ کسی دوسرے
مجتہد کیطرف رجوع کرے لیکن یہ اسکو جائز نہیں ہی کہ نہ اس احتیاط وجوبی پر عمل کرے اور نہ دوسرے
مجتہد سے فتوی لیکر اوسپر عمل کرے کیونکہ دونوں صورتوں سے ایک پر عمل کرنا واجب ہی - رہی پہلی
قسم یعنی احتیاط استحبابی پس مقلد کو نہ اوسپر عمل کرنا واجب ہی اور نہ دوسرے مجتہد کیطرف رجوع کرنا
جائز ہے بلکہ اوسکو اختیار ہی خواہ محض فتوی پر عمل کرے اور احوط کو ترک کردے خواہ اس احتیاط
استحبابی ہی پر عمل کرے (۶۵) دو مجتہد اگر علم و فضل میں برابر ہوں تو مقلد کو اختیار ہی جسکی چاہے
تقلید کرے - اسیطرح اوسکو جائز ہے کہ بعض احکام میں ایک کی اور بعض میں دوسرے کی تقلید کرے بلکہ ایک ہی

---

[1] اس مسئلہ کے متعلق منہج الرشاد میں ہی کہ جہاں ممکن ہو وہاں احوط جمع کرنا ہی دونوں مجتہد میت کے قول
پر اور اگر جمع کرنا ناممکن ہو تو اوس مسئلہ میں جو احتیاط ہو اوسپر عمل کرے ۱۲ مترجم

[2] یہی حکم اون حاشیوں کا بھی ہے جنکو جناب سرکار طباطبائی دام ظلہم العالی نے دوسری کتب مثل
ذخیرۃ المعاد، منہج الرشاد، نجاۃ العباد، مجمع المسائل، جامع [illegible]

عمل کے چند احکام میں ایک کی اور چند میں دوسرے کی تقلید کر سکتا ہے یہانتک کہ اگر ایک کا فتوی ہو کہ جلسہ استراحت یعنی سجدہ تامہ کے بعد کسی قدر بیٹھ جانا واجب ہے اور تسبیحات اربعہ کو تین مرتبہ پڑھنا مستحب ہے اور دوسرے کا فتوے اسکے برعکس ہو تو جائز ہے کہ اول مجتہد کی تسبیحات اربعہ کو تین مرتبہ پڑھنے کے مستحب ہونے میں اور دوسرے کی جلسہ استراحت کے مستحب ہونے میں تقلید کرے[1] (۶۶) یہ امر پوشیدہ نہ ہے کہ احتیاط کی جگہوں کو سمجھنا جاہل کیلئے نہایت مشکل ہے کیونکہ اسمیں ضرورت ہے کافی اطلاع حاصل رہنے کی اور باوجود کافی اطلاع اور علم کے بھی بعض اوقات دو احتیاطوں میں اختلاف پیدا ہو جانے سے دقت ہوتی ہے کیونکہ اُسوقت ایک کو ترجیح دینا ضروری ہے اور بعض اوقات مسئلہ میں جو اشکال ہوتا ہے اوسکی جانب توجہ ہی نہیں ہوتی پس مقلد احتیاط کرتا تو ہے لیکن حقیقتاً اوس احتیاط کے ترک کرنے میں احتیاط ہوتی ہے مثلاً یہ مسئلہ سمجھنا چاہیئے کہ جو پانی حدث اکبر کے رفع کرنے میں استعمال ہوا ہو اوس سے وضو نہ کرنا احوط ہے لیکن جب سوائے اسکے دوسرا پانی ممکن ہی نہو تو اب احوط یہ ہے کہ اوسی پانی سے وضو کیا جائے بلکہ یہ واجب ہوگا کیونکہ اوس ترک وضو کی احتیاط استحبابی تھی اور احوط یہ ہے کہ اوس پانی سے وضو بھی کرے اور پھر تیمم بھی۔ اسی طرح احوط یہ ہے کہ تسبیحات اربعہ کو تین مرتبہ پڑھے لیکن جب وقت تنگ ہو اور تسبیحات اربعہ کو تین مرتبہ پڑھنے سے یقین ہو کہ نماز کا وقت نکل جائیگا تو اس صورت میں اس احتیاط کا ترک کرنا احوط یا لازم ہے۔ اسی طرح گچ پر تیمم کرنا احتیاط کے خلاف ہے لیکن جب اسکے تیمم کے لئے کوئی چیز دوسری نہو تو احوط اوسی گچ پر تیمم کرنا ہے اور اگر تر مٹی بھی موجود ہو تو احوط یہ ہے کہ گچ پر بھی تیمم کرے اور اوس تر مٹی پر بھی (۶۷) تقلید صرف فرعی احکام میں کیجاتی ہے لہذا اصول دین۔ اصول فقہ۔ مسائل نحو و صرف وغیرہ میں تقلید نہیں ہو سکتی۔ اسیطرح موضوعات مستنبطہ عرفیہ یا لغویہ یا موضوعات صرفہ میں بھی تقلید نہیں ہو سکتی پس اگر کسی بہنے والی چیز میں مقلد کو شک ہو کہ یہ شراب ہے یا سرکہ اور مجتہد کہدے کہ یہ شراب ہے تو اوسکے شراب ماننے میں مجتہد کی تقلید جائز نہیں ہوگی البتہ اس حیثیت سے اوسکا قول مقبول ہو سکتا ہے کہ وہ مخبر عادل ہے جسطرح کسی جاہل لیکن عادل شخص کی خبر پر اعتماد ہوتا ہے۔ ہاں موضوعات مستنبطہ شرعیہ میں مثل نماز۔ روزہ وغیرہ کے تقلید ہو سکتی ہے جسطرح احکام عملیہ میں ہوتی ہے (۶۸) مجتہد سے جو امور متعلق ہوتے ہیں اونسے سوائے تقلید کے اور کسی چیز میں مجتہد کا اعلم

[1] مجمع المسائل میں ہے کہ اگر دو مجتہد علم و فضل میں مساوی ہوں تو دونوں کی تقلید ایکوقت میں کر سکتا ہے اس

ہونا ضروری نہیں ہے۔ رہا اون یتیموں اور مجنونوں اور اوقاف کا ولی ہونا جنکا کوئی ولی معین نہو یا اون وصایا کا ولی ہو جانا جنکا کوئی وصی معین نہو پس ان امور میں یا انھیں کے مثل دوسرے امور میں مجتہد کا اعلم ہونا ضروری نہیں ہے۔ ہاں قاضی (حاکم شرع) کے بارے میں احوط یہ ہے کہ وہ اعلم ہو اپنے شہر میں بھی اور اون مقامات میں بھی جہاں سے اسکے یہاں مرافعہ کرنے میں لوگوں کو کسی قسم کا حرج نہو (۶۹) اگر کوئی مجتہد اپنے کسی فتوی کو بدلدے تو اوسپر یہ واجب ہے یا نہیں کہ اپنے مقلدین کو اس تبدیل فتوے سے مطلع کرے۔ اس مسئلہ میں دو صورتیں ہیں اول یہ کہ اگر سابق فتوے احتیاط کے موافق تھا تو ظاہر ہے کہ مطلع کرنا واجب نہیں دوئم یہ کہ سابق فتوی احتیاط کے مخالف تھا تو اس صورت میں احوط یہ ہے کہ مطلع کردے بلکہ یہ احتیاط قوت سے خالی نہیں ہے (۷۰) مقلد کو جائز نہیں ہے کہ کسی حکم میں شک وشبہہ ہو تو اوسمیں اصالۃ برائۃ یا اصالۃ طہارت یا استصحاب کو جاری کرے لیکن شبہات موضوعیہ میں بعد ان چیزوں کے حجت ہونے میں مجتہد کی تقلید کرلینے کے اصالۃ مذکورہ کو جاری کرسکتا ہے مثلاً اسمیں شک ہو کہ جو شخص فعل حرام سے جنب ہوا ہو اوسکا پسینہ نجس ہے یا نہیں تو اسمیں اصالۃ طہارۃ نہیں جاری کرسکتا لیکن اس مسئلہ میں کہ اس پانی میں یا اسکے غیر میں کوئی نجاست گرگئی ہے یا نہیں اصالۃ طہارۃ جاری کرسکتا ہے بعد اسکے کہ اصالہ طہارۃ جاری کرنے کے جائز ہونے میں یہ شخص مجتہد کی تقلید کرچکا ہو۔

(۷۱) جو مجتہد عادل نہو یا جسکی حالت معلوم نہو اوسکی تقلید جائز نہیں ہے اگرچہ اوسکے فتوی پر وثوق اور اطمینان بھی ہو۔ ہاں ایسے مجتہد کے فتوی خود اوسکے عمل کیلئے معتبر ہیں۔ اسیطرح مجتہد غیر عادل یا مجہول الحال کا حکم اور اوسکے تصرفات امور عامہ میں جاری نہیں ہو سکتے اور نہ اوقاف وصایا۔ اموال قصر وغیب میں اوسکی ولایت جائز ہو سکتی ہے (۷۲) مقلد کا یہ گمان کہ مجتہد کا فتوی یہی ہوگا اوسپر عمل کرنے کیلئے کافی نہیں ہو سکتا مگر اوسوقت کہ مجتہد کی زبان سے جو فتوے سنا ہے اوسکے ظاہر لفظ یا اوس فتوی کے بیان کرنے والے کی عبارت یا مجتہد کے جو الفاظ اوسکے رسالہ میں ہیں اونسے یہ گمان حاصل ہوا ہو۔ غرض یہ کہ گمان حجت نہیں ہو سکتا مگر اوسوقت کہ مجتہد کے ظاہر الفاظ یا مجتہد کے فتوی بیان کرنے والے کے ظاہر الفاظ سے یہ گمان پیدا ہوا ہو۔

مسائل ملحقہ۔ کتاب منہج الرشاد سے یہ چند مسائل تقلید لکھے جاتے ہیں جو جناب سرکار طباطبائی دام ظلہم العالی کے فتوی کے موافق ہیں اور جو کتاب العروۃ الوثقی میں نہیں ہیں یا اگر ہیں تو اس توضیح سے

یا نماز ظہر کا چار رکعت ہونا ان مین نہ تو اجتہاد ہوسکتا ہے اور نہ تقلید جائز ہے۔ اسی طرح وہ یقینی مسائل جن مین علماء کے اتفاق کرنے یا قرآن کی آیات یا متواتر اور قطعی احادیث سے جاہل لوگون کو یقین حاصل ہوجائے اُن مین بھی اجتہاد اور تقلید نہین ہوسکتی اسلیے کہ تقلید کے واجب ہونے مین چند شرطین ہین جن سے ایک یہ بھی ہے کہ مکلف کو مسئلہ کے حکم مین شک و شبہہ ہو پس اگر اُس مسئلہ کا حکم یقینی طور پر معلوم ہوگا تو اُس مین تقلید نہین ہوسکتی۔ اور جن مسائل مین یقین نہ حاصل ہو لیکن اُن مین احتیاط کرنا ممکن ہو اور مکلف احتیاط کے طریقہ کو اسطرح جانتا ہو کہ دوسری حیثیت سے خلاف[1] احتیاط کرنے کا خوف نہ ہو اُن مین بھی اجتہاد اور تقلید واجب نہین ہے بلکہ احتیاط ہی پر عمل کرنا افضل ہے ہان جن مسائل مین کہ احتیاط نہ ہوسکے یا احتیاط کا پتہ نہ چلے یا مکلف اُن مسائل مین احتیاط کرنا نہ چاہے اُن مسائل مین مکلف پر لازم ہے کہ اگر اجتہاد نہین کرسکتا تو تقلید کرے (۲) اقوی یہ ہے کہ نابالغ کی تقلید[2] کل صورتون اور جمیع احکام مین صحیح ہے بلکہ اُسکی اور بالغ کی تقلید مین کوئی فرق نہین ہے (۳) اگر کسی نے چند مسائل مین کسی مجتہد کی تقلید کی اور جب وہ مجتہد مرگیا تو اس مقلد کو یاد نہین رہا کہ کن مسائل مین اُس مجتہد کی تقلید کی تھی تاکہ اُن مین اوسکی تقلید پر باقی رہے ایسی صورت مین اقوی یہ ہے کہ اسکو چاہیے کل مسائل مین مجتہد حی کی تقلید کرے (۴) کسی شخص کو یہ معلوم ہو کہ اگر مجتہد سے فتوی دریافت کیا جائیگا تو یہ بتائیگا اور اسی پر بھروسہ کرکے رہجائے تو محض اس سے اُسکی تقلید نہین ثابت ہوگی (۵) کسی عمل کے صحیح ہونے کی شرط یہ نہین ہے کہ اُس مین مجتہد کے تقلید کی نیت کرے بلکہ محض اُسکے فتوی کے مطابق عمل کو انجام پانا چاہیے اگرچہ عمل کرتے وقت مقلد کو خیال بھی نہ ہو کہ یہ عمل فلان مجتہد کے فتوی کے مطابق ہے۔

اور حسب ذیل مسائل مجمع المسائل سے لیے گئے ہین (۶) اگر کسی مسئلہ مین احتیاط پر عمل کرنا نہ ممکن ہوا اور مجتہد اعلم نے بھی اپنا فتوی اُس مسئلہ مین نہ دیا ہو لیکن مجتہد غیر اعلم نے اُس مسئلہ مین اپنا فتوے دیا ہو تو مجتہد اعلم کے مقلد پر واجب ہے کہ اس غیر عالم کی طرف خاص اس مسئلہ مین رجوع کرے ہان اگر احتیاط کرنا ممکن ہو تو اُسکو اختیار ہے خواہ احتیاط کرے خواہ مجتہد غیر اعلم کے فتوی پر عمل کرے (۷) اگر کسی شخص کو نماز پڑھنے سے قبل معلوم ہوگیا کہ فلان مسئلہ مجھے معلوم

[1] بعض اوقات احتیاط کے خلاف احتیاط ہونے کی چند صورتین اوپر مسئلہ (۶۶) مین گذر چکی ہین اُنکو

نہین ہے یا فلان مسئلہ مین بھولگیا ہون باوجود اسکے اُسنے اُس مسئلہ کو بغیر معلوم کیے نماز پڑھی (تو اگر وہ شخص اُس مسئلہ کے جان لینے سے معذور نہ تھا تو) اسکی نماز باطل ہوگی اسلیئے کہ اسکو اُس مسئلہ مین تردد یا تذبذب تھا۔ یہانتک کہ اُس شخص کو اگر جہر و اخفات کا حکم بھی نہ معلوم ہو تو اسمین بھی لازم ہے کہ اُس مسئلہ کو سمجھے اور اُس مسئلہ کے جاننے والے لوگون پر بھی واجب ہے کہ جاہل یا غافل کو بتادین (۸) اگر کسی نے غیر اعلم کی تقلید یہ جان کر کی کہ اعلم کے مطابق اُسکا فتوے ہوتا ہے یا یہ کہ اعلم کے مخالف اسکا فتوی نہین ہوتا بعدازان اُسکو معلوم ہوا کہ اس غیر اعلم کا فتوے مجتہد اعلم کے مخالف تھا تو واجب ہے کہ اعلم کی طرف رجوع کرے اور اگر وہ اسکے گذشتہ اعمال کو باطل قرار دے تو احوط یہ ہے کہ اُن اعمال کا اعادہ کرے (۹) اگر کسی نے شخص عادل سے اپنے مجتہد کا فتوی سنا اور اُسپر عمل کیا بعدازان مجتہد کا فتوی اوسکے خلاف ظاہر ہوا تو چاہیے اُس عمل کا اعادہ یا قضا کرے۔

اور حسب ذیل مسائل ذخیرۃ المعاد سے لیے گئے ہین (۱۰) اُن مسائل کا علم قبل سے حاصل کرنا ضروری نہین جنکی ضرورت شاذونادر ہوتی ہے ہان ایسے مسائل کے پیدا ہونیکے بعد اُنکا حکم جاننا لازم ہے (۱۱) جاننا چاہیے کہ جو لوگ فقیہ کامل نہین ہوتے اُنکے لیے احتیاط کے موقع اور محل کو سمجھنا اور اُسپر عمل کرنا نہایت دشوار اور مشکل ہے اور شاذونادر ہی ہو سکتا ہے بلکہ چونکہ بعض مقامات مین احتیاط کرنا ممکن نہین ہوتا جیسے یہ کہ کوئی کام دائر ہو واجب یا حرام ہونے مین یا ایسے دو حرام یا دو واجب مین دائر ہو کہ نہ تو اُن دونون کا ترک ممکن ہو اور نہ دونون کا بجالانا لہذا احتیاط پر عمل کرنے کی جرأت نہین کرنا چاہیے اسی طرح کسی شخص کے بتانے سے بھی احتیاط معلوم نہین ہو سکتی ہان اگر مجتہد اپنے مقلد کو بتلے کہ اس مسئلہ مین احتیاط یہ ہے تو وہ اُسکے لیے حجت ہو سکتا ہے ورنہ نہین۔ پس بہتر یہی ہے کہ اگر قوت ہو تو انسان اجتہاد کرے ورنہ مجتہد اعلم کی تقلید کرے (۱۲) اگر کسی کو اپنے علم و فہم پر مجتہد کے فتوے کو اُسکی کتاب سے صحیح طریقہ پر سمجھنے کا اطمینان نہو تو چاہیے کہ دو عادل سے دریافت کرے اور اگر اسمین وقت ہو تو ایک ہی عادل سے دریافت کر کے عمل کر سکتا ہے (۱۳) اگر مقلد اپنے مجتہد کی کتاب یا عبارت سے اُسکے فتوی کے مطلب کو غلط سمجھا اور اُسی کے مطابق عمل کیا تو بعد غلطی معلوم ہونے کے اُس عمل کا اعادہ یا قضا کرنا لازم ہے۔ اسی طرح اگر کسی شخص عادل یا خود مجتہد نے غلط خبر دی تب بھی اُس عمل کا اعادہ یا قضا کرنا لازم ہے۔ ہان بعض عبادات مین مثل نماز کے اگر واقعی شرائط و ارکان کے علاوہ افعال مین غلط خبر سے غلطی ہوجاے تو اقوی اُس عبادت کی صحت ہے اور اعادہ

اور غاية القصوى مین حسب ذیل مسائل زیادہ ہین (۱۴) وظائف۔ ادعیہ اور زیارات کے پڑھنے یا مستحبات
پر عمل کرنے اور مکروہات سے بچنے کے لیے علماے اعلام رضوان اللہ علیہم کی کتب معتبرہ مثل زاد المعاد
اقبال الاعمال۔ مصباح سید۔ مصباح کفعمی۔ حلیۃ المتقین وغیرہ کی طرف رجوع کرنا جائز ہے جب تک
کہ ان اعمال کے فی نفسہ حرام ہونے کا احتمال نہو یا وہ اعمال بری ہیئت اور مکروہ طریقون پر مشتمل نہون
مثلاً کسی نماز نافلہ کا چار رکعت ایک سلام سے یا آٹھ رکعت دو سلام سے پڑھنا کہ ایسی عبادت کا بجالانا
البتہ جائز نہوگا اور جو اعمال وغیرہ ان کتابون مین مندرج ہین اُن سے کسی عمل کے متعلق اگر یہ خیال
ہو کہ ممکن ہے یہ بدعت ہونے کے سبب سے حرام ہو تو اُس سے کوئی حرج نہین کیونکہ بدعت وہ
عبادت ہوتی ہے جبکو انسان یہ یقین کر کے بجا لائے کہ خدا اور رسول نے اُسکا حکم دیا ہے۔
برخلاف اسکے اگر یہ خیال کر کے بجالائے کہ شاید اس عبادت کا حکم دیا گیا ہو یا شاید خدا اور رسول
اس عبادت سے خوش ہون۔ تو اس وقت وہ عبادت بدعت نہوگی۔ پس خلاصہ یہ ہے کہ علماے
شیعہ علیہم الرحمہ کی کتابون مین جو وظائف۔ ادعیہ یا سنن و آداب ہین اگر اُن کی حرمت ذاتیہ کا
احتمال نہو یا وہ بری ہیئت پر مشتمل نہون اور اُن کے یقیناً مطلوب شارع ہونے کا قصد نہ کیا جائے
بلکہ صرف اس امید سے اُنپر عمل اور مکروہات مندرجہ سے اجتناب کیا جائے کہ غالباً خدا اس
فعل سے خوش ہوگا تو انشاء اللہ اس طرح اُنپر عمل کرنے والا مثاب ہوگا اور ان چیزون پر عمل کرنے
مین اُسکو مجتہد کے تقلید کی ضرورت نہین ہے (۱۵) اگر کوئی مجتہد مجنون یا فاسق ہو جائے یا
مرجائے یا اپنے کسی مسئلہ سے عدول کر جائے لیکن اُسکے مقلد کو ان امور کی اطلاع نہو بلکہ اُسی مجتہد کے
فتوون پر عمل کرتا رہے یا اس فتوے پر عمل کرتا رہے جس سے مجتہد نے عدول کیا ہے تو احوط یہی ہے
کہ اس مقلد کا حکم جاہل غافل کا حکم ہے کہ اگر اسکے اعمال واقع کے خلاف انجام پائے ہین تو اُنکا
اعادہ کریگا (۱۶) ایسا جاہل شخص جو کسی مجتہد کی تقلید صحیح طور پر کرتا ہے اور اُسکا مجتہد اس قابل
ہے کہ اوسکی تقلید کیجائے کسی عالم سے کوئی مسئلہ دریافت کرے تو اُس عالم پر واجب ہے کہ اُسی
جاہل کے مجتہد کا فتوی بتائے اگر اُس مجتہد کے فتوی کو یہ عالم جانتا ہو کیونکہ اُس مقلد کو اپنے ہی
مجتہد کے فتوی پر عمل کرنے کا حکم ہے پس اس عالم کو جائز نہین ہے کہ دوسرے مفتی یا مجتہد کا
فتوی اُس سے بیان کردے۔

ہان اگر اُس جاہل شخص کی تقلید صحیح نہو باین معنی کہ جس مجتہد کی وہ تقلید کرتا ہو اُسکے بارے مین
[illegible] اُسکی تقلید جائز نہین ہے تو اُس وقت یہ عالم دوسرے ایسے مجتہد کا فتوے

اُس جاہل سے بیان کر سکتا ہے جس کی تقلید جائز ہو بلکہ لازم (یعنی واجب) ہے کہ اُسی مجتہد کا فتوےٰ بتاے کیونکہ جاہلون کی ہدایت کرنا عالمون پر لازم ہے۔ ہان ظاہر یہ ہے کہ اس عالم پر یہ لازم نہین ہی کہ اُس جاہل سے یہ بھی کہے کہ فلان مجتہد کی تقلید تم کرو کیونکہ مجتہد کو پہچاننا اُس جاہل کی تکلیف ہے لیکن احوط مستحبی اس عالم کے لیئے بھی یہی ہے کہ اُس جاہل سے کہدے کہ فلان مجتہد کی تقلید تم کرو اور اگر وہ جاہل کسی کی بھی تقلید نہ کرتا ہو یا تقلید ہی کو نہین جانتا ہو تو اُس عالم کو چاہیے کہ اسکو بتادے کہ تم کو تقلید کرنی چاہیے اگرچہ بعید نہین ہے کہ اگر وہ عالم صرف ایسے مجتہد کا فتوےٰ اُس جاہل سے بیان کردے جس کی تقلید صحیح ہو اور کہدے کہ تم اسپر عمل کرو تو کافی ہو اور اس سے زیادہ کچھ بتانا اُسپر واجب نہ قرار پاے۔

کتاب الطہارۃ

اس کتاب مین کئی باب ہین **باب اوّل** پانی کی قسمون کے بیان مین اور اسمین (۹) فصلین ہین

فصل اوّل آب مطلق اور آب مضاف کے بیان مین جاننا چاہیے کہ پانی کی دو قسمین ہین مطلق اور مضاف آب مطلق وہ پانی ہے جسکو عام طور پر صرف پانی کہتے ہین اور اُس مین اضافت نہین کرتے یا صفت کے ساتھ نہین بیان کرتے اگرچہ بعض اوقات اُسکو اضافہ کے ساتھ بھی بولدیتے ہین یا صفت کے ساتھ بھی استعمال کردیتے ہین جیسے دریا کے پانی کو عام طور پر محض "پانی" ہی کہتے ہین اگرچہ کنوئین کے پانی سے فرق کرنے کے لیے بعض اوقات "دریا کا پانی" بھی کہدیتے ہین یا شیرین پانی کہ اسکو بھی عام طور پر محض "پانی" ہی کہتے ہین اگرچہ کھارے پانی سے فرق کرنے کیلیے بعض اوقات "شیرین پانی" بھی کہدیتے ہین۔ پس جس پانی کو عام طور پر محض "پانی" کہتے ہین وہ آب مطلق ہے۔ اور آب مضاف وہ پانی ہے جو آب مطلق کے برعکس ہو یعنی جسکو عام طور پر محض "پانی" نہ کہتے ہون جیسے وہ پانی جو پھلون وغیرہ کے نچوڑنے سے پیدا ہوتا ہے جیسے آب انار کہ انار کے دانون کو نچوڑنے سے پیدا ہوتا ہے یا وہ پانی جسمین دوسری چیز گھل گئی ہو جیسے شربت کہ پانی مین شکر گھلی رہتی ہی یا وہ پانی جو دوسری چیز سے ملگیا ہو جیسے عرق گلاب کہ گلاب کے پھول کو پانی مین جوش دینے سے ہوتا ہے پس ان قسمون کے پانی کی اگر یہ حالت ہے کہ اُسکو محض پانی نہین کہتے ہین بلکہ جب استعمال کرتے ہین تو اضافہ یا صفت کے ساتھ تو اسکو آب مضاف کہینگے اور اگر اُن کو بھی محض "پانی" کہتے ہین تو یہ بھی آب مطلق رہین گے جیسے

گرجاے پس اگرچہ اسمین شکر گھل گئی ہے لیکن چونکہ وہ اتنی قلیل مقدار مین ہے کہ اُسکے گرنے سے اُس پانی کو شربت نہین کہتے بلکہ محض "پانی" کہتے ہین لہذا آب مطلق ہی یہ رہیگا اور آب مضاف مین شمار نہین ہوگا۔

آب مطلق کی کئی قسمین ہین (الف) وہ پانی جو زمین سے پھوٹکر نکلے اور زمین پر بہے اُسے شرع مین آب جاری کہتے ہین (ب) وہ پانی جو پھوٹکر نکلے لیکن زمین پر نہ بہے (ج) کنوین کا پانی (د) بارش کا پانی (ہ) ایک کر پانی (و) کر سے کم پانی جسکو شرع مین آب قلیل کہتے ہین۔ پانی کی ان کل قسمون کا حکم یہ ہے کہ اگر یہ کسی نجاست سے نہ ملین تو خود بھی پاک ہین اور حدث اور خبث سے دوسری چیزون کو بھی پاک کردین گے (**مسئلہ ۱**) آب مضاف اگر کسی نجاست سے نہ ملے تو خود پاک رہیگا لیکن کسی نجس چیز کو پاک نہین کرسکتا اور نہ اُس سے غسل یا وضو صحیح ہوگا اگرچہ اسکے سوا دوسرا پانی میسر نہو یعنی اگر کسی کو غسل جنابت کرنا ہو یا نماز کے لیے وضو کرنا ہو سوائے آب مضاف کے دوسرا پانی ممکن نہو تو ایسی حالت مین بھی اُس کو آب مضاف سے غسل یا وضو کرنا صحیح نہوگا بلکہ تیمم کرنا واجب ہوگا۔ اور اگر آب مضاف نجاست سے ملجاے تو فوراً نجس ہوجائے گا اگرچہ وہ آب مضاف مقدار مین ہزارون کر ہو کیونکہ نجاست کے مجرد ملاقات سے وہ کل کا کل نجس ہوجاتا ہے اگرچہ نجاست بہت کم مثل سوئی کی نوک کے بھی ہو۔ ہان اگر آب مضاف اوپر سے نیچے کی طرف گرتا ہو اور اُس کا گرنے والا حصہ کسی نجاست سے ملجاتا ہو تو اوپر کا حصہ نجس نہوگا مثلاً اگر لوٹہ مین گلاب ہو اور اوپر سے اُسکو کسی کافر کے ہاتھ پر اُنڈیلین تو جو حصہ کہ کافر کے ہاتھ سے ملحق ہورہا ہے وہ تو نجس ہوتا جاتا ہے اور جو لوٹہ مین ہے وہ پاک رہیگا برخلاف اسکے اگر کسی حوض مین گلاب ہو اور اُسکے کونہ مین کافر ہاتھ ڈالدے تو حوض کا کل گلاب نجس ہوجائیگا (۲) اگر محض آب مطلق کا عرق کھینچین جب بھی وہ عرق آب مطلق ہی رہے گا اور اُس کا حکم نہ بدلیگا۔ ہان اگر اُسکے ساتھ دوسری چیز مثل گلاب وغیرہ کے ملاکر عرق کھینچا جاے تو اب وہ آب مطلق نہ رہیگا بلکہ مضاف ہوجائیگا (۳) کسی عرق کا اگر عرق کھینچین تو یہ نیا عرق بھی آب مضاف ہی رہیگا (۴) اگر نجس آب مطلق یا آب مضاف کا عرق کھینچا جائے تو پاک ہوجائے گا اسلئے کہ پہلا نجس پانی یا عرق استحالہ ہوکر پہلے بھاپ ہوگیا اور اسکے بعد دوبارہ عرق ہوا ہے (اور ظاہر ہے کہ استحالہ سے نجس چیز پاک ہوجاتی ہے) (۵) اگر کسی پانی کے بارہ مین یہ شک پیدا ہو کہ یہ آب مطلق ہے یا آب مضاف تو اگر اُسکی پہلی حالت معلوم ہو [illegible]

مطلق ہے) تو اوسکو اب بھی ویسا ہی سمجھنا چاہیے اور اگر پہلی حالت نہ معلوم ہو تو نہ اسلئے آب مطلق ہونیکا

حکم کیا جائیگا اور آب مضاف ہونیکا - ہان اسقدر یقینی ہے کہ ایسے پانی سے نہ رفع حدث[1] ہو سکتا ہے

اور نہ رفع خبث اور اگر ایک کر سے کم ہوگا تو نجاست کے ملنے سے نجس ہو جائیگا، اور اگر ایک کر ہوگا تو

نجس نہوگا کیونکہ احتمال یہ ہو کہ آب مطلق ہے اور چونکہ اصل یہ ہو کہ ہر پانی طاہر ہے جبتک اوس کے

نجاست کا علم نہو لہذا یہ بھی بہ سبب اسکی نجاست نہ معلوم ہونے کے طاہر رہیگا (٦) نجس آب مضاف

عرق کھینچے یا آب کر یا آب جاری مین مستہلک[2] ہو جانے سے پاک ہو جاتا ہے (٧) نجس آب مضاف اگر آب کر مین

ڈالا گیا اور ابھی خود مستہلک نہونے پایا تھا کہ آب کر اسکے ملنے سے مضاف ہو گیا[5] اور وہ نجس آب مضاف

بھی مستہلک ہو گیا اور اسکا پتہ نہین چلتا کہ پہلے آب مضاف مستہلک ہوا ہے یا پہلے آب کر مضاف

ہوا ہے تو اس وقت بعید نہین ہے کہ ایک صورت سے آب کر کے طاہر رہنے اور نجس نہونیکا

حکم دیا جاے اگرچہ یہ بھی مشکل ہے (٨) اگر کسی شخص کے امکان مین صرف ایسا میلا پانی ہو جو مٹی

ملجانے سے مضاف ہو گیا ہے اور دوسرا صاف اور مطلق پانی اُسکو میسر نہین ہے مگر نماز کا وقت

وسیع ہے تو اُس شخص پر بنا بر احوط واجب ہو کہ انتظار کرے اور جب اس میلے پانی کی مٹی نیچے بیٹھ

جاے اور وہ پانی صاف ہو جاے اُسوقت اُسی پانی سے وضو کرے لیکن اگر نماز کا وقت تنگ ہو

تو چاہیے کہ اُس پانی کو ترک کردے اور تیمم کر کے نماز پڑھے (٩) آب مطلق کی جتنی قسمین ہین یہانتک

کہ جاری بھی اگر کسی نجاست کے ملنے سے اُسکا مزہ یا بو یا رنگ بدلجاے تو کل پانی نجس ہو جائیگا

لیکن چند شرطون کے ساتھ پہلی یہ کہ پانی کا مزہ یا بو یا رنگ خود نجاست کے ملنے سے بدلجائے

پس اگر کسی نجس چیز کے قریب ہونے سے یہ چیزین بدلجائین تو نجس نہوگا جیسے کسی تالاب کے کنارہ

خشک زمین پر کوئی مردہ جانور پڑا ہو اور اسکی بو سے اس تالاب کا پانی بھی بدبودار ہو جاے تو اس سے

تالاب کا پانی نجس نہوگا - دوسری یہ کہ پانی کا مزہ یا بو یا رنگ بدلکر نجاست کی صفت اسمین آجائے

نہ یہ کہ متنجس[3] کی صفت آسے جیسے نجس شیرہ اگر حوض مین اتنا پڑ جاے کہ اس سے حوض کا پانی سرخ

یا زرد ہو جاے تو اس سے وہ پانی نجس نہوگا ہان اگر پیشاب یا پائخانہ کے پڑجانیسے حوض کا پانی بدبودار

---

[1] کسی چیز سے نجاست زائل کر کے اوسے پاک کرنے کو رفع خبث اور وضو یا غسل یا تیمم واجب کرنیکو رفع حدث کہتے ہین ۱۲

[2] مستہلک ہونے سے یہ مطلب ہے کہ یہ اس طرح مل جاے کہ پھر اسکا کچھ پتہ نہ چلے ۱۲

[3] نجس وہ چیز ہوتی ہو جو فی نفسہ نجس پیدا ہوتی ہو جیسے خون پیشاب پائخانہ منی وغیرہ اور متنجس وہ چیز ہے جسمین کوئی نجاست

[illegible]

[5] تو اس صورت میں آب کر بھی نجس ہو جائیگا اور اگر نجس آب مضاف کے پڑتے ہی آب کر بھی مضاف ہو گیا۔

یا بدمزہ ہوجاے یا رنگ بدلجاے توبیشک وہ پانی نجس ہو جائیگا۔ البتہ اگر متنجس چیز کے آب مطلق مین پڑجانے
سے آب مطلق آب مضاف ہوجاے توبیشک وہ پانی نجس ہوجائیگا لیکن نجاست کے پڑنے سے یہ مطلب نہین کہ صرف
عین نجاست کے پڑنے سے ہی پانی نجس ہوجائیگا بلکہ اگر متنجس چیز کے پانی مین پڑجانے سے پانی کا رنگ یا بو
یا مزہ بدلکر اُسکا وہ رنگ یا بو یا مزہ ہوجاے جو اُس نجاست کا تھا جو متنجس مین لگی ہوئی تھی تو اسوقت بھی
پانی نجس ہوجائیگا مثلاً شیرہ مین پاخانہ پڑگیا تھا جس سے وہ شیرہ متنجس ہوگیا بعدہ وہ ہی شیرہ حوض مین
گرگیا اور شیرہ کے رنگ سے حوض کا پانی سرخ ہوگیا اور شیرہ مین جو پاخانہ مل گیا تھا اُس کی بو حوض کے
پانی مین آگئی تو اگرچہ شیرہ کے سرخ رنگ آجانے سے تو حوض کا پانی نجس نہوگا اسلیے کہ وہ متنجس کا
رنگ ہے لیکن پاخانہ کی بو آجانے سے حوض کا پانی نجس ہوجائے گا اسلیے کہ نجاست (یعنی پاخانہ)
کی بو آگئی ہے۔ تیسری شرط یہ ہے کہ آب کثیر مین تغیر حسی[۱] پیدا ہو جاے یعنی اُسکا رنگ یا مزہ یا بو
صاف طور پر بدلجاے اور ظاہر ہوجاے کیونکہ تغیر تقدیری یعنی باطنی پیدا ہوگا تو پانی نجس نہوگا مثلاً
کسی پانی کا رنگ سرخ یا زرد ہو اور اتنا خون اسمین گرجاے جس سے پانی کا رنگ نہ بدلے اور ویسا ہی
سرخ یا زرد ہے تو اگرچہ اس پانی کا رنگ صرف اس سبب سے نہ بدلا کہ پہلے ہی سے وہ سرخ تھا اور اگر
پہلے سے سرخ نہوتا تو خون کے گرنے سے بدلجاتا لیکن محض اس خیال سے اُس پانی کو نجس نہ سمجھینگے
اسی طرح اگر بڑی مقدار مین ایسا پیشاب جسمین کوئی رنگ نہ ہو حوض مین گرجاے اور خیال ہو کہ
پیشاب اس حوض مین اس کثرت سے گرا ہے کہ اگر اسکے رنگ ہوتا تو پانی کا رنگ ضرور بدلجاتا
جب بھی وہ پانی نجس نہوگا۔ یا اگر کوئی پانی پہلے ہی سے بدبو دار تھا اب اُسمین کوئی ایسی مردہ
شے پڑگئی کہ اگر وہ پانی پہلے سے بدبو دار نہوتا تو اس مردہ شے کے پڑجانے سے ضرور بدبو دار ہوجاتا
جب بھی وہ پانی نجس نہوگا پس حاصل یہ ہے کہ مذکورہ بالا کل مثالون مین اقوی یہ ہے کہ جبتک وہ پانی مطلق
ہے اور مضاف نہ کہلاے اُسوقت تک وہ طاہر ہی رہیگا ہان اگر حساً یعنی صاف طور پر پانی کا رنگ یا مزہ
یا بو نجاست کے پڑنے سے بدلجاے تو البتہ پانی نجس ہوجائیگا (۱۰) اگر آب کثیر مین کسی نجاست کے پڑجانے
سے رنگ بو اور مزہ کے سوا اور کوئی صفت پانی کی بدلجاے یعنی اُسکا رنگ۔ مزہ اور بو ویسا ہی ہے جو پہلے تھا
لیکن مثلاً پہلے سرد تھا نجاست پڑنے سے گرم ہوگیا یا پہلے گرم تھا نجاست پڑنے سے سرد ہوگیا یا پہلے
پتلا تھا اب گاڑھا ہوگیا تو اس سے وہ پانی نجس نہوگا ہان ان اوصاف کے بدلجانے سے اگر وہ
پانی مضاف ہوجائیگا تو البتہ نجس ہوسکتا ہے (۱۱) نجاست کے پڑنے سے پانی کا رنگ

بویا مزہ بدلجانے سے یہ مقصود نہین ہے کہ جو رنگ نجاست کا ہوگا اگر وہی پانی کا بھی ہو تو پانی
نجس ہوگا ورنہ پاک بلکہ مطلب یہ ہو کہ کوئی رنگ بھی اُس نجاست کے پڑنے سے پانی مین پیدا ہو گا
وہی پانی کو نجس کر دیگا مثلاً پانی مین خون گر گیا اور بجاے سرخ ہونیکے پانی کا رنگ زرد ہو گیا جب
بھی پانی نجس ہو جائیگا یا پاخانہ پیشاب پڑنے سے پانی بدبو دار ہو گیا لیکن وہ بدبو نہین ہے جو
پاخانہ پیشاب مین تھی جب بھی پانی نجس ہو جائیگا۔ پس آب کثیر کے رنگ یا بو یا مزہ بدلکر نجس
ہونیکا مدار محض یہ ہو کہ اُس کا مزہ یا بو یا رنگ نجاست کے پڑنے سے بدلجائے اگرچہ یہ چیزین
کیفیت مین نجاست کے مزہ یا رنگ یا بو سے مختلف ہون (۱۲) نجاست کے پڑنے سے پانی کے
اصلی رنگ یا بو یا مزہ یا عارضی رنگ یا بو یا مزہ کے زائل ہو کر بدلجانے مین کوئی فرق نہین ہو پس
اگر کوئی سُرخ یا سیاہ چیز گر جانے سے پانی سرخ یا سیاہ ہو جائے پھر اُسمین پیشاب گر جائے
جس سے اُسکا رنگ سفید ہو جائے تو چونکہ نجاست کے گر جانے سے اُسکا پہلا رنگ بدلگیا ہے
لہذا یہ پانی نجس ہو جائیگا اگرچہ اسکا عارضی رنگ زائل ہوا ہے جو سرخ یا سیاہ چیز کے گر جانے
سے پیدا ہو گیا تھا۔ اسی طرح اگر نجاست گر جانے سے پانی کا عارضی مزہ یا عارضی بو بدلجائے جب بھی
پانی نجس ہو جائیگا۔ (۱۳) اگر حوض کے ایک طرف نجاست کے پڑنے سے صرف وہین کا پانی متغیر
ہو گیا تو صرف اوتنا حصہ نجس ہو جائیگا لیکن اُس حصہ کے علاوہ جو پانی حوض مین ہے اگر ایک
کُر نہین ہے تو حوض کا کل پانی نجس ہو جائیگا اور اگر ایک کُر ہے تو نجس حصہ کے علاوہ جو پانی
ہے وہ پاک رہیگا اور اگر اس پاک پانی کے ملجانے سے اُس گوشہ کا تغیر بھی زائل ہو جائے جو
نجس ہو گیا تھا تو اقوی یہ ہو کہ وہ بھی پاک ہو جائیگا اگرچہ اس نجس پانی اور اُس حوض کے پاک پانی
مین امتزاج نہوا ہو یعنی دونون اچھے طرح ایک دوسرے مین نہ مل گئے ہون بلکہ مسمی طور بر
اتصال ہو گیا ہو (۱۴) اگر آب کثیر مین کوئی نجاست گر گئی اور اُس وقت اُس پانی مین کوئی تغیر نہین
پیدا ہوا لیکن کچھ مدت کے بعد تغیر پیدا ہو گیا تو اگر معلوم ہو کہ اس پانی مین جو تغیر اب پیدا
ہوا ہے وہ اوسی نجاست سے ہوا ہے جو پہلے اس مین گری تھی تو وہ پانی نجس ہو جائیگا اور اگر
معلوم نہو تو پاک رہیگا (۱۵) اگر کوئی مردہ چیز آب کثیر کے کنارے اسطرح پڑی ہو کہ کل حصہ تو
پانی سے علحدہ ہو اور صرف ذرہ سا حصہ پانی مین ہو جس سے وہ پانی بدبو دار ہو جائے تو اگرچہ
یہ پانی صرف اُتنے ہی حصہ سے بدبو دار نہین ہوا ہے جو پانی مین تھا بلکہ جو پانی سے باہر بھی

اور صرف قریب ہونے سے پانی بدبودار ہوجائے تو اب البتہ نجس نہوگا۔(۱۶) اگر کوئی نجاست آب کثیر میں پڑ جائے بعد ازاں اسمیں شک ہو کہ اس سے پانی میں تغیر ہوا یا نہیں تو وہ پانی طاہر ہی رہیگا۔ اسیطرح اگر پانی میں تغیر ہوجائے لیکن اسمیں شک ہو کہ جو تغیر اسمیں پیدا ہوا ہے وہ نجاست کے گرنے سے ہوا ہے یا پانی سے علیحدہ جو نجاست ہے اوسکے قریب ہونے سے ہوا ہے جب بھی وہ پانی طاہر رہیگا۔ اسیطرح اگر دو چیزیں ایک پاک اور دوسری نجس ایک ہی رنگ یا بو یا مزہ کی گر جائیں اور پانی میں تغیر پیدا ہوجائے لیکن یہ نہ معلوم ہو کہ یہ تغیر پاک چیز سے پیدا ہوا ہے یا نجاست سے تو اب بھی وہ پانی پاک ہی رہیگا مثلاً حوض میں ایک ہی وقت سرخ رنگ کی پڑیا بھی گری اور خون بھی گرا اور اوسکا پانی سرخ ہوگیا لیکن معلوم نہیں ہوتا یہ سرخی خون سے ہوئی یا رنگ کے پڑنے سے تو پانی پاک ہی رہیگا ہاں اگر یہ یقین ہوجائے کہ پانی میں جو تغیر پیدا ہوا ہے وہ نجاست کے پڑنے سے تو البتہ وہ نجس ہوجائیگا (۱۷) اگر پانی میں خون اور سرخ پڑیا یا دوسری کوئی سرخ چیز ایک وقت میں گریں اور دونوں سے ملکر پانی سرخ ہوجائے تو اب بھی وہ نجس نہوگا ہاں اگر محض خون سے سرخ ہوجاتا تو البتہ نجس ہوتا۔ (۱۸) اگر حوض یا تالاب وغیرہ کا آب کثیر متغیر ہوکر نجس ہوجائے اور بغیر اسکے کہ ایک اگر طاہر پانی اوسمیں ڈالا جائے یا بغیر آب جاری سے ملے ہوے اوسکا تغیر خود بخود زائل ہوجائے تو وہ پانی پاک نہوگا۔ ہاں وہ پانی جو جاری ہو (جیسے دریا کا) یا پھوٹکر نکلتا ہو (جیسے چشمہ وغیرہ کا) متغیر ہوجائے اور پھر اوسکا تغیر خود بخود زائل ہوجائے تو چونکہ مادہ سے یعنی زمین کے اندر کے پانی سے وہ متصل ہے لہذا پاک ہوجائیگا۔ اسیطرح اگر حوض یا تالاب وغیرہ کے ایک طرف کا پانی متغیر ہوکر نجس ہوجائے اور بقیہ حصہ ایک کر کے برابر ہو تو تغیر زائل ہونیکے بعد اوس سے ملکر یہ بھی پاک ہوجائیگا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ (۱۹) آب مطلق کے سوا جتنی بہنے والی چیزیں ہیں خواہ آب مضاف ہو یا دوسری چیز مثلاً پسینہ دودھ یا اوس حیوان کا پیشاب جسکا گوشت کھانا حلال ہے ان سب سے نہ تو وضو یا غسل صحیح ہے اور نہ نجس چیز و نکو یہ چیزیں پاک کر سکتی ہیں۔ اور یہ چیزیں اگر نجس ہوجائیں تو خود پاک بھی نہیں ہوسکتی ہیں ہاں اگر یہ چیزیں بدلکر دوسری چیزیں ہوجائیں تو بیشک پاک ہوسکتی ہیں مثلاً دودھ پنیر ہوجائے تو وہ پانی پاک سے ہوسکتا ہے یا پسینہ میں اتنا پانی ملجائے کہ اُسکو بھی اب پانی ہی کہنے لگیں تو یہ بھی پاک پانی سے پاک ہوسکتا ہے (۲۰) اگر صراحی یا لوٹہ یا کوزہ میں نجس پانی بھرا ہوا ہو اور اوسکے منہ کو کھولکر آب کثیر یعنی حوض یا تالاب یا نہر یا دریا یا کنویں میں غوطہ دیں جس سے اس برتن کا

پانی آب کثیر سے ذرہ سا ملجائے تو وہ نجس پانی پاک ہوجائیگا اگرچہ دونوں پانی اچھی طرح ایکدوسرے میں نہ ملیں لیکن احوط یہ ہو کہ دونوں پانی کو اچھی طرح ایکدوسرے میں ملجانا چاہیے لہذا مناسب ہے کہ برتن میں کچھ جگہ خالی چھوڑدیجائے تاکہ آب کثیر سے وہ برتن بھرجائے اور اسطرح دونوں پانی ایکدوسرے میں کامل طور پر ملجائیں تاکہ برتن کا نجس پانی اچھی طرح پاک ہوجائے۔ (۲) جو حوض روزمرہ کے استعمال میں رہتے ہیں اونکے تغیر کے بارہمیں خاص طور پر لحاظ رکھنا چاہیئے کیونکہ بہت سی نجس چیزیں اُنمیں پاک کیجاتی ہیں اور اکثر ایسا ہوتا ہی کہ اُن نجس چیزوں میں جو نجاست لگی رہتی ہے اوس سے حوض کے پانی کا صرف مزہ بدلجاتا ہو (یعنی پانی میں وہ مزہ آجاتا ہو جو نجاست میں تھا) اور رنگ یا بو نہیں بدلتی پس نجاست ملکر صرف بدمزہ ہوجانے سے بھی وہ پانی نجس ہوجاتا ہو اگرچہ ایک کر سے بہت زیادہ ہو۔

دوسری فصل۔ آب جاری کے بیان میں۔ آب جاری اوس پانی کو کہتے ہیں جو زمین سے پھوٹکر نکلے اور یا زمین کے اوپر کی سطح پر جاری ہوجائے یعنی بہنے لگے جیسے نہر اور دریا کا پانی یا زمین کے نیچے کی سطح میں بہنے لگے جیسے قنات جو باؤلی کیطرح ایک بڑا پھیلا ہوا اندارا ہوتا ہے اور اکثر ملک عراق۔ ایران وغیرہ میں بنتا ہو۔ پس یہ پانی کسی قسم کی نجاست ملنے سے نجس نہیں ہوتا خواہ ایک کر سے زیادہ ہو خواہ کم خواہ زور سے (فوارہ کیطرح) پھوٹکر پانی زمین سے نکلتا ہو خواہ آہستہ آہستہ رستا ہو۔ غرض کسیطرح بھی ہو جب تک پھوٹکر نکلتا رہیگا وہ نجس نہوگا۔ ہاں اگر نجاست ملجانے سے آب جاری کا رنگ یا مزہ یا بو بدلجائے تو البتہ پانی نجس ہوجائیگا۔ اور جو پانی زمین سے پھوٹکر نکلے مگر زمین کے اوپر یا نیچے جاری نہو بلکہ ٹھہرا ہوا ہو اوسکا بھی یہی حکم ہے کہ صرف نجاست ملنے سے نجس نہوگا ہاں مزہ یا بو یا رنگ بدلجانے سے نجس ہوجائیگا (مسئلہ ۱) وہ پانی جو زمین پر بہتا تو ہو لیکن اوسکے مادہ[1] نہو یعنی زمین سے پھوٹکر یا رس رس کر نہ نکلتا ہو (مثلاً مینہ برس کر موقوف ہوگیا اور جو پانی زمین پر جمع ہوگیا تھا وہ بہنے لگا تو وہ) اگر ایک کر سے کم ہوگا تو نجاست ملنے سے نجس ہوجائیگا ہاں ایسا پانی اگر اوپر سے نیچے کیطرف بہتا ہو اور نجاست صرف نیچے والے پانی سے ملجائے تو اوپر کا پانی نجس نہوگا اگرچہ کل پانی ایک کر سے کم ہی ہو (۲) جو پانی ایک کر سے کم ہو لیکن یہ نہ معلوم ہو کہ یہ زمین سے پھوٹکر یا رس کر نکلتا ہی یا بغیر زمین سے پھوٹے ہوئے کسی دوسرے ذریعہ سے جمع ہوگیا ہی وہ نجاست ملنے سے نجس ہوجائیگا۔ (۳) آب جاری کے نجاست سے ملکر پاک رہنے اور نجس نہونے کی شرط یہ ہی کہ وہ

---

[1] منہج الرشاد ۱۲ عہ مادہ اوس پانی کو کہتے ہیں جو زمین کے نیچے رہتا ہی اور جسمیں سے پھوٹکر یا رس کر پانی زمین کے اوپر آتا ہے پس زمین کے اوپر جو پانی آجاتا ہی وہ تو آب جاری ہی اور زمین کے اندر جو پانی ...

مادہ سے متصل یعنی ملا ہوا ہو پس اگر کوئی پانی مادہ سے ملا ہوا نہو بلکہ مثلاً مادہ اوپر ہو جیسا پہاڑوں پر اکثر ہوتا ہے کہ پانی اوپر سے پھوٹتا یا رستا ہے اور وہاں سے ٹپک کر یا برس کر نیچے آتا ہے تو اسکا حکم یہ ہے کہ پانی کے وہ قطرے جو اوپر مادہ میں ہیں یا ٹپکنے اور برسنے میں مادہ سے متصل ہیں وہ تو پاک رہینگے اور نجاست ملنے سے نجس نہونگے بلکہ نجس چیزوں کو بھی وہ پاک کردینگے ہاں اس پانی کا وہ حصہ جو اوپر سے ٹپک کر یا برس کر نیچے جمع ہو گیا ہے وہ آب جاری کا حکم نہیں رکھتا کیونکہ مادہ سے متصل نہیں ہے پس اگر ایک دہ در دہ سے کم ہوگا تو نجاست ملنے سے فوراً نجس ہو جائیگا (۴) مادہ کیلئے شرط ہے کہ زمین کے اندر وہ اتفاقاً نہ آگیا ہو بلکہ ہمیشہ رہتا ہو پس اگر بارش کا پانی یا دوسرا کوئی پانی ریگ کے نیچے جمع ہو جائے اور اب زمین کے اوپر نظر نہ آئے تو اسکو مادہ نہ کہینگے بلکہ یہ آب راکد ہے پس اگر اس ریگ کے کریدنے سے وہاں سے پانی پھوٹنے لگے تو آب جاری میں اسکا شمار نہیں ہوگا اور نہ اوسکا حکم جاری ہوگا لہذا اگر وہ ایک کر ہوگا تو نجاست ملنے سے نجس نہوگا اور اگر ایک کر نہوگا تو نجس ہو جائیگا (۵) اگر پانی کا مادہ سے اتصال موقوف ہو جائے مثلاً جہاں سے پھوٹکر پانی نکلتا تھا وہاں مٹی بھر گئی اور اب پانی پھوٹکر باہر نہیں آتا اور نہ اوپر کا پانی مادہ (نیچے والے پانی) سے ملتا ہے تو اوپر کے پانی کا حکم آب راکد کا ہوگا ہاں اگر اوس مٹی کو نکال لیں اور پھر وہاں سے پانی پھوٹنے لگے اور اوپر کے پانی سے اتصال ہو جائے تو اب پھر اس پانی کا حکم آب جاری کا ہو جائیگا اگرچہ پھوٹکر پانی باہر نہ نکلے بلکہ صرف باہر کا پانی اندر کے پانی سے ملجائے پس نجس ہونے اور پاک رہنے کی شرط صرف اوسی کے پانی کا مادہ سے متصل رہنا ہے (۶) آب راکد اگر آب جاری سے متصل ہو تو اوسکا حکم بھی آب جاری ہی کا ہے مثلاً حوض اگر نالی وغیرہ کے ذریعہ سے نہر سے متصل ہو تو اس حوض کا حکم آب جاری کا رہیگا کہ اگر اسکا پانی کر سے کم ہو اور کوئی نجاست ملجائے تو نجس نہوگا ہاں اگر بو یا مزہ یا رنگ نجاست پڑنے سے بدلجائے تو البتہ نجس ہوگا۔ اسیطرح نہر کے کناروں کا پانی بھی آب جاری کا حکم رکھتا ہے اگرچہ اُن کناروں کا پانی بہتا نہو بلکہ ٹھہرا ہوا ہو لیکن نہر سے متصل ہو (۷) وہ چشمہ جو صرف جاڑے میں (مثلاً) پھوٹتے ہیں اور گرمی میں نہیں پھوٹتے انکا حکم صرف پھوٹنے ہی کے زمانہ میں آب جاری کا رہیگا اور جس زمانہ میں پھوٹتے نہیں ہیں اوس زمانہ میں انکا حکم آب راکد کا ہو جائیگا۔ (۸) اگر آب جاری کا کچھ حصہ نجاست سے متغیر ہو جائے اور بعض حصہ اپنی اصلی حالت پر رہے تو جو حصہ متغیر نہیں

ع ۵ آب راکد وہ پانی ہے جو زمین پر پڑا ہوا ہو یعنی نہ دریا ہو نہ چشمہ نہ کنواں جیسے حوض کا پانی یا تالاب کا پانی

ہوا ہی وہ اگر مادہ سے متصل ہوگا تو پاک رہیگا اور نجاست ملنے سے نجس ہوگا اگرچہ اتنا حصہ ایک گز سے کم ہی کیوں نہو اور جو حصہ نجاست سے متغیر ہوگیا ہی اوسکو دیکھنا چاہیے کہ اگر اوسکا پورا قطر (یعنی حلقہ یا گروہ) متغیر ہوگیا ہی تو اوسکا حکم آب راکد کا ہوگا اور کل حصہ نجس ہوجائیگا اور اگر پورا قطر متغیر نہیں ہوا ہی تو جتنی دور تک کا پانی متغیر ہوا ہی صرف وہی نجس ہوگا اور باقی پاک رہیگا کیونکہ وہ مادہ سے متصل ہی۔

تیسری فصل آب راکد اور گز کے بیان میں۔ آب راکد ٹھہرے ہوے پانی یعنی اوس پانی کو کہتے ہیں جو زمین سے پھوٹکر نہیں نکلے بلکہ کسی دوسرے طریقہ سے کسی مقام پر جمع ہوگیا ہو اور کسی مادہ سے متصل نہو یعنی زمین کے نیچے جو پانی ہی اوس سے یا کسی دریا یا نہر یا چشمہ سے ملا ہوا نہو جیسے بارش کا پانی جمع ہوگیا یا کسی کنوئیں سے پانی نکالا گیا اور وہ زمین پر جمع ہوگیا۔ پس ایسا پانی اگر مقدار میں ایک گز سے کم ہو تو وہ آب قلیل ہی اور اسمیں ذرہ سا بھی نجاست ملجائیگی تو فوراً نجس ہوجائیگا اگرچہ یہ نجاست سوئی کی نوک کے برابر بھی کیوں نہو مثلاً کسی سوئی کا سرا بدن میں چھویا گیا اور اسمیں اتنا تھوڑا خون لگ گیا جو نظر بھی نہیں آتا بعد ازاں وہ سوئی ایسے پانی میں گر گئی جو ایک گز سے کم ہے تو کل پانی نجس ہوجائیگا خواہ یہ پانی ایک ہی جگہ اکٹھا ہو خواہ اسطرح علیحدہ علیحدہ ہوکہ نالی وغیرہ سے ایک دوسرے میں ملا ہو پس اگر کئی چھوٹے چھوٹے گڑھوں میں تھوڑا تھوڑا پانی ہو اور نالی کے ذریعہ سے ہر گڈھے کا پانی دوسرے سے ملا ہوا ہو لیکن سب میں پانی اتنا کم ہو کہ کل گڈھوں کا پانی اگر جمع کیا جائے جب بھی ایک گز نہو ایسی صورت میں اگر ایک گڑھے میں نجاست گرے تو کل گڈھوں کا پانی نجس ہوجائیگا۔ ہاں اگر ہر گڈھے میں ایک گز کے برابر پانی نہو لیکن اگر کل جمع کیا جائے تو ایک گز ہوجائے اور ایک گڈھے میں نجاست گر جائے تو نہ اس گڈھے کا پانی نجس ہوگا اور نہ دوسروں کا بلکہ سب پاک رہیگا (مسئلہ) آب قلیل میں نجاست ملجانے سے پانی نجس ہوجاتا ہی خواہ نجاست پانی میں پڑے خواہ پانی نجاست پر پڑے غرض دونوں صورتوں میں کوئی فرق نہیں ہی (۲) گز ع وزن کے حساب سے کم از کم بارہ سو رطل عراقی کے برابر ہوتا ہی۔ اور ہر رطل ایک سو تیس درہم شرعی کے برابر ہوتا ہی اور ہر درہم اڑتالیس جو کے برابر ہوتا ہی جو متوسط درجہ کا ہو یعنی نہ بہت بڑا چنکر لیا جائے اور نہ بہت چھوٹا۔ لہذا عراق کا ایک رطل ۶۲۴۰ جو کے برابر اور پورا گز ۷۴۸۸۰۰۰ جو کے وزن کے برابر ہوا اور پیمائش کے حساب سے کم از کم ۴۲ ۷/۸ بالشت ہوتا ہے اور اگر لنبائی چوڑائی اور

ع تمام کتب فقہیہ میں گز کا حساب ایران و عراق کی وزن کے برابر لکھا ہی۔ ہندوستان میں حساب کیا گیا تو سرکاری

گہرائی برابر ہو تو ہر ایک ۳½ بالشت ہونا چاہیئے اور اگر ہر ایک کی مقدار میں اختلاف ہو تو اس طرح حساب کرنا چاہیئے کہ ہر ایک کی مقدار کو دوسرے میں ضرب دیا جائے اور جب ۴۲⅞ بالشت ہو جائے تو اوسی مقدار کو کر سمجھنا چاہیئے مثلاً کسی پانی کی چوڑائی اور گہرائی ایک ایک بالشت اور لنبائی ۴۲⅞ بالشت ہو تو چونکہ ہر ایک کو دوسرے میں ضرب دینے سے ۴۲⅞ بالشت ہی ہوتا ہے لہذا یہ ایک کر ہوگا اور اگر گہرائی دس بالشت اور چوڑائی دو بالشت اور لنبائی چار بالشت ہو تو دس کو دو میں ضرب دینے سے بیس اور بیس کو چار میں ضرب دینے سے اسّی بالشت ہوگا پس یہ قریب دو کر کے ہوگا (۳) اگر ایک رتی بھی کر سے کم پانی ہوگا تو نجاست ملنے سے فوراً نجس ہو جائیگا (۴) جاڑے کے زمانہ میں اگر حوض کے ایک طرف کا پانی جمکر برف ہو جائے اور جو پانی باقی رہجائے وہ ایک کر سے کم ہو تو اس بقیہ پانی میں نجاست ملنے سے یہ فوراً نجس ہو جائیگا بلکہ وہ جما ہوا پانی یا برف بھی جو گھل گھل کر پانی ہوتا جائیگا وہ حوض کے بقیہ پانی سے ملکر نجس ہوتا جائیگا اسیطرح اگر بہت سی برف ہو اور اوس سے تھوڑا سا گھل کر اتنا پانی ہو جائے جو مقدار میں ایک کر سے کم ہو تو وہ بھی نجاست ملنے سے نجس ہو جائیگا اور برف سے ملے رہنے کے سبب سے پاک نہیں قرار دیا جائیگا۔ پس مقصود یہ ہے کہ برف یا جما ہوا پانی مادہ یا آب کثیر کا حکم نہیں رکھتا کیونکہ صرف مادہ یا آب کثیر ہی کا یہ حکم ہے کہ اوسکے ایک طرف کے حصہ میں نجاست ملنے سے وہ نجس نہیں ہوتا (۵) برف یا جما ہوا پانی جو مقدار میں اتنا ہو جسمیں ایک کر سے زیادہ پانی اوسکے پگھلنے پر ہوگا اگر نجس ہو جائے اور آہستہ آہستہ پگھلنے لگے تو اگر اوس مقام سے پگھلے جہاں نجس ہوا تھا تو یہ پگھلا ہوا پانی بھی نجس قرار پائیگا اور اگر اوس مقام سے پگھلے جہاں پاک تھا تو وہ پانی بھی پاک رہیگا اور اگر وہ برف یا جما ہوا پانی ایسا ہو جسکا کل حصہ نجس ہو گیا ہے تو اوسکا پگھلا ہوا پانی بھی نجس ہی رہیگا خواہ کہیں سے پگھلے (۶) اگر کسی پانی کے بارے میں شک ہو کہ یہ ایک کر ہے یا ایک کر سے کم ہے تو اگر اوسکی پہلی حالت معلوم ہے کہ ایک کر تھا (مثلاً پنجشنبہ کو یقین تھا کہ ایک کر سے زیادہ ہے لیکن جمعہ کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ اسمیں سے کچھ نکال لیا گیا ہے اور اب نہیں پتہ چلتا کہ اوتنا پانی نکلنے کے بعد جو پانی رہ گیا ہے وہ ایک کر ہے یا ایک کر سے کم ہے) تو اب بھی اوسکو ایک کر سمجھینگے اور اوس سے طہارت وغیرہ کا کام لینگے۔ یا پہلے کی حالت معلوم ہے کہ ایک کر سے کم تھا تو اب بھی ویسا ہی سمجھینگے اور نجاست پڑنے سے نجس جانینگے۔ اور اگر پہلے کی حالت معلوم نہو (مثلاً کسی گڈھے میں پہلی دفعہ پانی دیکھا اور معلوم نہیں ہوتا کہ ایک کر ہے یا نہیں) تو احوط یہ ہے کہ اوسکو ایک کر سے کم سمجھیں اگرچہ اب بھی اقوے یہی ہے کہ

بھی نہیں جاری ہو سکتا پس احوط یہ ہے کہ جس نجس چیز کے پاک کرنے میں اسکی شرط ہے کہ اوسپر ایک
کُر پانی گرایا جائے وہ چیز اس پانی سے (جسکے ایک کُر ہونے میں شک ہے) پاک نہیں ہو سکتی اسیطرح
جو نجس چیز اوس میں غوطہ دیجائیگی وہ بھی پاک نہیں ہوگی (۷) اگر کسی پانی کے بارے میں یقیناً
معلوم ہو کہ پہلے ایک کُر سے کم تھا اور پھر دوسرا پانی اس سے ملگیا جس سے ایک کُر یا ایک کُر سے زیادہ
ہو گیا اسی اثنا میں اسمیں کوئی نجاست بھی مل گئی اب یہ نہیں معلوم ہوتا ہے نجاست جو اس پانی میں
ملگئی ہے وہ اوسوقت ملی جب کہ یہ پانی ایک کُر سے کم تھا یا اوسوقت ملی ہے جب دوسرا پانی
اسمیں مل چکا تھا اور اوسکی مقدار ایک کُر ہو چکی تھی پس اگر نجاست کے ملنے کا وقت اور (دوسرا
پانی ملکر) ایک کر ہو جانے کا وقت نہ معلوم ہو یعنی دونوں باتوں سے کوئی بھی نہ معلوم ہو تو
اس صورت میں اس پانی کو پاک سمجھینگے اور یہی جانینگے کہ جب یہ پانی ایک کُر ہو چکا تھا اوسوقت
اسمیں نجاست ملی۔ اسیطرح اگر پانی کے ایک کُر ہو جانے کا وقت معلوم ہو اور نجاست ملنے کا
وقت نہ معلوم ہو جب بھی اس پانی کو پاک ہی سمجھینگے یہ فتوی ہے لیکن دونوں صورتمیں احوط
مستحب یہ ہے کہ دونوں حالتونمیں اس پانی سے پرہیز کریں۔ اور اگر یہ دونوں صورتیں نہوں
بلکہ صرف نجاست ملنے کا وقت معلوم ہو تو اس پانی کو نجس سمجھینگے۔ اور اگر اسکے عکس صورت ہو
یعنی کسی پانی کے بارے میں یقیناً معلوم ہو کہ پہلے ایک کر تھا اور بعد اوسکے گھٹ کر ایک کُر سے
کم رہ گیا اور اوسمیں نجاست بھی مل گئی تو اگر پانی کے گھٹنے کا وقت اور نجاست کے ملنے کا وقت
(دونوں) سے کوئی بھی نہ معلوم ہو تو اوس پانی کو پاک سمجھینگے۔ یا پانی کے گھٹنے کا وقت تو معلوم
نہو لیکن صرف نجاست ملنے کا وقت معلوم ہو جب بھی اوسکو پاک سمجھینگے لیکن ان دونوں
صورتوں میں بھی احوط یہی ہے کہ اس پانی کے استعمال سے پرہیز کیا جائے۔ اور اگر صرف
کر سے کم ہو جانیکا وقت معلوم ہو تو احوط یہ ہے کہ نجس سمجھا جائے (۸) اگر کُر بھر پانی میں کوئی
نجاست نظر پڑی لیکن یہ نہ معلوم ہو سکا کہ یہ نجاست اسمیں اوسوقت پڑی تھی جب یہ پانی
ایک کر سے کم تھا یا اوسوقت پڑی جب ایک کر ہو چکا تھا تو اس شک کی حالت میں اوس پانی
کو پاک سمجھینگے۔ لیکن اگر نجاست پڑنے کا وقت معلوم ہو تو یہ حکم نہوگا بلکہ اوسوقت کی حالت کے
مطابق حکم ہوگا کہ اگر اوسوقت کُر سے کم تھا تو اب بھی نجس رہیگا اور اگر اوسوقت کر ہو گیا تھا تو
پاک رہیگا (۹) اگر کسی جگہ پانی جمع ہو رہا ہے اور جب وہ پورا کر ہونے لگا اوسی وقت اوسمیں
نجاست بھی گر گئی یعنی [illegible]

ساتھ ساتھ ہوئیں تو اس حالت میں اوس پانی کو پاک سمجھینگے اگرچہ احوط مستحبی یہی ہے کہ اوس سے بھی اجتناب کیا جائے (۱۰) اگر دو حوض یا دو گڈھے ہوں اور یہ معلوم ہو کہ ایک میں پورا کر بھر پانی ہے اور دوسرے میں ایک کر سے کم ہے لیکن تعیین کے ساتھ نہ معلوم ہو کہ فلاں میں پورا کر بھر ہے اور فلاں میں کر سے کم ہے بعد ازاں ایک حوض میں کوئی نجاست گر گئی ہے خواہ تعیین کے ساتھ یہ معلوم ہو کہ فلاں میں نجاست گر گئی ہے خواہ یہ بھی تعیین کے ساتھ نہ معلوم ہو غرض ہر حالت میں دونوں حوض پاک ہی رہینگے اور کوئی بھی نجس نہ سمجھا جائیگا اگرچہ تعیین کے ساتھ معلوم ہونے کی حالت میں احوط مستحبی یہی ہے کہ اوس سے پرہیز کیا جائے (۱۱) اگر دو حوض یا دو گڈھے ہیں پانی ہو جنمیں تعیین کے ساتھ معلوم ہو کہ فلاں کا پانی نجس ہے اور فلاں کا پاک بعد ازاں کسی گڈھے میں کوئی نجاست گر جائے اور تعیین کے ساتھ نہ معلوم ہو کہ یہ نجاست پاک پانی والے حوض میں گری ہے یا نجس پانی والے حوض میں تو اس صورت میں جس گڈھے یا حوض کے پانی کا پہلے سے طاہر ہونا تعیین کے ساتھ معلوم تھا وہ نجس نہیں قرار دیا جائیگا بلکہ پاک ہی رہیگا اسلئے کہ محض شک ہے کہ ممکن ہے جو نجاست گری ہے وہ اسی پاک پانی والے گڈھے میں گری ہو اور ظاہر ہے کہ صرف شک سے پاک چیز نجس نہیں سمجھی جاسکتی (۱۲) اگر ایک کر پانی ایسا ہو کہ شک ہو یہ آب مطلق ہے یا آب مضاف بعد ازاں اوس پانی میں کوئی نجاست ملجائے تو اوسکو نجس نہیں سمجھینگے بلکہ پاک ہی رہیگا۔ اور اگر دو کر پانی ہو جن میں معلوم ہو کہ فلاں کر کا پانی آب مطلق ہے اور فلاں کا آب مضاف پھر اون دو کروں سے کسی ایک میں کوئی نجاست گر گئی لیکن یہ نہیں معلوم کہ کس کر میں گری ہے تو اس صورت میں بھی دونوں کر کے پانی کو پاک ہی سمجھینگے اور کسی کو بھی نجس نہیں قرار دینگے ہاں اگر یہ یقین کے ساتھ معلوم ہو کہ فلاں کر میں آب مضاف ہے اور اسی میں نجاست گری ہے تو اب البتہ اسکو نجس سمجھینگے (۱۳) اگر نجس آب قلیل میں اتنا پاک یا نجس پانی ملا دیں جس سے وہ آب قلیل پورا ایک کر ہو جائے تو اقوی یہ ہے کہ اب بھی وہ نجس ہی رہیگا ہاں پہلے ہی سے اگر ایک کر پانی رہے اور اوسمیں نجاست ملجائے تو البتہ نجس نہوگا (۱۴) آب قلیل جس جگہ ہو وہاں کی سطحیں اگر برابر نہ ہوں بلکہ کوئی اونچی ہو اور کوئی نیچی تو اگر اوپر کی سطح میں نجاست ملجائے تو نیچے کی سطح بھی اور اگر نیچے کی سطح میں نجاست ملجائے تو اوپر کی سطح بھی نجس ہو جائیگی ہاں اگر وہ پانی اوپر سے نیچے کیطرف گرتا ہوا ہو اور نیچے نجاست ملجائے تو صرف نیچے کا پانی نجس

چوتھی فصل بارش کے پانی کا بیان - بارش کا پانی ...

رکھتا ہی پس صرف نجاست ملنے سے کبھی نجس نہیں ہوگا خواہ ایک گز ہو خواہ ایک گز سے کم خواہ اس کثرت سے برسے کہ پرنالہ وغیرہ سے یا زمین پر بہنے لگے خواہ اتنا کم برسے کہ بہنے نہ پائے - بلکہ اگر صرف بوندیاں پڑتی ہوں اور عام طور پر اوسکو کہیں کہ بارش ہو رہی ہی جب بھی وہ آب جاری ہی کے حکم میں ہی - ہاں اگر نجاست ملنے سے اسکا بھی رنگ یا مزہ یا بو بدلجائے تو آب جاری کیطرح یہ بھی متغیر ہو جائیگا - خلاصہ یہ کہ بارش جسوقت تک ہو رہی ہی اوسوقت تک اسکے احکام اور آب جاری (دریا نہر چشمہ وغیرہ) کے احکام میں کوئی فرق نہیں ہی پس اگر بارش ہو رہی ہو اور ایک گز سے کم مثلاً ایک لوٹہ پانی زمین پر جمع ہو جائے اور اوسمیں نجس چیز کو غوطہ دیں تو اگرچہ وہ پانی ایک گز سے کم ہے لیکن چونکہ بارش کے پانی سے ملا ہوا ہے اور حکم جاری کا رکھتا ہے لہذا وہ نجس چیز پاک ہو جائیگی اور وہ پانی بھی نجس نہوگا - ہاں اگر بارش موقوف ہو جائے اوسکے بعد زمین پر برسے ہوئے پانی میں نجس چیز ڈالیں تو اگر وہ پانی ایک گز سے کم ہوگا تو وہ نجس چیز پاک نہیں ہوگی بلکہ خود وہ پانی اس نجس چیز کے ملنے سے نجس ہو جائیگا (مسئلہ ۱) اگر کسی نجس کپڑے یا فرش کے اوپر بارش کا پانی اسطرح پڑے کہ کل کپڑا یا فرش بھیگ جائے تو اوسکے اوپر اور نیچے کا کل حصہ پاک ہو جائیگا اور اوسکے نچوڑنے یا کئی مرتبہ پانی میں ڈالنے کی ضرورت بھی نہیں رہیگی - اور اگر اوس کپڑے یا فرش کا کل حصہ نہ بھیگے بلکہ بعض حصہ بھیگے اور بعض حصہ خشک رہے تو جس حصہ پر بارش کا پانی پڑیگا - صرف اوسیقدر اوپر اور نیچے سے پاک ہوگا اور جو خشک ہوگا وہ نجس ہی رہیگا - یہ کل حکم اوسوقت کا ہے جب کہ کپڑے یا فرش سے اصل نجاست زائل ہونیکے بعد اوسپر پانی پڑے اور اگر اصل نجاست نہیں زائل ہوئی ہے تو پاک نہیں ہوگا - ہاں اگر بارش ہی کے پانی سے نجاست بھی زائل ہو جائے اور اوسکے بعد پھر بارش کا پانی اوسپر پڑے تو بیشک وہ پاک ہو جائیگا (۲) نجس پانی کسی برتن میں مثل مٹکہ صراحی - پیالہ - کوزہ وغیرہ کے ہو اور اوسکو بارش میں رکھدیں جس سے بارش کا پانی اوسپر پڑ جائے تو وہ برتن بھی اور اوسکا نجس پانی بھی (دونوں) پاک ہو جائینگے لیکن برتن کا صرف اوتنا ہی حصہ پاک ہوگا جتنے تک میں پہلے سے نجس پانی تھا اور اوسکے باقی حصہ جو نجس ہونگے مثل اوپر کے حصہ یا باہر کے حصوں کے جن تک وہ نجس پانی نہیں پہونچا تھا اونپر بھی اگر آب بارش پڑیگا تو وہ بھی پاک ہو جائینگے ورنہ وہ نجس ہی رہینگے - اور اوس برتن میں جو نجس پانی تھا اوسکے پاک ہونیکے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ بارش کا پانی اوسمیں اچھی طرح ملجائے

یہی ہے کہ بارش کا پانی اُس نجس پانی سے اچھی طرح ملجائے اور اسلیے تمام سطح تک پہونچ جاوے (۳) اگر کسی نجس زمین پر پانی برسے اور اُس بارش کا پانی آسمان سے سیدھے اس زمین پر گرے تو وہ نجس زمین پاک ہوجائیگی۔ اسیطرح اگر بارش اس طور سے پڑے کہ برسے تو کہین لیکن ہوا کے زور سے اُس نجس زمین پر گرے جب بھی وہ زمین پاک ہوجائیگی۔ برخلاف اسکے اگر کسی مکان پر بارش ہوتی ہو اور اُس پر سے ٹپک کر دوسرے نجس مکان پر وہ پانی آئے تو وہ نجس مکان پاک نہوگا۔ ہان اگر زمین پر جاری ہو کر کسی چھت والے مکان پر وہ پانی پہونچے تو بیشک یہ مکان پاک ہوجائیگا (۴) اگر کسی حوض یا گڈھے مین نجس پانی ہو اور اُسپر پانی برسے تو اُس حوض یا گڈھے کا پانی پاک ہوجائیگا اور اگر وہ حوض یا گڈھا چھت یا چھپر وغیرہ کے نیچے ہو (یعنی آسمان اور اُس حوض یا گڈھے کے درمیان مین کوئی چیز حائل ہو) اور اُس چھت یا چھپر مین کوئی سوراخ ہو جسکے ذریعہ سے بارش کا پانی اُس حوض یا گڈھے مین برسے جب بھی وہ حوض یا گڈھا پاک ہوجائیگا (۵) اگر بارش کا پانی چھت وغیرہ سے ٹپکے تو اُس کا حکم بارش کا نہوگا بلکہ اگر کسی درخت کے پتہ پر بارش کا پانی جمع ہوجائے اور اُسپر سے ٹپکے جب بھی مشکل ہے کہ اس کا حکم مثل آب بارش کے ہو۔ پس اگر کسی درخت کے نیچے کی زمین نجس ہو اور درخت کے پتون سے اُسپر بارش کا پانی گرے تو اُس زمین کا پاک ہونا مشکل ہے۔ ہان اگر پتہ وغیرہ پر جمع ہوکر زمین پر نہ گرے بلکہ برسنے مین پتہ وغیرہ سے صرف لگ کر زمین پر گرے تو بیشک وہ زمین پاک ہوجائے گی اسلیے کہ بارش کا پانی آسمان سے گرتے وقت اگر کسی چیز سے ٹکر کھا کر یا کسی چیز پر سے ہوکر گرتا ہے تو اس کا مضائقہ نہین (۶) اگر کسی نجاست پر (مثل پیشاب یا پائخانہ یا خون کے) پانی برسے اور اُسپر سے اُڑ کر یا ٹپک کر دوسری جگہ گرے تو اگر اصلی نجاست اس پانی مین نہین آگئی ہے اور نہ اسمین تغیر ہوا ہے بلکہ محض نجاست پر گر کر دوسری جگہ گرا ہے تو یہ جگہ نجس نہ ہوگی بلکہ پاک ہی رہے گی۔

(۷) اگر کسی نجس چھت پر پانی برسے اور چھت کے اندر سرایت کر کے وہان سے اُسکے قطرے زمین پر ٹپکین تو وہ قطرے نجس نہین ہونگے بلکہ پاک رہین گے اگرچہ اصلی نجاست چھت پر موجود رہی ہو۔ اور اسی پر پانی برس کر چھت مین جذب ہوا ہو لیکن اس حکم مین شرط یہ ہے کہ چھت سے نیچے جو پانی ٹپکا ہو وہ بارش ہوتے وقت ٹپکا ہو اسلیے کہ اگر بارش ہو کر موقوف ہوجائے اور اُسکے بعد جو پانی چھت پر برس کر نجاست سے ملا اور جمع ہوچکا تھا وہ چھت کے اندر پہونچکر ٹپکے گا،

پرنالہ سے جاری ہو (۸) اگر خشک نجس مٹی پر پانی برسے اور اُسکے نیچے تک پہونچکر اُسکو گیلی کردے
تو وہ مٹی پاک ہوجائے گی (۹) نجس بوریہ یا فرش اگر زمین پر پڑا ہو اور اُسپر پانی برسے تو پاک
ہوجائیگا اور اگر اوسکے نیچے کی زمین بھی نجس ہو اور بارش اوس تک پہونچ جاے تو زمین بھی
پاک ہوجائے گی ہان اگر بوریہ یا فرش زمین سے علیحدہ ہو اور پانی اسپر برسے پھر اسپر سے
ٹپک کر نجس زمین پر پہونچ جاے تو اس صورت مین اوس نجس زمین کا پاک ہونا مشکل ہے جیسے
اوپر ایسا ہی ایک مسئلہ لکھا گیا ہے کہ اگر درخت کے پتہ سے بارش کا پانی نجس زمین پر ٹپکے تو
اُس زمین کا پاک ہونا مشکل ہے (۱۰) اگر بارش کی حالت مین نجس برتن کے کل مقامات پر
پانی پڑ جاے تو وہ پاک ہوجائے گا لیکن اگر کتے کے چاٹنے سے کوئی برتن نجس ہوگا تو اس طرح
پاک ہونا مشکل ہے ہان اگر مٹی ملنے کے بعد اُسکو بارش کے نیچے رکھدین تو وہ بھی پاک ہوجائیگا
اور اب کئی مرتبہ دھونے کی ضرورت نہین ہوگی۔

پانچوین فصل آب حمام کے بیان مین۔ حمام کا پانی اگر خزانہ[1] سے متصل ہو تو اوس کا حکم مثل آب جاری
کے ہے پس حمام کے چھوٹے چھوٹے حوض اگر خزانہ سے متصل ہون تو نجاست پڑنے سے نجس نہین
ہونگے لیکن اس حکم مین شرط یہ ہے کہ وہ پانی جو خزانہ مین ہے وہ خود ایک کر ہو یا چھوٹے حوضون کا
پانی اور خزانہ کا پانی دونون اسقدر ہو کہ اگر جمع کیا جاے تو ایک کر سے کم نہو اسکے علاوہ کوئی شرط
نہین خواہ خزانہ کی سطح ان حوضون کی سطح سے اونچی ہو خواہ نیچی خواہ برابر۔ اور اگر حمام کے چھوٹے
حوضون کا جن مین ایک کر سے کم پانی ہو خزانہ یعنی بڑے حوض سے اتصال نہو اور انمین کوئی
نجاست گر جاے تو وہ حوض نجس ہوجائینگے اب ان کے پاک کرنے کیلیے ضروری ہوگا کہ خزانہ یعنی
بڑے حوض سے متصل کردیے جائین کہ اس طرح پاک ہوجائین گے بشرطیکہ صرف خزانہ کا پانی ایک کر ہو

[1] حمام کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ایک مقام پر ایک بڑا حوض ہوتا ہے جسمین کئی کر پانی رہتا ہے اور اوس بڑے حوض کے
قریب بہت سے چھوٹے چھوٹے حوض رہتے ہین جنمین عموماً ایک کر سے کم پانی ہوتا ہے اور ان حوضون مین پانی کبھی تو اُس بڑے حوض سے
آتا ہے اور کبھی علاحدہ سے بھر اجاتا ہے لیکن بڑے حوض سے اس غرض سے ملا دیا جاتا ہے کہ اتصال کے سبب سے اسکا حکم بھی آب کر کا حکم
ہوجائے اب بڑے حوض سے ملانیکی بھی کئی صورتین ہوتی ہین ایک تو یہ کہ بڑے اور چھوٹے حوض مین سوراخ یا نالی بنا دی جاتی ہے جس سے
دونون کا پانی ملجاتا ہے دوسرے یہ کہ بڑے حوض مین شیر دہان لگا دیا جاتا ہے اور چھوٹے حوض کو اُس سے ملانے کیلیے شیر دہان کو
کھولدیتے مین جس سے پانی نکلکر چھوٹے حوض مین گرتا اور اس طرح اُسکا پانی بڑے حوض سے متصل ہوجاتا ہے تیسرے یہ کہ بڑے
اور چھوٹے حوضون کی سطح کو برابر رکھا کہ جب دونون مین پانی ...

اگرچہ خزانہ اوپر ہو اور حوض سب نیچے ہون اور اتصال بھی بسبب شیر دہان (پایپ) کے ہو اور حمام کے علاوہ جو پانی ہوتا ہی اسکا بھی یہی حکم ہے پس اگر کسی بلند زمین پر ایک کر یا ایک کر سے زیادہ پانی ہو اور اسکے نیچے کوئی چھوٹا حوض ہو جو نجس ہو جاے پھر شیر دہان (پایپ) کے ذریعہ سے اوپر والے پانی سے متصل ہو جاے تو وہ چھوٹا حوض جو نجس تھا پاک ہو جائیگا۔ اسی طرح اگر اُس حوض مین کوئی متنجس چیز دھوئی جائے تب بھی اوپر والے پانی سے متصل ہونے کی وجہ سے وہ پاک ہو جائیگا۔ حمام کا پانی تین قسم کا ہوتا ہے پہلے اور دوسرے وہ پانی جو چھوٹے حوضون مین ایک کر سے کم رہتا ہے اور اُن مین شیر دہان (جسکو انگریزی مین پایپ کہتے ہین) لگا رہتا ہے) یا وہ چھوٹے حوض جن مین ایک کر سے کم پانی ہو اور اُن مین سوراخ وغیرہ بنا ہو جس سے بڑے حوض کے پانی سے اس کا پانی ملا ہوا ہو پس ان سب حوضون کا پانی باوجود ایک کر سے کم ہونے کے نجاست ملنے سے نجس نہین ہوگا بلکہ ان سب مین دوسری نجس چیزون کو پاک بھی کر سکتے ہین جب تک کہ ان مین شیر دہان لگا ہوا یا وہ راہ کھلی ہوئی ہو جس سے ان کا پانی بڑے حوض سے ملا ہوا ہی۔ لیکن اگر شیر دہان یا وہ راہ بند ہو جاے تو اب نجاست ملنے سے ان چھوٹے حوضون کا پانی نجس ہو جائے گا۔ پھر محض اُس شیر دہان یا اوس راہ کے کھول دینے سے جو بڑے حوض سے لگی ہوئی ہے فوراً پاک بھی ہو جائیگا۔ تیسرے وہ پانی جو حمام کے حوض سے باہر نکالکر بدن وغیرہ کے دھونے مین استعمال کیا جاتا ہے اور حوض سے باہر زمین پر گرتا ہے اوسکی نجاست کا اگر یقین نہو تو اظہر یہ ہے کہ وہ پاک ہی ہے۔

چھٹی فصل کنوین کے پانی کے بیان مین۔ کنوین کا پانی جو زمین سے پھوٹ کر نکلتا ہے اُسکا حکم بعینہ آب جاری کا ہے خواہ ایک کر ہو خواہ کر سے کم ہو نجاست ملنے سے نجس نہین ہوتا بلکہ پاک ہی رہتا ہے ہان اگر اُس کا رنگ یا بو یا مزہ نجاست ملنے سے بدلجاے تو جس طرح آب جاری نجس ہو جاتا ہے اوسی طرح یہ بھی نجس ہو جائیگا۔ اور اگر کنوین کے پانی کا مزہ یا بو یا رنگ نجاست گرنے سے بدلجاے بعد ازان خود بخود وہ تغیر زائل بھی ہو جاے یعنی اُس کا رنگ یا بو یا مزہ جیسا نجاست پڑنے کے قبل تھا پھر ویسا ہی ہو جاے تو کنوین کا پانی پاک ہو جائیگا اس لیے کہ آب جاری کی طرح یہ بھی زمین سے پھوٹ کر نکلتا ہے اور مادہ سے متصل رہتا ہے۔ اور حدیثون مین یا فقہ کی کتابون مین جو لکھا ہے کہ فلان نجاست گرنے سے اسقدر اور فلان نجاست گرنے سے

نہ یہ کہ وہ کنوان نجس ہوگیا ہو یا اوسقدر پانی نکالنا واجب ہو۔ ہان اگر کنوان ایسا ہو جس
زمین زمین کے اندر سے پھوٹ کر پانی نہین نکلتا بلکہ اس مین بارش کا پانی جمع ہوگیا ہو یا دوسری جگہ
سے پانی آگیا ہو غرض اوس کنوین کا پانی مادہ سے متصل نہو تو ایسے کنوین کا پانی اگر ایک کر ہوگا تو
نجاست گرنے سے نجس نہوگا اور اگر ایک کر سے کم ہوگا تو نجس ہو جائیگا اسلیے کہ اگرچہ اب بھی یہ کنوان
ہی کہا جاتا ہے لیکن کنوئین کا حکم شرعی حیثیت سے اسپر جاری نہوگا کیونکہ یہ پہلا حکم مخصوص
اوسی کنوئین کا ہے جس کا پانی آب جاری کی طرح زمین سے پھوٹ کر نکلتا ہو (مسئلہ ۱)
کسی کنوئین کا پانی جو مادہ سے متصل ہو نجاست گرنے سے اگر متغیر ہو جائے تو محض اوس تغیر کے
زائل ہو جانے سے پاک ہو جائیگا اگرچہ وہ تغیر خود ہی سے زائل ہو۔ اور اگر پانی برسنے یا اوس
کنوین کا پانی کھینچنے سے وہ تغیر زائل ہو جائے تو بدرجہ اولی پاک ہو جائیگا۔ اسی طرح تغیر کے
خودبخود زائل ہو کر اوس پانی کے پاک ہونے مین یہ بھی شرط نہین ہے کہ کنوین مین نیچے
سے پانی پھوٹکر بھی نکلا ہو۔ خلاصہ یہ کہ اگر کنوین مین نجاست گرگئی اور اوس کے پانی کا رنگ یا
بو۔ یا مزہ بدل گیا بعد اسکے نیچے سے کچھ پانی بھی نہین نکلا بلکہ جسقدر پانی پہلے تھا اب بھی اوتنا ہی
ہے اور پانی کا رنگ یا مزہ یا بو جو بدل گیا تھا دو ایک روز مین پہلے ایسا ہو گیا تو وہ کنوان
خودبخود پاک ہو جائے گا اور اسکی ضرورت نہوگی کہ کنوین مین بارش کا پانی گرے جس سے
وہ تغیر زائل ہو جائے یا اوس سے اتنا پانی کھینچا جائے جس سے وہ تغیر زائل ہو جائے یا نیچے سے
پانی پھوٹ کر کنوین مین آجائے جس سے وہ تغیر زائل ہو جائے (۲) اقوی یہ ہے کہ نجس آب
راکد[1] خواہ ایک کر ہو خواہ ایک کر سے کم ہو ایک کر پاک پانی یا آب جاری یا پھوٹ کر
نکلنے والے پانی سے ذرہ سا متصل ہو جانے سے پاک ہو جاتا ہے اگرچہ اچھی طرح دونون پانی ایک
دوسرے مین نہ ملین اسی طرح اگر بارش کا پانی اوس پر پڑے جب بھی وہ پاک ہو جائے گا (۳)
ایک پانی کے دوسرے پانی سے ملنے کی کئی صورتین ہین لیکن پانی کے پاک ہونے مین ان اقسام
سے کوئی فرق نہین یعنی جس طرح بھی نجس پانی کر بھر پانی یا آب جاری وغیرہ سے ملجائے گا پاک
ہو جائیگا پس اگر کر بھر پاک پانی اوپر ہو اور نجس پانی نیچے ہو اور اوپر کا پانی نیچے گرے جس سے
دونون مل جائین تو نیچے والا نجس پانی پاک ہو جائے گا۔ اس بنا پر اگر ایک کر پاک پانی

[1] آب راکد کی تعریف صفحہ ... مین دیکھو ...

نجس پانی مین ڈالاجائے تو یہ ضروری نہین ہے کہ پورا پانی اسمین گرجائے بلکہ اگر اس کر کا پانی گرتے وقت تھوڑی دیر نجس پانی سے مل جائے پھر اُس کا گرنا موقوف ہوجائے تواب بھی یہ نجس پانی پاک ہوجائیگا۔[1] ہان اگر ایک کر پاک پانی نیچے ہو اور نجس پانی اوپر سے اُسمین گرایا جائے تو اوپر والا نجس پانی گرتے وقت نیچے کے پاک پانی سے جو ملیگا اس سے پاک نہوگا۔ (۴) اگر کوئی آب خورہ (کوزہ) نجس پانی سے بھرا ہوا ہو اور اُس کو حوض کے پانی مین غوطہ دین تو پاک ہوجائیگا اور یہ ضروری نہین ہے کہ اُس پانی کو پھینک کر پھر اوس کوزہ کو غوطہ دیکر پاک کرین (۵) اگر کوئی پانی نجاست سے متغیر ہوجائے اور اُسکے پاک کرنے کیلیے ایک کر پاک پانی اُس پر ڈالاجائے جس سے نجس پانی کا تغیر زائل ہوجائے تو وہ نجس پانی پاک ہوجائے گا اور اب دوسرا کر ڈالنے کی ضرورت نہین رہے گی لیکن اس شرط سے کہ نجس پانی مین گرتے وقت وہ ایک کر پاک پانی اپنی حالت پر باقی ہو یعنی کل پانی اکٹھا ہو اور نیچے کے متغیر پانی مین گرنے سے اسمین کوئی تغیر نہین ہوا ہو اسلیے کہ اگر نجس پانی کا تغیر زائل ہونے کے قبل وہ پاک کر پھر پانی متغیر ہوجائے یا اوسکے اجزا متفرق ہوجائین اس طرح کہ وہ پورا کر پانی اکٹھا نہو اور نہ پہلے ایسا اُسکا رنگ وغیرہ باقی رہے تو وہ خود نجس ہوجائے گا اور اُس نجس پانی کو پاک نہ کرسکے گا بس بہتر یہ ہے کہ پہلے نجس پانی کا تغیر زائل کردیا جائے اُسکے بعد ایک کر پانی ڈالا جائے یا ایک کر پانی سے متصل کردیا جائے کہ اس صورت مین وہ پاک کر پھر پانی نجس نہ ہوگا اور نجس پانی ضرور پاک ہوجائے گا۔ (۶) پانی وغیرہ کو نجس جاننے کی دو صورتین ہین اول یہ کہ خود انسان کو اُس کا نجس ہونا یقیناً معلوم ہو۔ دوسرے یہ کہ لوگ کسی پانی کے نجس ہونے کی گواہی دین اور اگر صرف ایک عادل شخص کسی پانی کے نجس ہونے کو بیان کرے تو اس سے اوس پانی کا نجس ثابت ہونا مشکل ہے لیکن اس پانی سے بھی پرہیز کرنا احوط ہے جسکو ترک نہین کرنا چاہیے اسی طرح پانی جس شخص کا مال ہے یا جس شخص کے گھر مین وہ پانی ہے وہ شخص اگر اوس کے نجس ہونے کو کہے جب بھی اوس کی نجاست ثابت ہوجائے گی۔ اگرچہ وہ شخص عادل نہو

---

[1] یہ مسئلہ حوض کے خیال کرنے سے واضح ہوجائیگا کہ حوض مین دو کر ہوتے ہین جب حوض کھولا جاتا ہے تو ایک کر کا پانی چھوڑ دیا جاتا ہے پھر جب دوسرے کر مین پانی بھر دیا جاتا ہے تو اُسکے پاک کرنے کے لیے پہلے کر سے اُسکو ملا دیا جاتا ہے پھر اُس پانی کو بھی نکال ڈالتے ہین بس معلوم ہوا کہ نجس پانی کے پاک ہونے کیلیے ایک کر پاک

اور اقویٰ یہ ہی کہ مطلق ظن (گمان) سے کوئی پانی نجس نہین ثابت ہوگا بلکہ پاک ہی رہے گا
(۷) کسی پانی کا مالک اگر اُسکے نجس ہونے کی خبر دے اور دو عادل شخص اوس پانی کے پاک ہونے
کی گواہی دین تو عادلون کی گواہی پر عمل کرنا چاہیے اور اگر گواہی مین بھی اختلاف ہو یعنی
دو عادل شخص نے کسی پانی کے نجس ہونے کی خبر دی اور دوسرے دو عادل شخص نے اُسکے
پاک ہونے کی خبر دی تو دونون فریق کا دعویٰ ساقط ہو جائے گا بشرطیکہ جس شخص نے اوس
پانی کے پاک ہونے کو کہا ہے وہ اس سبب سے کہ اس پانی کے پاک ہونیکو وہ جانتا ہے اور
اگر اوس نے اس سبب سے کہا ہے کہ اوس نے اوس پانی کو نجس ہوتے نہین دیکھا ہے تو
اس صورت مین اوس شخص کے قول پر عمل کیا جائیگا جس نے نجس ہونے کا دعویٰ کیا ہے
(اس مسئلہ کو اس مثال سے سمجھنا چاہیے کہ زید نے لوٹہ مین دریا سے پانی لاکر اپنے مکان مین
رکھا اور وہان سے علیحدہ نہین ہوا وہان خالد بھی تھا۔ اس اثنا مین بکر آیا اور دریافت کیا
کہ یہ پانی نجس ہے یا پاک زید نے بیان کیا کہ پاک ہی اور خالد نے کہا کہ نجس ہے تو اس صورت
مین زید کا دعویٰ اس سبب سے نہین ہوا ہے کہ وہ اُس پانی کی نجاست کو نہین جانتا بلکہ اِس
سبب سے ہوا ہی کہ اُسکو اوس پانی کا طاہر ہونا یقینا معلوم ہی کیونکہ وہی دریا سے لایا اور جب
سے لایا برابر اُسکو دیکھ رہا ہے، کہ کوئی نجاست اُسمین نہین پڑی۔ اور دوسری صورت یہ ہے
کہ زید نے پانی لاکر اپنے مکان مین رکھ دیا وہان خالد بھی تھا۔ زید پانی کو رکھکر کہین چلا گیا جب
واپس آیا تو بکر بہونچا اب خالد کہتا ہی کہ مین نے اس پانی مین نجاست پڑتے دیکھا ہی اس سبب سے
نجس ہے اور زید اُسکے قول کا اعتبار نہ کر کے کہتا ہے کہ مین نے اسمین نجاست پڑتے نہین دیکھا
لہذا یہ پانی پاک ہی۔ پس پہلی مثال مین بکر کو چاہیے کہ نہ زید کو سچّا سمجھے اور نہ خالد کو اور دوسری
مثال مین زید کے قول کو ترک کرکے خالد کو سچا اور اوس پانی کو نجس سمجھنا چاہیے) (۸) اور اگر دو عادل
شخص کسی پانی کے پاک ہونیکی گواہی دین اور چار عادل شخص اُسکے نجس ہونے کی تو بعید نہین ہی
کہ جو لوگ اُس پانی کو نجس کہتے ہین اونھین کا اعتبار کیا جائے اسلیے کہ پاک کہنے والے دو آدمی
کی عوض نجس کہنے والے دو آدمی ہو گئے لہذا یہ چار آدمی کا قول تو ساقط ہو گیا اب صرف دو
آدمی ایسے رہ گئے جو شخص اُسکے نجس ہونیکا دعویٰ کرتے ہین لہذا نجس ہی سمجھا جائیگا اسی طرح
اسکے خلاف کی صورت مین ہوگا کہ اگر دو شخص کسی پانی کے نجس ہونے کی اور چار شخص اوسکے

ہوتا ہی پہلے اِسطرح کہ کسی شخص کو کسی پانی کے ایک کر ہونے کا یقین ہوجاے (کہ یہ پانی اسقدر ہے لہذا ایک کر ضرور ہے) دوسرے کسی کے گواہی دینے سے۔ اور پانی کے مالک کے بیان کرنے سے بھی اوسکے ایک کر ثابت ہونے کی صورت ہے لیکن اشکال سے خالی نہین ہے جیسا کہ صرف ایک عادل شخص کے خبر دینے سے بھی اوسکے ایک کر ثابت ہونے مین اشکال ہی (۱۰) نجس پانی کا پینا حرام ہے ہان مجبوری مین (کہ دوسرا پاک پانی ملتا نہین اور پیاس رکتی نہین) جائز ہے البتہ جانورون یا بچون کو نجس پانی پلانا جائز ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ خریدار سے اوس پانی کی نجاست بیان کرنے کے بعد اُس کو بیچ ڈالا جاے۔ (۱۱) جاننا چاہیے کہ علماے شیعہ سے حضرات متاخرین علما کنوین کو مثل نہر یا چشمہ یا دریا کے جانتے ہین اور فرماتے ہین کہ کنوین کا پانی صرف نجاست ملنے سے نجس نہین ہوتا ہان اوس کا رنگ یا بو یا مزہ بدل جائے تو البتہ نجس ہو جاتا ہے۔ اور جب نجاست ملنے سے اوسکے پانی کو نجس نہین جانتے تو حدیثون یا فقہ کی کتابون مین بعض چیزون کے کنوین مین گرجانے یا مرجانے سے جو پانی نکالنے کا حکم دیا گیا ہے اُسکو بھی واجب نہین سمجھتے اور اس زمانہ کے مجتہدین بھی ایسا ہی فتوے دیتے ہین ہان اون مقدارون کے مطابق پانی نکالنا مستحب ضرور ہے پس اگر کوئی شخص احتیاطاً یا مستحب سمجھکر یا صرف اس خیال سے کہ احادیث مین اس کا حکم وارد ہے مقررہ مقدار کا پانی نکال ڈالے تو بہتر ہے اور کسی قسم کا مضائقہ نہین ہے۔ اب ذیل مین ایک نقشہ دیا جاتا ہے جس سے ہر چیز کے گرنے پر پانی نکالنے کی مقدار آسانی سے معلوم ہوجائے گی۔

نام گرنے والی چیز کا	کسقدر پانی کھینچنا چاہیے	نام گرنے والی چیز کا	کسقدر پانی کھینچنا چاہیے
(۱) اونٹ خواہ نر ہو یا مادہ گر کر مرجاے تو	کل پانی	(۵) خچر نر یا مادہ گر کر مرجاے تو	ایک کُر پانی
(۲) بیل یا سانڈھ گر کر مرجاے تو	″	(۶) گدھا یا گدھی گر کر مرجاے تو	″
(۳) گاے گر کر مرجاے تو	ایک کُر پانی	(۷) کتا یا بلی یا جو جانور ان دونون	
(۴) گھوڑا یا گھوڑی گر کر مرجاے	″	کے برابر جثہ مین مثل خرگوش	

ملہ کنوین سے پانی نکالنا چونکہ واجب نہین ہی اس سبب سے العروۃ الوثقےٰ مین اُس کی مقدار نہین دی ہے لیکن چونکہ مستحب ہی اور احادیث مین تاکید بہت آئی ہی لہذا ذخیرۃ المعاد سے یہ فتوی نقل کیا جاتا ہے اور چونکہ جناب سرکار

لومڑی۔ بھیڑی۔ بکری سور کے		قطرہ ہو تو	کل پانی
گر کر مر جاے تو	۴۰ ڈول	(۲۲) آدمی یا جانور کی منی گر جاے	
(۸) کتا گر کر مرے نہین بلکہ زندہ		گو ایک ہی قطرہ ہو۔ تو	"
ہی باہر نکل آے تو	۷ ڈول	(۲۳) جس جانور کا گوشت کھانا حرام	۴۰ ڈول اور احوط
(۹) مرغ یا شتر مرغ یا کبوتر گر کر مر جاے تو	۷ ڈول	ہے اُسکا پیشاب گر جاے تو	کل پانی ہے
(۱۰) چوہا گر کر مر جاے اور پھٹ جاے تو	۷ ڈول	(۲۴) مرد کا پیشاب گر جاے تو	۴۰ ڈول
(۱۱) چوہا گر کر مر جاے لیکن پھٹے		(۲۵) جو بچہ ۲ سال سے ۵ سال تک	
نہین۔ تو	۵ ڈول	کے درمیان مین ہو اسکا پیشاب	
(۱۲) سانپ بچھو یا چھپکلی گر کر مر جاے تو	۳ ڈول	گر جاے تو	۷ ڈول
(۱۳) گرگٹ گر کر مر جاے تو	۷ ڈول	(۲۶) شیر خوار بچہ کا پیشاب گر جاے تو	ایک ڈول
(۱۴) چڈا یا اسکے جثہ کے برابر دوسرا	۱۰ ڈول لیکن بہتر	(۲۷) آدمی کا پاخانہ گر کر پراگندہ	
جانور گر کر مر جاے تو	ہے ۳ ڈول	ہو جاے تو	۴۰ یا ۵۰ ڈول
(۱۵) انسان کا خون گر جاے تو	کل پانی	(۲۸) آدمی کا پاخانہ گر کر پراگندہ نہو تو	۱۰ ڈول
(۱۶) نجس العین یعنی کتے یا سور		(۲۹) آدمی مرد یا عورت یا بچہ گر کر مر جاے تو	۷۰ ڈول
یا کافر کا خون گرے۔ تو	"	(۳۰) کافر مرد یا عورت یا بچہ گر کر مر جاے تو	کل پانی
(۱۷) دماغ یا ناک کا خون گرے تو	۲۰ یا ۳۰ ڈول	(۳۱) بارش کا پانی آدمی کے پیشاب	
(۱۸) بہت خون گرے مثل اسکے		یا پاخانہ سے ملکر یا کتے کے پاخانہ	
کہ جسقدر خون بکری کے ذبح کرنے		وغیرہ سے ملکر گر جاے تو	۳۰ ڈول
مین نکلتا ہے اُسقدر گر جاے تو	۵۰ ڈول	(۳۲) مُرغ کا بیٹ گر جاے تو	۵ ڈول
(۱۹) مرغ یا کبوتر کے ذبح کا		(۳۳) کوئی شخص اگر فعل حرام سے	
خون گرے تو	۲۰ یا ۳۰ ڈول	جنب ہوا ہو اُسکا پسینہ یا فضلہ	
(۲۰) تھوڑا خون گرے تو	۱۰ ڈول	خوار جانور کا پسینہ گر جاے بلکہ	
(۲۱) شراب۔ تاڑی وغیرہ نشہ والی			

نام گرنے والی چیز کا	کسقدر پانی کھینچنا چاہیئے	نام گرنے والی چیز کا	کسقدر پانی کھینچنا چاہیئے
ہاتھی وغیرہ کے مرجانے سے	کل پانی	اوترے تو	۷ ڈول
(۳۴) اگر جسم کی ظاہری نجاست دور کرکے جنب شخص غسل کرے یا کنویں میں		(۳۵) خون حیض یا استحاضہ یا نفاس گرجائے اگرچہ ایک ہی قطرہ ہو تو	کل پانی

یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ جس نجس چیز کے گرنے سے کنویں سے پانی کھینچنے کا حکم دیا گیا ہے پہلے اوسکو نکال کر پھینک لینا چاہیئے اوسکے بعد کنویں سے پانی کھینچکر پھینکنا چاہیئے اسلئے کہ جب تک وہ نجس چیز کنویں میں رہیگی اوس وقت تک پانی کا نکالنا بے سود ہوگا۔ اور اوس کنویں میں عام طور پر جس ڈول کا استعمال ہوتا ہے اوس قسم یا اوتنے ہی بڑے ڈول سے پانی نکالنا کافی ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اتنی بڑی ڈول لی جائے جس میں اسّی روپیہ کے انگریزی نمبری سیر سے سات سیر پانی آتا ہو۔ اور اتنی بڑی ڈول سے جس میں کئی ڈول پانی آتا ہو پانی نکالنا کافی نہوگا (مثلاً سانپ کے کنویں میں مرنے سے تین ڈول نکالنا چاہیئے پس اگر اتنی بڑی ڈول سے جس میں ۱۴ سیر پانی آتا ہو ایک ہی ڈول پانی نکالا جائے تو کافی نہوگا بلکہ بار بار تین ڈول نکالنا ضروری ہے) اور اگر کئی نجاستیں کنویں میں ایک ہی وقت گرجائیں تو ہر ایک کیلئے علیحدہ علیحدہ پانی کھینچنا چاہیئے (مثلاً ایک وقت ایک کتا اور ایک بلی یا دو کتا یا دو بلی گرکر مرجائیں تو ہر ایک کیلئے چالیس چالیس ڈول کھینچنا ہوگا۔ یا دو چیزیں ایسی گریں جن میں ایک کیلئے زیادہ مقدار مثلاً ستر ڈول اور دوسرے کیلئے کم مثلاً دس ڈول ہو جب بھی دونوں بڑی اور چھوٹی مقدار کھینچنی چاہیئے اور صرف بڑی مقدار کا کھینچنا کافی نہوگا) اور اگر پانی کھینچنے کی حالت میں کنویں کا پانی ختم ہوجائے تو اوس وقت چھوڑ دیا جائے پھر جب پانی پھوٹکر کنویں میں جمع ہوجائے اوس وقت بقیہ مقدار کھینچی جائے۔ اور پہلے بیان کیا گیا ہے کہ کسی نجاست کے گرجانے سے اگر کنویں کا رنگ یا بو یا مزہ بدل جائے تو کنواں نجس ہوجائیگا ایسی صورت میں اسقدر پانی کھینچنے سے کنواں پاک ہوجائیگا جتنے میں تغیر زائل ہوجائے لیکن بہتر یہ ہے کہ اگر اوس نجاست کیلئے پانی کھینچنے کی کوئی مقدار معین بیان کی گئی ہے تو بعد زوال تغیر کے وہ مقدار بھی کھینچکر پوری کی جائے۔ بعض مجتہدین فرماتے ہیں کہ جب اسقدر پانی کھینچ لیا جائے جس سے کنویں کا تغیر زائل ہوکر وہ طاہر ہوجائے تو ساتھ کنویں کے اوپر کا جگت اوسکی لکڑی۔ ڈول کی رسی۔ کنویں کی دیواریں۔ پانی کھینچنے والے کا ہاتھ اور کپڑا یہ کل چیزیں کنویں کے ساتھ خود بخود پاک ہوجائینگی لیکن

یہ مسئلہ اشکال سے خالی نہیں ہے لہذا احوط یہ ہے کہ ان چیزوں کو نجس سمجھنا چاہیئے۔ اور کنویں سے پانی کھینچنے والے کا مسلمان یا عادل مرد ہونا اور نیت کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ اگر کسی جانور کے ذریعہ سے بھی پانی کھینچ لیا جائے تو کافی ہوگا۔ (۱۲) جن صورتوں میں کنویں کا کل پانی نکلنے کا حکم ہے اون میں یہ بھی جاننا چاہیئے کہ اگر کنویں کا پانی اس کثرت سے ہو کہ ختم ہی نہو سکے تو تراوح کرنا چاہیئے یعنی صبح صادق کے کچھ قبل سے نماز مغرب کے وقت تک چار یا زیادہ آدمی کنویں کا پانی اس طرح کھینچیں کہ دو آدمی کھینچنے میں مشغول ہوں اور دو آدمی آرام کریں جب وہ دونوں کھینچتے کھینچتے تھک جائیں تو دوسرے دونوں کھینچیں اور پہلے دونوں آرام کریں۔ اور جو دو آدمی کھینچیں ہونکی تقسیم بھی اس طرح ہو کہ ایک آدمی کنویں کے اندر رہے اور ڈول کو پانی سے بھرے اور دوسرا کنویں کے اوپر رہے وہ اوس ڈول کو کھینچکر پانی باہر پھینکے۔ ان آدمیوں میں یہ ضروری ہے کہ چار مرد سے کم نہوں اور مرد ہی ہوں (۱) عورت یا خنثی یا لڑکا نہو۔ یہ بھی ضروری ہے کہ تراوح دن کو صبح صادق کے کچھ قبل سے نماز مغرب کے وقت تک ہو کیونکہ دوسرے وقت مثلاً شب بھر یا دوپہر سے نصف شب تک تراوح نہیں کر سکتے۔ اور تراوح کی صورت میں احوط یہ ہے کہ اوس روز کسی وقت چاروں آدمی پانی کھینچنا چھوڑ کر کوئی کام نہ کریں ہاں اگر نماز جمعہ کا وقت ہو تو اوس وقت چاروں آدمی پانی کھینچنا چھوڑ کر ساتھ نماز پڑھ سکتے ہیں لیکن اس سے فارغ ہو کر فوراً دو کو پانی کھینچنے میں مشغول ہو جانا چاہیئے (۱۳) نجس چیز کنویں میں غوطہ دینے سے پاک ہو جاتی ہے اور کنواں بھی نجس نہیں ہوتا (۱۴) کنویں کی تعریف میں صاحب ذخیرۃ المعاد فرماتے ہیں کہ اگرچہ یہ امر عرفی ہے کہ لوگ عام طور پر سمجھتے ہیں لیکن تشخیص فقہا و اہل خبرہ اور مساعدت عرف عام سے جو معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ کنواں زمین کے اوس گڈھے کو کہتے ہیں جو کھودا جائے یا خود بخود دھد کر گڈھا ہو جائے اور اوس سے پانی نکلنے لگے لیکن اس شرط سے کہ وہ پانی زمین پر بہنے نہ لگے کہ اس صورت میں اوسکو کنواں نہ کہیں گے بلکہ وہ قناۃ ہو جائیگا اسی طرح اوس گڈھے میں جو پانی ہے وہ اگر مادہ سے نہ آتا ہو بلکہ صرف بارش وغیرہ کا جمع ہو گیا ہو جب بھی اوس پر کنویں کا حکم نہ جاری ہوگا بلکہ وہ آب راکد میں شمار ہوگا کہ اگر ایک کر سے کم ہوگا تو نجاست ملنے سے نجس ہو جائیگا ورنہ پاک رہیگا۔

ساتویں فصل آب غسالہ کے احکام کے بیان میں۔ آب قلیل سے اگر پیشاب یا پاخانہ کے مقام کو دھو کر پاک کریں تو یہ آب قلیل آب استنجا کہا جائیگا اور اگر کسی دوسری چیز کو دھوئیں تو وہ پانی غسالہ کہا جائیگا۔ پس جس پانی سے وضو کیا گیا ہو وہ پاک ہے اور اوس سے وضو یا غسل رہی

کر سکتے ہیں اور نجس چیزوں کو پاک بھی کر سکتے ہیں۔ اور بالکل یہی حکم ہے اوس پانی کا بھی جو مستحب غسلوں میں استعمال ہوا ہو۔ رہا وہ پانی جس سے رفع حدث اکبر (مثلاً غسل جنابت) کیا گیا ہو پس اوس سے غسل کرتے وقت اگر بدن پاک تھا تو اس پانی کے خود بھی پاک رہنے اور دوسری نجس چیز کو پاک کرنے میں بھی کوئی شک نہیں ہے بلکہ اقوی یہ ہے کہ رفع حدث (مثل وضو یا غسل کرنے) میں بھی اس کا استعمال کرنا جائز ہے اگرچہ احوط (مستحبی) یہ ہے کہ اگر دوسرا پانی ممکن ہو تو اس پانی سے پرہیز کیا جائے۔ رہا وہ پانی جو استنجا میں استعمال کیا گیا ہو اگرچہ وہ استنجا پیشاب کا ہو اگر اوس میں وہ شرائط پائے جائیں جو آیندہ مذکور ہونگے تو وہ خود بھی پاک ہے اور دوسری نجس چیزوں کو بھی اوس سے پاک کر سکتے ہیں لیکن رفع حدث (وضو یا غسل) میں اوسکا استعمال کرنا جائز نہیں ہے اور نہ مستحبی وضو یا غسل اوس سے صحیح ہوگا۔ رہا وہ پانی جو استنجا کے سوا دوسری نجس چیزوں کے پاک کرنے میں استعمال کیا گیا ہو پس وضو اور غسل میں اوسکا استعمال بھی جائز نہیں ہے۔ اور فی نفسہ وہ پانی پاک ہے یا نجس اس میں اختلاف ہے اقوی یہ ہے کہ جسقدر پانی سے نجاست زائل ہوئی ہے وہ تو یقیناً نجس ہے اور جو اوسکے بعد استعمال کیا گیا ہے اوس سے بھی اجتناب کرنا احوط ہے (مثلاً کسی کپڑے میں خون لگ جائے تو جتنے پانی سے اوس خون کو دہوئیں وہ تو یقیناً نجس ہے۔ اور خون چھوٹنے کے بعد اب اوس کپڑہ پر جو پانی گرایا جائے چونکہ وہ اس نجاست سے نہیں ملا ہے لہذا اوسکے نجس ہونے کا یقین تو نہیں ہے لیکن احوط یہ ہے کہ اس سے بھی پرہیز کیا جائے) (مسئلہ ۱) گھڑے یا اور کسی برتن سے پانی لیکر غسل کرتے وقت پانی کے جو قطرے اوس برتن میں پڑتے ہیں اوسکے پاک ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے اگرچہ ہم اسکے بھی قائل ہو جائیں کہ حدث اکبر (غسل جنابت وغیرہ) کا غسالہ استعمال کرنا جائز نہیں ہے (یعنی اس صورت میں بھی فتوی یہی ہے کہ غسل کرتے وقت جو قطرے برتن میں پڑیں وہ پاک ہیں) (۲) اوپر لکھا گیا ہے کہ اگر چند شرائط پائے جائیں تو جو پانی استنجا میں استعمال کیا گیا ہے وہ پاک رہیگا پس وہ شرائط یہ ہیں (الف) استنجا کرنے سے اوس پانی کا رنگ یا بو یا مزہ نہ بدلا ہو (ب) علحدہ سے دوسری کوئی نجاست اوس میں نہ مل گئی ہو (ج) پاخانہ یا پیشاب کا جو اصلی مقام ہے اوس سے زیادہ مقام تک پاخانہ یا پیشاب نہ پھیل گیا ہو اسلئے کہ صرف مقام مخصوص کی نجاست زائل کرنے کا نام استنجا ہے اگر اوسکے حوالی میں بھی پاخانہ یا پیشاب پھیل گیا ہے تو اوسکے پاک کرنے کا نام استنجا نہیں ہے لہذا ایسی صورت میں استنجا

کا پانی بھی پاک نہ رہیگا (۵) پیشاب یا پاخانہ کے ہمراہ کوئی دوسری نجاست مثل خون وغیرہ کے نہ نکلی ہو ہاں وہ خون جو پیشاب یا پاخانہ کا جزو سمجھا جاتا ہے اگر نکلا ہو تو اوس کا مضائقہ نہیں یعنی صرف ایسا خون پاخانہ یا پیشاب کے ہمراہ نکلیگا تو آب استنجا پاک رہیگا (۶) آب استنجا میں پاخانہ کے چھوٹے ریزے محسوس نہوں اور اگر پاخانہ میں چھوٹے کیڑے یا غیر ہضم شدہ غذا کا کوئی ریزہ ہو یا ایسی کوئی چیز ہو جسکو پاخانہ نہ کہیں تو اس کا کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ ان چیزوں کا شمار پاخانہ میں نہیں ہے (۳) آب استنجاء کے پاک ہونے میں یہ شرط نہیں ہے کہ پاخانہ کے مقام پر پہلے پانی گرایا جائے اوسکے بعد ہاتھ سے ملا جائے اسلئے کہ اگر پہلے ہاتھ ملا جائے پھر پانی گرایا جائے جب بھی وہ آب استنجا شرائط مذکورہ کے ساتھ پاک رہیگا ہاں احوط (مستحب) یہی ہے کہ پہلے پانی گرانا اور اوسکے بعد ہاتھ ملنا آب استنجاء کے پاک ہونیکی شرط سمجھا جائے (۴) اگر کوئی شخص استنجاء کرنیکے قصد سے ہاتھ کو پاخانہ یا پیشاب تک لایا پھر ہاتھ کو ہٹا لیا اور استنجاء نہ کیا پھر دوبارہ ہاتھ کو وہاں لے گیا تو اگر فوراً لے گیا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے اور استنجاء کرتے وقت وہ ہاتھ بھی خود بخود پاک ہو جائیگا اور اگر دیر کرکے لے گیا ہے تو اب اوس کا حکم استنجاء کا نہوگا بلکہ اُسکو علحدہ سے پاک کرنا ہوگا۔

(۵) پیشاب کے استنجاء میں جس میں دو مرتبہ پانی گرانا چاہیئے پہلا گرایا ہوا اور دوسرا گرایا ہوا دونوں پانی پاک ہیں اور دونوں کی طہارت میں کوئی فرق نہیں ہے (۶) پاخانہ کا جو مقام فطری طور پر خدا نے مقرر کر دیا ہے اوسکے سوا کسی مقام سے کسی کے پاخانہ نکلے تو غور کرنا چاہیئے کہ اگر اس شخص کا پاخانہ برابر اسی مقام سے نکلتا ہے اور دوسرے مقام سے نہیں نکلتا تو اس مقام کے پاخانہ کا بھی وہی حکم ہے جو فطری مقام کا ہے اور اگر اس مقام سے برابر نہیں نکلتا بلکہ کبھی کبھی نکل آتا ہے اور برابر دوسرے مقام سے نکلتا ہے تو اس جدید مقام کے پاخانہ کا حکم مثل دوسری نجاستوں کے ہے کہ اوس کے غسالہ سے بھی پرہیز کرنا واجب ہے (۷) اگر کسی پانی کے بارےمیں شک ہو کہ یہ استنجاء کا غسالہ ہے یا کسی دوسری نجاست کا غسالہ ہے تو اُسکو پاک سمجھنا چاہیئے لیکن احوط مستحبی یہ ہے کہ اوس سے بھی پرہیز کیا جائے (۸) اگر ایک کر پانی میں کوئی شخص غسل کرے یا استنجاء کرے تو اوس کر کا پانی حدث اکبر کا غسالہ یا استنجاء کا غسالہ یا نجاست خبثی کا غسالہ نہیں کہا جائیگا کیونکہ صرف آب قلیل اس طرح استعمال ہونے سے غسالہ کہا جاتا ہے (۹) اگر آب استنجا میں اس امر کا شک ہو کہ علحدہ سے کوئی نجاست

نجاست آگئی ہے تو اس شک کا اعتبار نہ کرنا اور آب استنجا کو پاک سمجھنا چاہیئے (۱۰) جو پانی رفع حدث
اکبر (غسل جنابت وغیرہ) یا استنجا کرنے یا کسی نجس چیز کے پاک کرنے میں استعمال کیا گیا ہے اوسکے
نجس ہونے یا اوس میں نجس چیز کو پاک کرنیکی قابلیت نہ باقی رہنے کا تعلق صرف آب قلیل سے ہی
اسلیئے کہ جو پانی کر بھر یا کر سے زیادہ ہو مثل خزانہ حمام وغیرہ کے وہ تو اس قسم کے استعمال سے
نجس ہو ہی نہیں سکتا اور دوسری نجس چیزوں کے پاک کرنیکی قابلیت بھی اوس میں یقیناً رہیگی
(۱۱) کسی نجس کپڑے کو دھو کر نچوڑنے کے بعد جو پانی کپڑے میں لگا رہ جائے وہ پاک ہے اب
اگر وہ نچوڑا جائے تو اوسکو غسالہ نہیں کہینگے نہ غسالہ کا کوئی حکم اوس پر جاری ہوگا یہ تو اوس صورت
کا حکم ہے جب پانی برتن سے کپڑہ پر گرا کر پاک کریں اور اگر کپڑے کو برتن میں رکھکر پاک کریں تو
اوسکو دھو کر نکال لینے اور اوس پانی کو پھینکدینے کے بعد جو تری برتن کے اندر رہگئی ہی اوس کو
بھی غسالہ نہیں کہیں گے اور نہ غسالہ کا کوئی حکم اوس پر جاری ہوگا (۱۲) نجس کپڑے وغیرہ کے پاک
کرنے میں جو ہاتھ نجس ہو جاتا ہے کپڑے وغیرہ کے پاک ہوتے ہی وہ بھی خود بخود پاک ہو جاتا ہے
اب اوسکے علحدہ دھونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی طرح کسی برتن میں رکھکر کسی نجس چیز کو مثل
کپڑے وغیرہ کے دہوئیں تو اوس نجس چیز کے پاک ہوتے ہی وہ برتن بھی پاک ہو جائیگا اور علحدہ
اوسکے پاک کرنیکی ضرورت نہیں ہے (۱۳) پانی کی جس مقدار سے نجس چیز پاک ہو جائیگی اگر اس
سے زیادہ پانی اوس نجس چیز پر گرایا جائے تو اوس نجس چیز کے پاک ہو جانے کے بعد وہ زائد مقدار
کا پانی پاک رہیگا اگرچہ کل پانی ایک ہی مرتبہ گرایا گیا ہو اور آہستہ آہستہ نہیں بلکہ کل دفعتہً
گرا دیا گیا ہو لیکن باوجود اسکے اوس زائد مقدار سے بھی پرہیز کرنا احوط اور اولی ہے (۱۴) جس
نجاست کے پاک ہونے میں کئی مرتبہ کا دہونا ضروری ہے مثل پیشاب کے اگر اوس کا غسالہ
کسی چیز پر پڑ جائے تو اب اس چیز کے پاک کرنیکے لئے کئی مرتبہ دہونا ضروری نہیں ہے اگرچہ
احوط مستحبی ہے (مثلاً پیشاب کے مقام کو دو مرتبہ دہونا چاہیئے پس اگر پہلی مرتبہ کا گرایا ہوا پانی کسی چیز
پر پڑ جائے یا اوسکی چھینٹ پڑ جائے تو اب اس چیز کو پاک کرنے کیلئے بھی دو مرتبہ دہونے کی ضرورت
نہیں ہوگی بلکہ ایک ہی مرتبہ دہونے سے پاک ہو جائیگی لیکن احوط مستحبی یہ ہے کہ اس چیز کو بھی دو مرتبہ
دہویا جائے) (۱۵) جس چیز کا دہونا احوط مستحبی ہے اوسکے غسالہ سے پرہیز کرنا بھی مستحب ہی اسی طرح
جس چیز کا دہونا احوط وجوبی ہے اوسکے غسالہ سے پرہیز کرنا بھی واجب ہے۔
آٹھویں فصل [illegible] کو پاک سمجھنا چاہیئے

لیکن اگر یہ معلوم ہو جائے کہ پہلے یہ نجس تھا اور اب معلوم نہو تا ہو کہ پاک ہوا یا نہیں تو ایسی صورت میں
اوس مشکوک پانی کو نجس سمجھنا چاہیئے۔ اور اگر کسی پانی کے آب مطلق ہونے کا شک ہو یعنی شبہہ ہو
کہ یہ آب مضاف ہے یا مطلق تو اوسکو آب مطلق نہیں سمجھنا چاہیئے لیکن اگر یہ معلوم ہو جائے کہ پہلے یہ آب
مطلق تھا اور اب معلوم نہوتا ہو کہ اپنی اوس حالت (اطلاق) پر باقی ہے یا نہیں تو اس صورت میں البتہ
اوس مشکوک پانی کو آب مطلق ہی سمجھنا چاہیئے۔ اور اگر کسی پانی کے مباح ہونے کا شک ہو یعنی شبہہ
ہو کہ یہ آب غصبی ہے یا مباح تو اوسکو مباح سمجھنا چاہیئے اور اوس کا ہر قسم کا استعمال جائز ہے لیکن اگر
یہ معلوم ہو جائے کہ پہلے یہ دوسرے کا مال تھا یا دوسرے شخص کے پاس تھا جسکے مالک ہونیکا احتمال
ہو تو اوس صورت میں اوس مشکوک پانی کو غصبی سمجھنا چاہیئے اور اوس کا کسی قسم کا استعمال جائز نہیں ہے
اب مشتبہ پانی کے جزئی مسائل ذیل میں بیان کئے جاتے ہیں (مسئلہ ۱) نجس یا غصبی پانی اگر
عدد محصور[1] میں مشتبہ ہو جائے مثلاً دس برتن میں پانی ایک جگہ ہو اور معلوم ہو کہ اون دس برتنوں
میں ایک برتن کا پانی یقیناً نجس یا غصبی ہے لیکن خاص کر وہ برتن نہ معلوم ہو تو ان کل برتنوں
کے پانی سے پرہیز کرنا واجب ہے۔ برخلاف اسکے اگر عدد غیر محصور میں مشتبہ ہو جائے مثلاً ہزار برتن
سے ایک کا نجس ہونا معلوم ہو تو اس صورت میں کسی برتن سے پرہیز کرنا واجب نہو گا بلکہ سب کو
استعمال کر سکتے ہیں (۲) آب مضاف اگر عدد میں مشتبہ ہو جائے تو جائز ہے کہ اوس پانی
سے غسل یا وضو کو اتنی مرتبہ کریں جس سے آب مطلق کے استعمال کرنے کا علم حاصل ہو جائے
اسکو یوں سمجھنا چاہیئے کہ ایک لوٹے میں آب مطلق اور دوسرے لوٹہ میں آب مضاف ایک جگہ
رکھا ہوا تھا اب دونوں لوٹوں کے ایک جگہ ہونے سے دونوں مشتبہ ہو گئے اور پتہ نہیں چلتا
کہ کس میں آب مطلق ہے اور کس میں آب مضاف تو چاہیئے کہ انسان دونوں سے وضو یا غسل
کرے اسلئے کہ جس لوٹہ میں آب مضاف ہے اوس کا وضو تو بیکار ہو گا اور جس میں آب مطلق ہے
اوس کا صحیح ہو جائیگا برخلاف اسکے اگر ایک ہی لوٹہ سے وضو کریگا تو ممکن ہے وہ آب مضاف
ہو اس طرح اوس کا وضو صحیح نہو گا۔ اور اگر تین لوٹہ ایک جگہ ہوں جنکے ایک میں آب مضاف
اور دو میں آب مطلق ہے اور تینوں مشتبہ ہو جائیں تو چاہیئے کہ صرف دو لوٹہ کے پانی سے وضو

[1] عدد محصور سے مطلب یہ ہے کہ تعداد کسی چیز کی محدود اور معین ہو جیسے کہ فلاں چیز یقیناً ان دس چیزوں میں سے ہے اور ان سے
خارج ہرگز نہیں ہے۔ اور غیر محصور وہ ہے جسکی تعداد محدود اور معین نہو جیسے کسی مکان میں بہت سے برتن ہوں اون میں کوئی
ایک نجس ہو جائے اور اوسکا پتہ نہ معلوم ہوتا ہو کہ فلاں ہے یا فلاں دو میں یا فلاں پانچ میں یا فلاں دس میں ہے بلکہ جتنے برتن ہوں
اون سب میں ملگیا ہو اور سب میں ہونیکا احتمال ہو اسکا معیار متن کتاب میں بھی بیان ہوا ہے جو آیندہ آتا ہے ۱۲ مترجم

کرے اسلیئے کہ اس میں مضاف تو ایک ہی ہے لہذا دوسرے لوٹہ کا پانی ضرور مطلق ہوگا پس اس طرح دو لوٹوں کے پانی سے وضو کرنے سے یقیناً ایک وضو آب مطلق سے ہو جائیگا لیکن (برخلاف اسکے اگر اون تین لوٹوں سے دو میں آب مضاف اور صرف ایک میں آب مطلق ہے تو تینوں سے وضو کرنا چاہیئے اسلیئے کہ اگر دو ہی سے وضو کریگا تو ممکن ہے کہ دونوں لوٹے مضاف ہی پانی والے ہوں لہذا تیسرے لوٹہ سے بھی کر لینے سے یقین ہو جائیگا کہ آب مطلق سے وضو ضرور ہوا۔ اور اگر چار لوٹے ہوں جنکے دو میں آب مضاف اور دو میں آب مطلق ہو تو تین لوٹوں سے وضو کرے تاکہ ایک لوٹہ کے آب مطلق ہونے اور وضو صحیح قرار پانے کا یقین ہو سکے۔ خلاصہ یہ کہ آب مضاف والے برتن کا جو عدد ہو اوس سے ایک عدد زیادہ کر کے وضو کرنا چاہیئے تاکہ آب مطلق سے بھی وضو کرنیکا یقین حاصل ہو سکے اور اگر آب مضاف عدد غیر محصور میں مشتبہ ہو جائے تو ہر ایک کا استعمال کرنا جائز ہوگا مثلاً آب مضاف کا صرف ایک لوٹہ ہے اور آب مطلق کے سیکڑوں لوٹوں میں وہ مشتبہ ہو گیا تو کسی ایک لوٹہ سے وضو کر لینا کافی ہوگا اور کسی لوٹہ سے پرہیز کرنیکی ضرورت نہیں ہے پس معیار غیر محصور کا یہ ہے کہ اشتباہ کا جو علم اجمالی حاصل ہوا ہے وہ علم نہ قرار دیا جا سکے اور جو آب مضاف کہ مشتبہ ہو رہا ہے وہ بمنزلہ عدم قرار دیا جائے یعنی اس کثرت سے عدد ہو کہ یہ خیال کر سکیں کہ اس میں آب مضاف ملا ہی نہیں ہے پس اوپر شبہہ بدویہ کا حکم بھی جاری ہوگا لیکن پھر بھی احتیاط کرنا اولی ہے (۳) اگر کسی شخص کے پاس سوائے ایک لوٹہ پانی کے دوسرا نہو اور نہ ممکن ہو اور اوس پانی کے بارے میں شک ہو کہ یہ مضاف ہے یا مطلق اور اسکا بھی یقین ہو کہ پہلے مطلق تھا تو چاہیئے کہ اوس کو ترک کر کے نماز کیلئے تیمم کرے اور اس سے بھی بہتر یہ ہے کہ تیمم بھی کرے اور اوس پانی سے وضو بھی کرے (۴) کسی شخص کے پاس ایک ہی پانی ایسا ہو جسکے متعلق اوسکو صرف اتنا معلوم ہو کہ یہ پانی یا نجس ہے یا مضاف تو اوس کا پینا جائز ہے مگر اوس سے وضو کرنا جائز نہیں ہے اور یہی حکم ہے اوس صورت میں بھی جب یہ معلوم ہو کہ یہ پانی یا مضاف ہے یا غصبی کہ اوس کا بھی پینا جائز ہے اور اوس سے وضو نا جائز۔ لیکن اگر یہ معلوم ہو کہ یہ پانی نجس ہے یا غصبی تو اوس کا پینا بھی جائز نہیں ہے نہ اوس سے وضو کرنا جائز ہے۔ اور جو لوگ ایسے پانی سے وضو کرنے کو جائز کہتے ہیں اون کا قول بہت ضعیف ہے (۵) اگر دو لوٹہ سے ایک میں آب طاہر اور دوسرے میں آب نجس یا ایک میں آب مباح اور دوسرے میں آب غصبی ہو اور دونوں ایک جگہ ہو کر مشتبہ ہو جائیں پھر ایک لوٹہ کا پانی پھینک دیا جائے تو اب صرف دوسرے لوٹے کے پانی سے وضو کرنا

جائز نہیں ہوگا اگرچہ نجاست یا مضافیت کا علم اجمالی ہی اب زائل ہوسکتا ہو۔ اور اگر دو لوٹہ ہے
ایک میں آب مضاف اور دوسرے میں آب مطلق ہو اور دونوں مشتبہ ہوجائیں بعدازاں ایک
لوٹہ کا پانی پھینک دیا جائے تو اب صرف دوسرے لوٹہ سے وضو کرکے نماز پڑھنا صحیح نہ ہوگا بلکہ احوط یہ ہے
کہ اوس لوٹہ سے وضو بھی کیا جائے اور تیمم بھی (۶) اوپر بیان کیا گیا ہے کہ اگر آب نجس عدد محصور میں مشتبہ
ہوجائے تو کل سے پرہیز کرنا واجب ہے لیکن اگر کسی دوسرے لوٹہ کا پانی ان مشتبہ لوٹوں کے کسی
لوٹہ کے پانی سے ملجائے تو اب اس دوسرے لوٹہ کا پانی نجس نہیں قرار دیا جائیگا بلکہ پاک ہی رہیگا لیکن
احوط مستحبی یہ ہے کہ اس سے بھی پرہیز کیا جائے (۷) اگر ایک لوٹہ میں پاک اور دوسرے میں نجس پانی ہو
اور دونوں مشتبہ ہوجائیں اور ان دو کے سوا تیسرا پانی ممکن نہ ہو تو چاہیئے کہ دونوں کو ترک کرکے نماز
کیلئے تیمم کیا جائے۔ اس صورت میں یہ اختلاف ہے کہ کیا تیمم کرنیکے قبل اون دونوں لوٹوں کے
پانی کو پھینکدینا واجب ہے یا ان دونوں کا پانی رہتے ہوئے بھی تیمم صحیح ہوسکتا ہے اقوی یہی ہے کہ
اوس پانی کا پھینکنا واجب نہیں ہے اور اوسکے رہتے ہوئے بھی تیمم ہوسکتا ہے لیکن احوط یہ ہے
کہ پہلے اوس پانی کو پھینکدیا جائے اوسکے بعد تیمم کیا جائے (۸) اگر دو لوٹہ میں پانی ہو اور معلوم ہو
کہ فلاں کا پانی نجس ہے اور فلاں کا پاک بعدازاں ایک غیر معین لوٹہ کا پانی پھینکدیا جائے اور اب
معلوم نہ ہوتا ہو کہ پاک پانی پھینکا گیا ہے یا نجس تو جو پانی ابھی باقی ہے اوسکو پاک سمجھنا چاہیئے اسلئے کہ
یہ شبہ بدویہ کے حکم میں ہے۔ اسکے برخلاف وہ صورت ہے کہ اگر اون دو لوٹوں سے کسی ایک
کے نجس ہونیکا اجمالی علم ہو پھر ایک کا پانی پھینکدیا جائے کہ اس صورت میں باقی ماندہ پانی سے پرہیز
کرنا واجب ہے اسلئے کہ اوسکے پھینکنے کے قبل بھی اوس سے پرہیز کرنا واجب تھا پس دونوں مثالوں
میں فرق ہے (۹) اگر کسی شخص کو فقط زید کی طرف سے یہ عام اجازت حاصل ہے کہ ہماری چیز
کو تم استعمال کرسکتے ہو اور عمرو کی طرف سے اوسکو یہ اجازت نہیں ہے اب اس شخص کو پانی
کا ایک ایسا برتن ملا جسکو وہ نہیں جانتا کہ آیا زید کا ہے یا عمرو کا تو اوس برتن سے پانی کا استعمال
کرنا اس شخص کو جائز نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر اوس شخص کو یہ معلوم ہے کہ پانی کا یہ برتن زید کا مال ہے
لیکن یہ اوسکو معلوم نہیں ہے کہ زید نے اوسکو استعمال کرنیکی اجازت دی ہے یا عمرو نے تو اس صورت
میں بھی اوس برتن کا پانی استعمال کرنا جائز نہیں ہوگا (۱۰) اگر کسی شخص کے پاس دو برتن میں پانی
ہو ایک پاک۔ اور دوسرا نجس پھر دونوں برتن مشتبہ ہوجائیں بعدازاں وہ شخص ایک برتن کے
پانی سے وضو یا غسل کرے پھر دوسرے برتن کے پانی سے وضو یا غسل سے دہوئے ہوئے بدن کو

پاک کرکے دوبارہ وضو یا غسل کرے تو اقوی یہ ہے کہ اوسکا وضو یا غسل صحیح ہوجائیگا اور اوس سے اپنے اعمال بجالاسکتا ہے لیکن احوط یہ ہے کہ اگر ان دونوں کے علاوہ کوئی پانی مل سکتا ہو تو اس قسم کے وضو یا غسل کو ترک کردے۔ اور اگر ان دونوں کے علاوہ کوئی پانی نہیں مل سکتا ہو تو احوط یہ ہے کہ ایسے وضو یا غسل کے ساتھ تیمم بھی کرے۔ (۱۱) اگر کسی شخص کے پاس دو برتن میں پانی تھا جن کے ایک سے اوسنے وضو یا غسل کیا پھر فارغ ہونیکے بعد اوسکو معلوم ہوا کہ ایک برتن کا پانی نجس تھا لیکن یہ نہیں معلوم ہوتا کہ نجس پانی وہی تھا جس سے وہ وضو یا غسل کرچکا ہے یا وہ ہے جو ابھی دوسرے برتن میں موجود ہے ایسی صورت میں اوس شخص کے وضو یا غسل کا صحیح ہونا مشکل ہے اسلئے کہ یہاں فارغ ہوجانے[لہ] کا قاعدہ جاری ہونا محل اشکال ہے۔ ہاں اگر وہ شخص پہلے سے یہ جانتا تھا کہ ان دو کا ایک پانی نجس ہے دوسرا پاک اور وضو یا غسل کیا اور بعد فارغ ہونیکے اب شک کرتا ہے کہ آیا اوسنے پاک پانی سے وضو کیا ہے یا نجس سے اس صورت میں ظاہر یہی ہے کہ اوسکا وضو یا غسل صحیح ہے اسلئے کہ یہاں فارغ ہونیکا قاعدہ جاری ہوگا۔ ہاں اب بھی اگر وہ یہ جانے کہ وضو کرتے وقت وہ ایک پانی کے نجس ہونے سے غافل تھا تو اب پھر فارغ ہونیکا قاعدہ جاری ہونا مشکل ہے۔ (۱۲) اگر کسی شخص کے پاس دو لوٹہ میں پانی ہو ایک مباح اور ایک غصبی اور دونوں مشتبہ ہوجائیں بعد ازاں وہ شخص کسی ایک لوٹہ کے پانی سے وضو کرلے تو غصبی پانی کے تاوان ادا کرنے کا حکم اس شخص پر نہیں کیا جائیگا ہاں اگر بعد میں ثابت ہوجائے کہ نجس پانی سے اسنے وضو کیا ہے وہ غصبی ہی تھا تو اب البتہ تاوان کا حکم کیا جائیگا۔

نویں فصل - جھوٹے پانی کے بیان میں نجس العین یعنے کتا، سور، اور کافر کا چھوا ہوا پانی نجس ہے اور جو جانور اصل میں طاہر ہیں مثل بکری، گھوڑے وغیرہ کے اون کا چھوا ہوا پانی پاک ہے اگرچہ اون کا گوشت حرام ہو جیسے بلی کہ اسکا گوشت حرام ہے لیکن چونکہ آدمی کیطرح یہ جانور بھی پاک ہے لہذا اسکا چھوا ہوا پانی بھی پاک ہے۔ اسی طرح جو جانور مسخ شدہ ہو یا فضلہ خوار ہو اوس کا چھوا ہوا پانی بھی پاک ہے پس بھیڑیے، گیدڑ، چوہے۔ اور کل حیوانات کا (سوائے کتے سور اور کافر

[لہ] فارغ ہوجانیکے قاعدہ کا مطلب یہ ہے کہ کسی کام کے ختم کرنیکے بعد کوئی شک یا شبہہ اوسکے متعلق پیدا ہو تو اوسکا اعتبار نہیں کیا جاتا اور اگر وہ شک یا شبہہ اوس کام سے فارغ ہونیکے قبل سے متعلق ہوگا تو اوسکا اعتبار کیا جائیگا مثلاً کسی شخص نے وضو کیا اور اوس سے فارغ ہونیکے کچھ دیر بعد اوسکو شک ہوا کہ میں نے وضو کرتے وقت معلوم نہیں منہ دھویا یا نہیں تو اس شک کا اعتبار نہیں کیا جائیگا اسلئے کہ وضو سے فارغ ہوجانیکے بعد یہ شک ہوا ہے لیکن اگر وضو سے فارغ ہوجانیکے بعد اوسکو معلوم ہوا کہ جس پانی سے وضو کیا ہے وہ مشتبہ یا نجس تھا تو اس صورت میں وضو کا صحیح ہونا مشکل ہے اسلیے کہ وضو سے فارغ ہونیکے قبل سے یہ شبہہ تعلق

کے ا چھوا ہوا پانی پاک ہے۔ہاں جس جانور کا گوشت کھانا حرام ہے اوسکا چھوا ہوا پانی استعمال کرنا مکروہ ہے سوائے مسلمانو نکے کہ اگرچہ اونکا گوشت بھی حرام ہی لیکن اُنکے چھوئے ہوے پانی کا استعمال مکروہ نہیں ہے۔بلکہ اونکے چھوئے ہوے پانی کا استعمال کرنا مستحب ہے بلکہ بعض احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان کا چھوا پانی وضو یا تطہیر کیلیئے اوس پانی سے بہتر ہے جسکی حفاظت کی گئی ہو اور کسی جانور کا بدن اوس سے نہ مس ہوا ہو۔اور بعض علماء نے کہا ہے کہ بلی کا چھوا پانی استعمال کرنا بھی مکروہ نہیں ہی چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو کرنیکے لئے بیٹھے تھے کہ ایک پیاسی بلی آئی اور پانی کو دیکھنے لگی اوس رحمۃ للعالمین نے اوس برتن کو بلی کے سامنے کردیا بلی نے اوسمیں سے پی لیا پھر حضرت نے اوس پانی سے وضو بھی کیا پس اگر مکروہ ہوتا تو حضرت صلعم کیوں اُس سے وضو کرتے۔اسیطرح جن جانوروں کا گوشت کھانا مکروہ ہے مثل گھوڑے۔خچر۔گدہے۔وغیرہ کے اونکا چھوا ہوا پانی استعمال کرنا بھی مکروہ ہے۔اسیطرح وہ عورت جو حالت حیض میں ہو اور اس امر میں متہم ہو کہ وہ نجاست وغیرہ سے چنداں احتیاط نہیں کرتی اوسکا چھوا پانی استعمال کرنا بھی مکروہ ہے اور کچھ حائضہ عورت کی تخصیص نہیں بلکہ ہر اوس شخص کا چھوا ہوا پانی استعمال کرنا مکروہ ہی جسپر نجاست وغیرہ سے احتیاط کرنیکا اطمینان نہو۔یہ بھی واضح رہے کہ نجس العین کے چھوئے ہوے کا استعمال جو حرام ہے تو صرف آب قلیل میں کیونکہ آب کثیر سے مثل نہر حوض۔وغیرہ کے اگر کتا یا سور وغیرہ پانی پیلے تو اوسکا پانی نجس نہ ہوگا اسیطرح کراہت بھی صرف آب قلیل ہی میں ہے نہ آب کثیر میں۔اور کسی جانور کا جھوٹا پانی وہ آب قلیل ہے جس میں سے اوس جانور نے پانی پیا ہو یا جس میں اوس جانور کا کوئی بدن مس ہوگیا ہو مثل سر یا پیر یا کان وغیرہ کے کہ اس صورت میں بھی اوس پانی کو اوس جانور کا جھوٹا پانی کہیں گے۔

دوسرا باب

نجاستوں کے بیان میں اور اسمیں کئی فصلیں ہیں

پہلی فصل نجاستوں کی تعداد میں۔نجاستیں بارہ ہیں۔پہلی اور دوسری پیشاب اور پائخانہ ہر اوس جانور کا جسکا گوشت کھانا حرام ہی خواہ انسان ہو خواہ جانور بری ہو خواہ بحری۔چھوٹا ہو یا بڑا لیکن یہ سب اس شرط سے کہ وہ جانور خون جہندہ رکھتا ہو یعنی اگر اوس جانور کو ذبح کریں تو خون اُسکا رگ سے اوچھل کر نکلے۔ہاں اوڑنے والے جانوروں سے جن کا گوشت کھانا حرام ہے اون کا

پیشاب اور پاخانہ اقوی یہ ہے کہ نجس نہیں ہے اگرچہ احوط یہی ہے کہ اون کے پاخانہ پیشاب سے بھی پرہیز کیا جائے خاصکر جمگادڑ سے اور اس میں بھی خاصکر اسکے پیشاب سے۔ اور جن حرام جانوروں کا گوشت کھانا حرام ہے اونمیں کوئی فرق نہیں ہے خواہ اونکی حرمت اصلی ہو جیسے درندہ حیوانات مثل شیر وغیرہ کے۔ خواہ عارضی ہو مثل اوس جانور کے جو فضلہ خوار ہو (جیسے وہ مرغی جسنے فضلہ کھایا ہو) یا اوس کے جس سے کسی انسان نے وطی کی ہو خواہ فرج میں خواہ دبر میں (جیسے وہ بکری جس سے کوئی آدمی فعل حرام کرے) یا اوسکے جو سور کا دودھ اسقدر پیے ہو جس سے اوسکی ہڈیاں قوت پائے ہوں یعنی اوسکے جسم میں اچھی طرح پیوست ہوگیا ہو (جیسے وہ بکری جسنے سور کا دودھ پیا ہو) رہا پیشاب اور پاخانہ اون جانوروں کا جنکا گوشت کھانا حلال ہو پس یہ پاک ہیں یہانتک کہ گدہے۔ گھوڑے اور خچر تک کا پیشاب اور پاخانہ پاک ہے۔ اسطرح جس جانور کا گوشت کھانا حرام ہے۔ لیکن اوسکا خون رگ سے اوڑکر نہیں نکلتا اوس کا پیشاب پاخانہ بھی پاک ہے۔ جیسے اوس مچھلی کا جسکا گوشت کھانا حرام ہے (مسئلہ) اگر کوئی چیز بدن کے اندر پاخانہ یا پیشاب سے ملجائے بعد ازاں باہر نکلے تو وہ نجس نہیں ہوگی بشرطیکہ باہر نکلنے پر اسمیں پاخانہ یا پیشاب نہ لگا ہو اگرچہ اندر اوسمیں پاخانہ یا پیشاب لگ چکا ہو مثلاً کوئی شخص چھوہارہ کھا گیا اور اوسکی گٹھلی پاخانہ کے مقام سے باہر نکلی پس اگرچہ اندر اوس میں پاخانہ لگ گیا تھا لیکن اگر باہر نکلنے پر اوس میں پاخانہ نہ لگا ہو تو وہ نجس نہیں ہوگی اسی طرح اندر سے کوئی کیڑا پاخانہ کے مقام سے نکلے اور اوس میں پاخانہ نہ لگا ہو تو وہ بھی پاک ہے۔ اسی طرح اگر پیشاب کے مقام سے صرف ریگ نکلے اور اوس میں پیشاب نہ لگا ہو تو وہ بھی پاک ہے اگرچہ اسکا یقین ہو کہ جسم کے اندر اس میں پیشاب لگا تھا اسلئے کہ پیشاب یا پاخانہ نجس اوسوقت ہوگا جب باہر نکلے اور جبتک جسم کے اندر ہیں اوسوقت تک وہ نجس نہیں ہیں۔ ہاں اگر باہر سے کوئی چیز اندر ڈالی گئی اور معلوم ہوا کہ اندر اوس میں پاخانہ یا پیشاب لگ گیا ہے تو اسکے پھر باہر نکلنے پر اس سے پرہیز کرنا احوط (واجبی) ہے مثلاً عمل دینے کا آلہ پاخانہ کے مقام میں ڈالا گیا یا سلائی پیشاب کے مقام میں ڈالی گئی اور یقین ہوا کہ اندر اس میں پاخانہ یا پیشاب لگ گیا ہے اگرچہ باہر نکلنے پر اب اوس میں پاخانہ یا پیشاب نہ لگا ہو تو اوس آلہ کو نجس سمجھنا چاہیے۔ ہاں اگر اندر پاخانہ یا پیشاب لگنے کا علم نہو بلکہ شک ہو تو وہ چیز پاک ہے۔ پس مثلاً عمل کی دوا اندر جانے کے بعد اگر باہر نکلے اور اوسکے پاخانہ لگے ہوے باہر نکلنے یا اندر اوس میں پاخانہ لگنے کا یقین نہو تو پاک ہے۔

اسی طرح کوئی چیز آنکھ ناک۔ کان یا منہ میں باہر سے ڈالی گئی اور اندر اوسمیں نجاست لگ گئی تو اوسکو بھی نجس سمجھنا چاہیئے اگرچہ باہر نکلنے پر عین نجاست اوسمیں نہو۔ (۲) جن جانوروں کا گوشت کھانا حلال ہے اونکا پیشاب یا پاخانہ بیچنا جائز ہے اور جنکا گوشت حرام ہے اونکا پیشاب یا پاخانہ بیچنا جائز نہیں ہے ہاں دوسری طرح اوس سے نفع اوٹھانا جائز ہے مثلاً، زمین کی کھاد بنانا یا درختوں کی جڑ میں دینا یا حمام وغیرہ کے گرم کرنے میں جلانا کہ یہ کل صورتیں جائز ہیں۔ (۳) اگر کوئی خاص جانور ایسا ہو جسکے گوشت کا حرام یا حلال ہونا معلوم نہو تو اوسکا پیشاب پاخانہ پاک سمجھا جائیگا اگرچہ وہ گوشت بمقتضائے اصل[1] حرام قرار دیا جائیگا۔ اسیطرح اگر کسی جانور کے بارےمیں معلوم ہو کہ اوسکا خون جہندہ (ذبح کرتے وقت اوڑ کر نکلنے والا) ہے یا نہیں تو اوسکا پیشاب پاخانہ بھی نجس نہیں قرار پائیگا جیساکہ اگر کسی چیز میں شک ہو کہ یہ حلال گوشت والے جانور کا فضلہ ہے یا حرام گوشت والے جانور کا یا شک ہو کہ فلاں جانور کا ہے جسکا فضلہ پاک ہوتا ہے یا فلاں جانور کا جسکا فضلہ نجس ہوتا ہے یا جیسے کسی چیز کو دیکھا اور نہ معلوم ہوا کہ وہ جو ہے کی مینگنی ہے یا چمگادڑ کی۔ پس ان کل صورتوں میں طہارت کا حکم کیا جائیگا۔ (۴) سانپ اور گھڑیال کا فضلہ پاک ہے کیونکہ انکا خون جہندہ ہونا معلوم نہیں ہے ہاں بعض علمائے عظام سے منقول ہے کہ سانپ کا خون جہندہ ہوتا ہے لیکن ممکن ہے کہ اس مسئلہ میں سانپ کی قسمیں مختلف ہوں یعنے بعض کا خون جہندہ نہ ہو اور بعض کا ہو اور جناب شہید علیہ الرحمہ سے حکایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ سوائے گھڑیال کے دریائی جانوروں سے کسی کا خون جہندہ نہیں ہوتا لیکن جناب آقا محمد کاظم صاحب طباطبائی دام ظلہ فرماتے ہیں کہ گھڑیال کا خون جہندہ ہونا معلوم نہیں ہے اسی طرح یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ سوائے گھڑیال کے کسی دریائی جانور کا خون جہندہ نہیں ہوتا (یعنی دونوں امروں سے کسی کا یقین نہیں ہے پس ہوسکتا ہے کہ گھڑیال کا خون جہندہ نہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کسی دوسرے دریائی جانور کا خون بھی جہندہ ہو) (۴ الف) اہل زراعت میں یہ امر رائج ہے کہ بعض درختوں کی جڑ میں مثل کدو۔ بادنجان۔ کاہو۔ پالک وغیرہ کے آدمی کا پاخانہ کھاد کے لئے ڈالتے ہیں اور پھر پانی سے بند کردیتے ہیں جسکے بعد سبزی یا ساگ پیدا ہونے پر اوسکو کبھی جڑ کے ساتھ اور کبھی محض اوسکی پتی توڑتے ہیں جنھیں وہی پاخانہ ملی ہوئی مٹی ہوتی ہے پس یہ کل چیزیں پاک ہیں جبتک اسکا یقین نہو کہ اس وقت بھی اوس مٹی یا اوس سبزی میں نجس اجزا

---

[1] اصل سے مراد یہ ہے کہ اصل ہر چیز کی طہارت ہے یعنی جبتک کسی چیز کا نجس ہونا معلوم نہو اوسوقت تک اوسکو پاک سمجھینگے بخلاف گوشت کے کہ اسمیں اصل حرمت ہے یعنے جبتک کسی گوشت کا حلال ہونا معلوم نہوگا اوسوقت تک شرع کا حکم یہ ہے کہ اوسکو حرام ہی سمجھا جائے ۱۲ مترجم

ملے ہوئے ہیں اسلئے کہ حدیث میں ہے کل شئی طاھر حتی تعلم انہ قذر کہ جس چیز کی نجاست کا یقین نہو اوسکو پاک سمجھنا چاہیئے۔

تیسری نجاست منی ہے ہر اوس جانور کی جسکا خون جہندہ ہو یعنی اگر وہ جانور ذبح کیا جائے تو اوچھلکر یا اوچھلکر رگ سے نکلے خواہ وہ جانور حرام گوشت کا ہو خواہ حلال گوشت کا خواہ دریا کا رہنے والا ہو خواہ خشکی کا اسکے علاوہ جتنی قسم کی رطوبتیں گتے۔ سور اور کافر کے سوا جانوروں سے نکلتی ہیں مثل لعاب دہن۔ ناک کی رطوبت۔ آنکھ کے پانی رطوبت فرج دبر کے سب پاک ہیں اگرچہ پیشاب یا پاخانہ کے مقام سے نکلیں مثل مذی۔ ودی۔ وذی وغیرہ کے۔ ہان پیشاب پاخانہ نجس ہے جیساکہ اوپر بیان کیا گیا۔ رہی کتے۔ سور اور کافر کی رطوبتیں پس وہ سب نجس ہیں خواہ کہیں سے نکلیں۔ چوتھی نجاست ہر وہ مردہ جانور ہے جسکا خون اوچھلکر نکلتا ہو خواہ آدمی ہو خواہ جانور حلال گوشت کا ہو یا حرام گوشت کا۔ اسی طرح مردہ کے بدن کا جو ٹکڑہ اوس سے علیحدہ ہو جائے وہ بھی نجس ہے اگرچہ کتنا ہی چھوٹا ہو ہاں جانور کے بدن کی وہ چیزیں جنمیں جان نہیں ہوتی[۱] مثل رووں بال۔ پر۔ ہڈی۔ سینگ۔ چونچ۔ دانت۔ ناخن۔ چنگل۔ سُم مثل گائے بکری وغیرہ کے اور اوس انڈے کے جسکے اوپر کا چھلکا سخت ہو گیا ہو خواہ حلال جانور کا ہو خواہ حرام کا۔ پس مردہ کی یہ کل چیزیں خواہ کسی حلال جانور کی ہوں یا حرام کی پاک ہیں خواہ انکو مردہ کے جسم سے کاٹا جائے خواہ اوکھیڑا جائے لیکن اگر یہ چیزیں مردہ کے جسم سے اوکھیڑی جائیں تو چاہیئے کہ جلد میں ان چیزونکے کنارہ کا جو حصہ لگا ہوا اوسکو دہو لیا جائے تاکہ مردہ کے جسم کی جو نجس رطوبت ان چیزونمیں لگی تھی وہ زائل ہو جائے اور یہ چیزیں پاک ہو جائیں۔ یہانتک کہ بال اور رُواں اور پر جو مردہ جانور کے بدن سے اوکھیڑا جائے اوسکو بھی دھو لینا چاہیئے۔ اسیطرح انڈے میں مردہ جانور کے اندر کے جسم کی جو رطوبت لگی ہو اوسکو بھی دھو لینا چاہیئے۔ اسیطرح اجزاے مذکورہ کے حکم میں ہے وہ چیز بھی جو بکری یا بھیڑ کے بچہ کے پیٹ میں ہوتی ہے اور جسمیں اوسکا پیا ہوا دودھ رہتا ہے اور اوسی میں پنیر مایہ ہوتا ہے اسکو عربی میں انفحہ اور فارسی میں شیروان برہ یا بزغالہ کہتے ہیں کہ وہ بھی مردہ جانور کا پاک

---

[۱] جان نہونے سے یہ مطلب ہے کہ روح کو اوس سے تعلق نہو مثلاً انگلی ہے کہ اوسمیں کوئی چیز چھبوئی جائے تو جانور کو اذیت پہونچیگی برخلاف ناخن یا سینگ وغیرہ کے کہ انمیں اگر کوئی چیز چھبوئی جائے تو جانور کو خبر بھی نہوگی کہ کہاں کیا ہوا پس اس سے معلوم ہوا کہ جانور کا گوشت جلد وغیرہ جاندار چیزیں ہیں اور بال۔ ناخن۔ سینگ وغیرہ بے جان چیزیں ہیں ۱۲ مترجم

ہے اگرچہ مردہ سے جدا کر لیا گیا ہو لیکن چاہئے کہ اوسکے اوپر کے اوس حصہ کو جو نجس بدن سے لگا تھا دھو لیا جائے۔ اسیطرح مردہ جانور کے پستان میں جو دودھ ہو وہ بھی مطلقاً پاک ہے اور نجس تھن سے نکلنے کے سبب سے نجس نہیں ہوگا لیکن احوط یہ ہے کہ ایسے دودھ سے پرہیز کیا جائے خاصکر اگر یہ دودھ ایسے جانور کا ہو جسکا گوشت کھانا حلال نہیں ہے۔ ہاں یہ واضح رہے کہ مردہ جانور کے اجزاے مذکورہ کو جو طاہر کہا گیا ہے یہ اوس صورتمیں جبکہ وہ چیزیں اوس جانور کی نہوں جو نجس العین ہیں۔ مثل کافر۔ سور۔ کتے کے اسلئے کہ انکے کل اجزا نجس ہیں خواہ اون میں جان ہو یا نہو کسی صورت سے کوئی چیز پاک نہیں ہے۔

(مسئلہ) کسی جانور کی زندگی میں اوسکے جسم سے وہ اجزا جنمیں جان ہوتی ہے جدا ہوں تو وہ بھی مثل مردہ کے نجس ہیں۔ ہاں وہ چھوٹے چھوٹے اجزا جو بعض اوقات انسان کے بدن سے نکلتے ہیں مثل الا۔ آبلہ۔ زخم۔ دل کے بعض ٹکڑوں ۔ یا اوس چمڑے کے جو ہونٹ سے جدا ہوتا ہی یا اوس چیز کے جو خارش والے بدن سے کھجلانیکے وقت کھٹھی وغیرہ کے طور پر نکلتی ہی۔ اسیطرح وہ چیز جو اوس بال کی جڑ میں ہوتی ہے جو بدن سے اکھیڑا جاتا ہے۔ یہ سب پاک ہیں (۲) اقوی یہ ہی کہ نافہ مشک جو زندہ ہرن کے جسم سے نکالا جاتا ہی پاک ہی اگرچہ احوط یہ ہی کہ اوس سے پرہیز کیا جائے لیکن اوسکے اندر کا مشک یقیناً پاک ہی اور اوسمیں کوئی اشکال نہیں۔ ہاں وہ نافہ مشک جو مردہ ہرن کے جسم سے نکالا جاتا ہی اوسکا طاہر ہونا مشکل ہے۔ اسیطرح اوسکے اندر کے مشک کے طاہر ہونے میں بھی اشکال ہی۔ ہاں وہ مشک جو مسلمان کے ہاتھ سے لیا جائے پاک ہی۔ اگرچہ معلوم نہو کہ یہ زندہ ہرن سے نکالا گیا ہی یا مردہ سے (۳) جس جانور کا خون جہندہ (اوڑکر یا اوچھلکر نکلنے والا) نہو اوسکا مردہ پاک ہے۔ مثل چھپکلی۔ بچھو۔ سوسک مچھلی۔ سوسمار وغیرہ کے۔ اسی طرح سانپ اور گھڑیال کا مردہ بھی پاک ہے اگرچہ ایک قول اسکا ہے کہ ان دونوں کا خون جہندہ ہوتا ہے لیکن چونکہ اس قول پر یقین نہیں ہوا ہے لہذا ان دونوں کا مردہ بھی پاک ہے باوجود اسکے اگر یہ ثابت بھی ہو جائے کہ بعض قسم کے سانپ کا خون جہندہ ہوتا ہے جب بھی یہ لازم نہیں کہ جن قسموں کے سانپ کے خون جہندہ ہونے میں شک ہے اونکے مردہ سے بھی اجتناب کیا جائے۔ (۴) اگر کسی چیز کے بارہ میں شک ہو کہ یہ کسی جانور کے بدن کا ٹکڑا ہے یا نہیں تو اوسکو پاک سمجھنا چاہیے یہی حکم اوس صورت میں بھی ہے جب معلوم ہو کہ یہ چیز کسی جانور کے بدن کا ٹکڑا ہے لیکن اسمیں شک ہو کہ اوس جانور کا خون جہندہ ہے یا نہیں کہ اس وقت بھی اوسکو پاک سمجھنا چاہیئے (۵) مردہ جانور سے مطلب یہ ہے

کہ شرعی قاعدہ سے اوس کا تذکیہ نہ کیا گیا ہو خواہ اپنی موت سے مرا ہو یا قتل کیا گیا ہو یا شرعی قاعدہ کے خلاف ذبح کیا گیا ہو (۶) جو گوشت چربی اور چمڑہ (کھال) مسلمانوں کے ہاتھ سے لیا جائے وہ طاہر ہے اگرچہ اوسکا تذکیہ کیا جانا معلوم نہو اور یہی حکم ہے اوس چربی کھال اور گوشت کا بھی جو مسلمانوں کے رہنے کی زمین پر پڑا ہوا ملے کہ وہ بھی پاک ہے بشرطیکہ اوسپر مسلمانوں کے استعمال کرنیکا نشان پایا جاتا ہو لیکن باوجود پاک ہونیکے احوط یہ ہے کہ اس سے بھی اجتناب کیا جائے (۷) جو کھال یا گوشت کافر کے ہاتھ سے لیا جائے یا اون لوگوں کے رہنے کی زمین میں پڑا ہوا ملے اوسکو نجس سمجھنا چاہیئے۔ ہاں اگر اسکا یقین ہو کہ پہلے یہ مسلمان کے ہاتھ میں تھا تو اوسکو نجس نہیں سمجھنا چاہیے (۸) مردہ جانور کی کھال دباغت سے پاک نہیں ہوسکتی بلکہ کوئی مردہ چیز کسی طرح پاک نہیں ہوسکتی سوائے مسلمان آدمی کی میت کے کہ وہ غسل میت کے سبب سے پاک ہو جاتی ہے (۹) حمل کا وہ بچہ جس میں روح نہیں پڑی ہے اگر ساقط ہو جائے تو نجس ہے اسیطرح وہ چوزہ بھی جس میں روح نہ پڑی ہو انڈے سے گر جائے تو نجس ہے (۱۰) اقوی یہ ہے کہ اگر مردہ بدن سے کوئی چیز مس ہو جائے اور رطوبت دونوں سے کسی میں نہو تو وہ چیز نجس نہیں ہوگی اور اگر رطوبت سے ملاقات ہوگی تو وہ چیز نجس ہو جائیگی لیکن احوط یہ ہے کہ خشکی میں بھی جو چیز مردہ سے مس ہو جائے اوسکو دھو لینا چاہیئے خاصکر اوسوقت کہ آدمی کے مردہ سے غسل دینے کے قبل کوئی چیز چھو جائے (۱۱) مردہ کے نجس ہونے میں شرط ہے کہ اوسکے کل بدن سے روح نکل چکی ہو اسلئے کہ اگر بدن کے بعض حصہ کی روح نکل چکی ہو اور بعض کی باقی ہو تو وہ نجس نہوگا (۱۲) بدن سے روح نکلتے ہی مردہ نجس ہو جاتا ہے اگرچہ بدن میں ابھی گرمی باقی ہو اور سرد نہوا ہو اور اس حکم میں آدمی اور غیر آدمی کے درمیان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ہاں آدمی کا مردہ چھونے سے غسل مس میت اوس وقت واجب ہوتا ہے جبکہ اوسکا بدن سرد ہونیکے بعد اوسکو چھوا ہو (۱۳) مضغہ (یعنی شکم کا وہ بچہ جو خون منجمد ہونیکے بعد گوشت کے لوتھڑے کی صورت میں آجاتا ہے) اگر شکم سے نکل آئے تو نجس ہے اسیطرح وہ جھلی جو بچہ کے پیدا ہوتے وقت اوسکے جسم پر لپٹی رہتی ہے اور وہ گوشت کا ٹکڑا بھی جو بچہ پیدا ہوتے وقت اوسکے ہمراہ شکم سے باہر نکلتا ہے نجس ہے (۱۴) زندہ جانور کے بدن سے کوئی ٹکڑا اگر کاٹا جائے لیکن جسم سے بالکل علیحدہ نہو جائے بلکہ اوسکے چمڑے میں لگا ہوا لٹکتا رہے تو جبتک اسطرح بدن سے ملا رہیگا پاک رہیگا۔ اور اگر بدن سے بالکل علیحدہ ہو جائے تو اب نجس ہو جائیگا۔ ہاں اگر یا تھ مثلاً کاٹا جائے لیکن صرف پتلی جھلی میں لگا رہے تو احوط یہ ہے کہ اس سے پرہیز کیا جائے۔

(اسلئے کہ بار یک جھلی میں لگا رہنا گویا بدن سے بالکل علیحدہ ہوجاتا ہے) (۱۵) جند بیدستر جو ایک
مشہور دوا ہے اور مشہور ہے کہ وہ دریائی کتے کا خصیہ ہوتا ہے اگر اسکا یقین نہو کہ یہ دریائی کتے کا
خصیہ ہے اور احتمال ہو کہ یہ جانور کے جسم کا کوئی جزنہیں ہی بلکہ کوئی دوسری دریائی چیز ہے تو وہ پاک
بھی ہے اور اوسکا استعمال حلال بھی ہے۔ اور اگر یہ یقین ہو کہ یہ دریائی کتے کا خصیہ ہے تو بے
شک و شبہہ وہ حرام ہے لیکن نجس نہیں ہے بلکہ پاک ہے کیونکہ یہ معلوم نہیں کہ اوس جانور کا خون
جہندہ ہوتا ہے (۱۶) دانت اوکھاڑنے یا ناخن کاٹنے میں اگر کچھ گوشت بھی بدن سے اوسکے ساتھ
نکل آئے تو وہ اگر بہت کم ہو تو پاک ہے ورنہ نجس ہے (۱۷) اگر کسی شخص نے صرف ایک ہڈی
کہیں پائی اور اسمیں شک ہوا کہ یہ ہڈی پاک جانور کی ہی یا نجس جانور کی تو اوسکو پاک سمجھنا چاہیئے
اگرچہ اسقدر بھی معلوم ہو کہ یہ ہڈی آدمی کی ہے اور یہ نہ معلوم ہو کہ کافر کی ہی یا مسلمان کی (کہ اس
وقت بھی وہ پاک ہے) (۱۸) اگر کوئی کھال پڑی ہوئی ملے اور معلوم نہو کہ یہ ایسے جانور کی ہی
جسکا خون جہندہ ہوتا ہے یا ایسے جانور کی ہے جسکا خون جہندہ نہیں ہوتا مثل مچھلی وغیرہ کے تو
اوسکو پاک سمجھنا چاہیئے (۱۹) مردہ جانور کا بیچنا حرام ہے لیکن اقوے یہ ہی کہ دوسری طرح اوس سے
نفع اوٹھانا جائز ہے اون کاموں میں جن میں طہارت کی شرط نہیں ہے۔
پانچویں نجاست خون ہے ہر اوس جانور کا جسکا خون جہندہ (یعنی رگ سے اوڑکر یا اوچھلکر نکلنے والا)
ہو خواہ آدمی کا خواہ کسی دوسرے جانور کا خواہ بڑے آدمی یا جانور کا ہو یا چھوٹے کا خون بھی زیادہ
ہو یا کم ہر حالت میں نجس ہے۔ ہاں اوس جانور کا خون جسکا خون جہندہ نہو طاہر ہے خواہ وہ جانور
بہت بڑا ہو یا بہت چھوٹا۔ مثلاً مچھلی۔ مچھر۔ پسو۔ کھٹمل وغیرہ کے۔ اسی طرح وہ خون بھی پاک ہی جو
جانور کے جسم کا نہ ہو مثلاً وہ خون جو جناب سید الشہدا ارواحنا فداہ کی شہادت کے بعد مختلف
شہروں میں پتھروں کے نیچے سے جوش مارکر نکلتا تھا کہ وہ بھی پاک تھا (اسی طرح اس زمانہ میں بھی
قدرت خدا یا ائمہ اطہار کی کرامت سے کسی جگہ خون نکلے یا برسے اور معلوم ہو کہ وہ کسی حیوان کا نہیں
ہے تو وہ بھی پاک ہے) اور جانور کے ذبح کرنے اور جسقدر اوس وقت خون معمولی طور پر اوس کے
جسم سے نکلتا ہے اوسکے نکلنے کے بعد جو خون اوس جانور میں رہ جائے خواہ رگوں میں ہو خواہ
گوشت میں خواہ دل میں ہو خواہ جگر میں سب پاک ہے۔ ہاں اگر وہ خون جو گردن میں ہو اور
جانور کے سانس لینے سے اندر چلا جائے تو وہ نجس ہے اسی طرح جانور ذبح کرنے کے بعد اگر
اس طرح لٹکا دیا جائے کہ اوس کا سر اوپر ہو ... [illegible]

نجس ہے۔ اور جسقدر خون جانور کے جسم سے ذبح کے بعد عام طور پر نکلتا ہے اوس کے بعد اوسکے جسم کے بچے ہوے خون کے پاک ہونے میں بنابر احوط یہ شرط ہے کہ وہ ذبیحہ (ذبح کیا ہوا جانور) ایسا ہو جس کا گوشت کھانا حلال ہے۔ پس احوط یہ ہے کہ جس جانور کا گوشت کھانا حرام ہے اوس کا اس قسم کا خون بھی نجس سمجھا جائے (مسئلہ ۱) علقہ یعنی وہ خون بستہ جو منی سے (ماں کے رحم میں) استحالہ ہو کر بنتا ہے انسان کا ہو یا جانور کا نجس ہے یہانتک کہ وہ خون بستہ بھی جو انڈے میں ہو (جب اوسکو مرغی کے نیچے چوزہ نکالنے کے لئے بٹھاتے ہیں) اسی طرح چوزہ نکلنے کیلئے جو انڈا بٹھایا گیا ہو اوس میں ابھی علقہ یعنی خون بستہ نہ پیدا ہوا ہو لیکن انڈے میں خون کی بوندیں پڑ گئی ہوں تو خون کے اُن بوندوں سے بھی پرہیز کرنا احوط ہے۔ ہاں اگر وہ خون کی بوندیں زردی میں ہوں اور اوس زردی پر باریک سی جھلی ہو جس سے زردی سفیدی میں اور سفیدی زردی میں نہ ملتی ہو تو اون بوندوں سے سفیدی نجس نہ ہوگی مگر جب وہ جھلی پھٹ جائیگی تو سفیدی بھی نجس ہو جائیگی (کیونکہ اب نجس زردی سفیدی سے مل جائیگی) (۲) جو خون جانور کے ذبح کرنے اور مطابق معمول خون نکل جانیکے بعد جانور کے پیٹ میں رہجائے وہ اگرچہ پاک ہے لیکن حرام ہے ہاں گوشت اندر کا وہ خون حرام نہیں ہے جو اوس میں پیوست ہو اور اوس گوشت کا جزشمار کیا جائے (۳) اگر کسی جسم سے سفید خون نکلے اور اس کا علم فرض کیا جاسکے کہ یہ خون ہی ہے تو نجس ہے جیسا کہ ایک روایت میں وارد ہوا ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السّلام نے ایک مرتبہ فصد کھلوائی تو آپکے جسم مبارک سے خون سفید رنگ کا نکلا۔ اگرچہ حقیقت یہ ہے کہ اس زمانہ میں کسی کے جسم سے سفید خون نکلنا گویا محال ہے اور وہ خون ہو بھی تو انسان کو اوسکے خون ہونے کا علم حاصل ہونا نہایت مشکل ہے۔ اور اسی طرح وہ خون بھی نجس ہے جس پر کوئی دوا ڈالی گئی ہو جس نے اوس خون کے رنگ کو بدلکر سفید کر دیا ہو (۴) وہ خون جو کبھی دودھ دوہنے کے وقت دودھ میں پایا جاتا ہے خود بھی نجس ہے اور اوس سے وہ دودھ بھی نجس ہو جاتا ہے (۵) ذبح کئے ہوے جانور کے پیٹ سے حمل کا جو بچہ نکلتا ہے اور وہ اپنی ماں کے ذبح ہو کر حلال ہو جانے سے خود بخود حلال ہو جاتا ہے اور پھر اوس بچہ کے ذبح کرنیکی ضرورت نہیں رہتی اوسکا تمام خون پاک ہے لیکن (اس کے

خون کا پاک ہونا باوجود اس فتوی کے بھی) اشکال سے خالی نہیں ہے (۶) جو جانور
کسی آلۂ شکار (مثلاً تیر یا شکاری کتے وغیرہ) کے ذریعہ سے شکار کیا جاتا ہے وہ اوس تیر
کے لگنے یا کتے کے پکڑنے سے گرتے ہی حلال ہو جاتا ہے اور اب اوس کو ذبح یا نحر
کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ پس تیر لگتے یا شکاری کتے کے پکڑتے وقت جسقدر خون
اوس جانور کے جسم سے نکلگیا وہ تو یقیناً نجس ہے۔ ہاں اوسکے جسم سے روح نکلجانے
کے بعد جو خون اوس میں بچ گیا ہے اوسکا پاک ہونا مشکل ہے اگرچہ اسکے بھی پاک
ہونے کا حکم بے وجہ نہیں ہے (بس مقصود یہ ہوا کہ چھری یا چاقو سے جانور ذبح کیا جائے تو
ذبح کے وقت جسقدر خون معمولی طور پر نکلتا ہے اوسکے نکلنے کے بعد جو خون اوس جانور
کے پیٹ میں بچ رہتا ہے وہ تو یقیناً پاک رہتا ہے لیکن تیر یا شکاری کتے سے پکڑے ہوے
جانور کے جسم سے معمولی مقدار کا خون نکلنے کے بعد جو خون اوس جانور کے پیٹ میں
بچ رہتا ہے اوسکے پاک ہونے میں اشکال ہے) (۷) اگر کسی شخص نے کوئی خون دیکھا
اور اوسکو شک ہوا کہ یہ خون کسی جانور کا ہے یا غیر کا تو اوسے اوس خون کو پاک سمجھنا چاہئے
اسی طرح کسی شخص نے کوئی سرخ چیز دیکھی اور اوسکو شک ہوا کہ یہ خون ہے یا کوئی دوسری
سرخ چیز تو اوسکو بھی پاک سمجھنا چاہیئے۔ اسی طرح اگر یہ معلوم ہو کہ یہ خون فلاں جانور کا
ہے لیکن یہ نہ معلوم ہو کہ اوس جانور کا خون جہندہ (اوڑکر یا اوچھلکر نکلنے والا) ہوتا ہے
یا نہیں مثلاً سانپ کا یا گھڑیال کا خون دیکھا تو ایسا خون بھی پاک ہے۔ اور اسی طرح پاک
سمجھا جائیگا وہ خون بھی جسکی نسبت نہ معلوم ہو کہ یہ بکری کا ہے یا مچھلی کا پس اگر کوئی شخص
مثلاً اپنے کپڑہ پر کوئی خون دیکھے اور اوسے یہ نہ معلوم ہو کہ وہ خون خود اوسکے بدن
کا ہے یا کسی مچھر یا پسو کا تو اوس خون کو بھی پاک سمجھنا چاہیئے۔ لیکن جو خون کہ ذبح کئے
ہوئے جانور کے پیٹ میں معمولی خون ذبح نکلنے کے بعد بچ رہا ہے اوسکے بارہیں اگر
شک ہو کہ یہ پاک ہے (یعنی جسقدر خون ذبح کرنے کے بعد نکل جاتا ہے اوسکے بعد
پیٹ میں جو بچ رہتا ہے اور جو پاک ہوتا ہے اوس میں سے یہ خون ہے) یا نجس ہے (یعنی
اوس خون میں سے ہے جو ذبح کرنے کے وقت عام طور پر نکلتا ہے اور جو نجس ہوتا ہے) تو
اس شک کی صورت میں استصحاب[1] پر عمل کرکے اوس پر نجاست کا حکم کیا جائیگا اگرچہ ایسا

[1] استصحاب علم اصول فقہ کا ایک مسئلہ ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ کسی چیز کی طہارت یا نجاست نہ معلوم ہوتی ہو

حکم بھی اشکال سے خالی نہیں ہے بلکہ اس میں بھی تفصیل کا احتمال ہے اس طرح کہ اگر اوس جانور کے پیٹ میں بچے ہوئے خون کے متعلق شک صرف اس خیال سے ہوا ہے کہ شائد یہ خون جانور کے سانس لینے کے سبب سے گلے سے پیٹ میں آگیا ہو تو اس صورت میں اوس خون کو پاک سمجھنا چاہیئے کیونکہ اسکا یقین تو ہے نہیں کہ یہ گلے سے آیا ہے لہذا اصل یہ ہے کہ یہ خون پیٹ ہی کا ہے جو ذبح کا خون بقدر معمول نکلجانے کے بعد پیٹ میں بچ رہا ہے۔ اور اگر اوس خون کے متعلق شک اس خیال سے ہوا ہے کہ شائد یہ خون جانور کے سر کے اونچے مقام پر ہونے کے سبب سے گلے سے پیٹ میں آگیا ہو تو اس صورت میں اُس خون کو نجس سمجھنا چاہیئے کیونکہ اسکا یقین تو ہے نہیں کہ یہ خون اوپر سے پیٹ میں آگیا ہے لہذا اصل یہ ہے کہ یہ خون جسم کا اصلی خون ہے اور ابھی ذبح کا خون [illegible] مقدار میں نکلنا چاہیئے وہ نہیں نکلا ہے پس نجس ہے (۸) کسی زخم یا دل سے کوئی چیز زرد رنگ کی نکلے اور شک ہو کہ یہ خون ہے یا دوسری چیز تو اوسکو پاک سمجھنا چاہیئے۔ اسی طرح زخم یا دل سے کوئی تر چیز نکلے لیکن تاریکی کی وجہ سے نظر نہ آئے اور شک ہو کہ یہ خون ہے یا ریم تو اوسکو بھی پاک سمجھنا چاہیئے اور یہ واجب نہیں ہے کہ جس طرح بھی ہو اوسکا یقین حاصل کیا جائے کہ یہ خون ہے یا ریم (۹) بدن کھجلانے سے کوئی تر چیز نکلے جس میں شک ہو کہ خون ہے یا ریم یا زرد رطوبت تو اوس تر چیز کو پاک سمجھنا چاہیئے (۱۰) وہ زرد رطوبت جو زخم پر اچھے ہوتے وقت جم جاتی ہے پاک ہے لیکن اوسکے متعلق اگر معلوم ہو کہ وہ خون ہے یا اوس میں خون ملا ہے تو وہ نجس ہے۔ ہاں اگر وہ خون استحالے کے ذریعہ سے کھال بن گیا ہو تو پاک ہے (۱۱) گوشت پکتے وقت اوسکا شوربہ جب جوش کھائے اور اُس میں کوئی قطرہ خون کا گر جائے تو وہ خون بھی نجس رہیگا اور وہ شوربہ اور گوشت بھی نجس ہو جائیگا اگرچہ خون بالکل ہی ذرہ سا ہو اور شوربہ میں مستہلک بھی ہو جائے (یعنی اس طرح ملجائے کہ اب خون کا کسی طرح پتہ نہ چلے)۔ اس مسئلہ کے بیان کی ضرورت یہ ہوئی کہ ایک ضعیف حدیث میں آگیا ہے کہ خون اگر شوربہ میں اوسکے جوش کھاتے وقت گر جائے تو آگ

(بقیہ نوٹ صفحہ ۵) تو اوسکی پہلی حالت کا حکم اوسپر جاری کرینگے مثلاً کسی شخص نے لوٹے میں پاک پانی کہیں رکھا پھر وہاں سے علحدہ ہو گیا بعد ازاں واپس آیا تو اوس لوٹے کے قریب ایک کتے کو کھڑا دیکھا جس سے شک ہوا کہ شائد اس کتے نے اس پانی سے پیا ہو لیکن چونکہ اوسکے پینے کا یقین نہ ہوا اور نہ پینے کا لہذا اس صورت میں استصحاب پر عمل کرینگے کہ چونکہ پہلے وہ پانی پاک تھا لہذا اب بھی پاک ہے۔ مولف

کی گرمی اوسکو پاک کر دیگی ۔ لیکن چونکہ یہ حدیث ضعیف ہے لہذا اوسکی نجاست نہیں زائل ہوسکتی اور نہ اس حدیث پر عمل کیا جاسکتا ہے (۱۲) اگر کوئی شخص اپنے یا کسی جانور کے بدن میں کوئی سوئی چبھوئے یا چاقو گڑائے تو اگر یہ نہ معلوم ہو کہ جسم کے اندر اس سوئی یا چاقو میں خون لگ گیا ہے تو اوس سوئی یا چاقو کو پاک سمجھنا چاہیئے اور اگر یہ معلوم ہو کہ اندر اس میں خون لگ گیا تھا لیکن جب جسم کے باہر نکالا تو اوس وقت صاف تھا تو اس صورت میں احوط یہ ہے کہ اوس سوئی یا چاقو سے پرہیز کیا جائے (۱۳) اگر دانتوں سے خون نکلے لیکن ہونٹوں سے باہر نہو بلکہ منہ کے اندر ہی تھوک یا لعاب دہن میں مستهلک ہو جائے (یعنی اچھی طرح گھل کر ملجائے) تو ظاہر یہ ہے کہ پاک ہے بلکہ اوس کا نگل جانا بھی جائز ہے ۔ ہاں اگر باہر سے کوئی خون منہ کے اندر داخل ہو کر تھوک میں مستهلک ہو جائے تو احوط یہ ہے کہ اوس سے پرہیز کیا جائے (یعنی وہ پھینکدیا جائے اور حلق سے فرو نہ کیا جائے) اور اس سے بھی اولی (بہتر) یہ ہے کہ کلی وغیرہ کر کے منہ دھو لیا جائے (۱۴) ناخن یا بدن پر چوٹ لگ جانے سے اگر اوس ناخن یا کھال کے نیچے خون جم جائے اور استحالہ ہو کر گوشت یا کھال نہ بنجائے بلکہ خون ہی کہا جائے تو یہ خون نجس ہے ۔ پس اگر وہاں سوراخ ہو جائے اور اوس سوراخ پر پانی پہونچ جائے تو پانی نجس ہو جائیگا لہذا اس حالت میں وضو یا غسل کے صحیح ہونے میں اشکال ہے پس وضو یا غسل کرنیکے لئے واجب ہے کہ وہ خون نکال لیا جائے اور وہ مقام طاہر کر لیا جائے بشرطیکہ اوس خون کے وہاں سے نکالنے میں کسی قسم کا حرج نہو ۔ اور اگر حرج ہو تو واجب ہے کہ اوس سوراخ پر کوئی چیز مثل پٹی وغیرہ کے لگا کر وضو یا غسل کیا جائے ۔ یہ حکم تو اوس صورت کا ہے جب معلوم ہو کہ یہ جمی ہوئی چیز خون ہی ہے لیکن اگر اس کا یقین نہو بلکہ مثلاً یہ احتمال ہو کہ ہے تو یہ گوشت ہی مگر کچل جانے کے سبب سے خون ایسا ہو گیا ہے جیسا کہ اکثر ہوتا ہے تو اس صورت میں اوسکو خون نہ سمجھینگے اور نہ نجس بلکہ وہ پاک ہے (۱۵) اگر کسی جگہ سے خون کو تھوک سے دھویا جائے تو پاک نہو گا بلکہ پانی سے دھونے سے پاک ہوگا (۱۶) احوط یہ ہے کہ ذبح کئے ہوئے جانور کے جو حصہ حرام ہیں (مثلاً طحال) اونکے خون سے پرہیز کیا جائے (۱۷) ذبح کئے ہوئے جانور کے ذبح کی جگہ یعنی گردن وغیرہ کی رگوں کے سرے میں یا ہڈیوں میں جو خون رہتا ہے کہ وہ پاک ہوتا ہے اور ذبح کا خون دھوئے جانیکے بعد باقی رہتا ہے وہ اگر خود اونھیں رگوں

ہاڈیوں کا خون ہے تو پاک ہے اور اگر کسی دوسری جگہ سے وہاں آگیا ہے تو اوسکو دہو لینا چاہیے۔

چھٹی اور ساتویں نجاست خشکی کا رہنے والا کتا اور سور ہے نہ دریائی (کہ وہ پاک ہی) اسی طرح ان دونوں جانوروں کی ہر قسم کی رطوبت اور اونکے جسم کا ہر جزو نجس ہے اگرچہ وہ جز جاندار نہ بھی ہو مثلاً بال یا ہڈی وغیرہ کہ یہ بھی نجس ہیں۔ اور اگر خود ان دونوں میں جفتی ہونے سے یا ان دونوں سے کسی ایک کے کسی دوسرے جانور (مثل بکری دنبی وغیرہ کے) ساتھ جفتی کرنے سے کوئی بچہ پیدا ہو تو اگر اس بچہ کی صورت شکل وغیرہ سے اسکو کتا یا سور کہیں تو یہ بچہ بھی کتا یا سور ہی قرار پائیگا اور نجس ہوگا۔ اور اگر اوسکو کتا یا سور نہ کہیں بلکہ کوئی دوسرا جانور (مثل بکری دنبی وغیرہ کے) کہیں یا بالکل نئے قسم کا وہ بچہ ہو جس کی شکل وصورت کا کوئی جانور دنیا میں نہو تو یہ بچہ پاک قرار پائیگا۔ اگرچہ احوط یہ ہے کہ اگر کتے یا سور کے آپس میں یا کسی دوسرے جانور کے ساتھ جفتی کرنے سے کوئی ایسا جانور پیدا ہو جو حلال جانوروں سے کسی جانور کے مشابہ نہو نہ کسی حلال جانور میں اوس کا شمار ہو سکے تو اوس سے پرہیز کیا جائے بلکہ احوط تو یہ بھی ہے کہ کتے یا سور کے کسی حلال جانور کے ساتھ جفتی کرنے سے کوئی جانور پیدا ہو تو اگر اوس جانور پر خاصکر اوس حلال جانور کا (جو اوس جانور کا باپ یا ماں ہے) نام نہ صادق آئے تو اوس سے بھی پرہیز کیا جائے۔ پس اگر کوئی کتا کسی بکری کے ساتھ یا کوئی بکرا کسی کتی کے ساتھ جفتی کرے اور اس جفتی سے کوئی بچہ پیدا ہو تو اگر اس بچہ پر بکری یا بکرے کا نام نہ صادق آئے تو اس بچہ سے پرہیز کرنا (یعنی اسکو حرام اور نجس سمجھنا) احوط ہے اگرچہ اوس پر کتے کا نام بھی نہ صادق آئے بلکہ نئے وضع کا جانور ہو ہاں اگر اوس بچہ کو خاصکر بکری یا بکرا کہیں تو البتہ وہ پاک ہے۔

آٹھویں نجاست کافر ہے خواہ کسی قسم کا کافر ہو کیونکہ کافر کی جتنی قسمیں ہیں سب نجس ہیں اور کافر وہ ہے جو مسلمان نہو۔ پس یہود مجوس مرتد فطری[1] اور مرتد ملی وغیرہ بھی نجس ہیں۔ اسی

---

[1] مرتد فطری اوس شخص کو کہتے ہیں کہ جب اوسکا نطفہ قرار پایا تھا تو اوسکے والدین مسلمان تھے۔ پھر پیدا ہونیکے بعد خواہ بالغ ہو کر یا نابالغی میں وہ شخص اسلام کو ترک کرکے دوسرے مذہب میں آگیا۔ اور مرتد ملی اوس شخص کو کہتے ہیں کہ جب اوس کا نطفہ قرار پایا تھا تو اوسکے والدین کافر تھے۔ پھر پیدا ہونیکے بعد یہ شخص مسلمان ہوا پھر اسلام کو ترک کرکے دوسرے مذہب میں آگیا۔ یہ تو اوس صورت کا حکم ہے جب دونوں والدین

طرح کافروں کے بدن کی ہر قسم کی رطوبت اور اوسکا ہر جزء نجس ہے خواہ وہ جز جاندار ہو
مثل گوشت کھال کے یا جاندار نہو مثل ہڈی بال کے۔ اور کافر سے مراد ہر وہ شخص ہے
جو خدا کے وجود اوسکی خدائی۔ اوسکی توحید یا رسالتمآب کی رسالت یا دوسرے انبیاء
برحق کی نبوت یا ضروریات دین سے کسی ضروری امر کا انکار کرے بشرطیکہ وہ ان چیزوں کے
ضروریات دین سے ہونیکی طرف اس طرح ملتفت بھی ہو کہ اوس کا ان چیزوں کا انکار در اصل
جناب رسالتمآب کی رسالت کا انکار کرنا قرار پائے یہ تو فتوی ہے لیکن احوط یہ ہے کہ جو
شخص ضروریات دین سے کسی ضروری کا انکار کرے اوسکو نجس سمجھا جائے اگرچہ وہ اس
ضروری دین کے ضروریات دین سے ہونیکی طرف ملتفت نہ بھی ہو۔ رہے بچے پس کافر
کے بچے اپنے باپ کے تابع ہونیکے سبب سے کافر ہیں (یعنی اگرچہ بچہ کا کوئی مذہب
نہیں لیکن حکم شرع یہ ہے کہ کافر کے بچے کو کافر ہی سمجھا جائے کیونکہ وہ ہر امر میں اپنے باپ
کی راہ پر رہتا ہے) مگر بالغ ہونیکے بعد وہ مسلمان ہو جائیں تو پاک ہو جائیں گے اسی طرح
کافر کا بچہ اگر بالغ ہونیکے قبل ہی اسلام لائے اور اوسکو عاقل ممیز بھی سمجھ سکیں اور اوسکا
اسلام لانا بھی بصیرت سے ہو یعنی وہ سمجھ بوجھکر اور اسلام کی حقیت اور دوسرے
مذہبوں کا بطلان تسلیم کر کے مسلمان ہوا ہو تو اقوی یہ ہے کہ وہ بھی مسلمان قرار دیا جائے
اور کافر کا بچہ مطلقاً نجس ہے خواہ اپنے مذہب کے رو سے بھی وہ حلال زادہ ہو خواہ
حرامزادہ۔ ہاں اگر کسی بچہ کا صرف باپ یا صرف ماں مسلمان ہو تو چونکہ بچہ اپنے والدین
سے اوس شخص کا تابع قرار دیا جاتا ہے جو اشرف ہو اور والدین سے ایک کے کافر
اور دوسرے کے مسلمان ہونے میں چونکہ مسلمان ماں یا باپ کافر ماں یا باپ سے
اشرف ہے لہذا وہ بچہ بھی مسلمان ہی قرار دیا جائیگا بشرطیکہ وہ ولد الزنا نہو۔ بلکہ اس شرط
کا بھی لحاظ نہیں وہ مطلقاً مسلمان قرار پائیگا (اگرچہ ولد الزنا ہی ہو) بنا بر اوس وجہ کے جو
مطابق ہے اصالۃ طہارت کے۔ (۱) اقوی یہ ہے کہ مسلمانوں کا وہ بچہ جو زنا سے پیدا ہوا ہو

(بقیہ نوٹ صـ ۶۱) کافر یا دونوں مسلمان رہے ہوں اور اگر کسی شخص کا نطفہ قرار پاتے وقت اوسکے والدین
ایک شخص مسلمان اور دوسرا کافر رہا ہو تو چونکہ بچہ اپنے والدین سے اوسکا تابع ہوتا ہے جو اشرف ہو اور حکم اسلام
و کفر میں اشرف والدین وہ ہے جو مسلمان ہو لہذا یہ بچہ بھی اوسی مسلمان ماں یا باپ کا تابع ہوکر مسلم قرار دیا جائیگا
اور بعد میں اگر وہ اسلام نہ قبول کریگا یا اسلام کو قبول کر کے ترک کر دیگا تو مرتد فطری کہا جائیگا ۱۲ مولف

پاک ہے خواہ زنا ایک طرف سے ہو خواہ دونوں طرف سے بلکہ اگر اوس کا صرف باپ یا صرف ماں مسلمان ہوا ور پہلی صورت میں ماں اور دوسری صورت میں باپ کافر ہو جب بھی وہ پاک ہے جیسا کہ گذرا (۲) مسلمانوں میں جو لوگ فرقہ غالی یا خارجی یا ناصبی مذہب کے ہوں وہ یقیناً نجس ہیں اور اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ رہے مجسمہ اور مجبرہ اور فرقہ صوفیہ کے وہ لوگ جو مسئلہ وحدت وجود (ہمہ اوست) کے قائل ہیں پس اگر یہ لوگ احکام اسلام کے پابند ہوں تو اقوی یہ ہے کہ وہ بھی پاک ہیں اور اگر معلوم ہو کہ یہ لوگ بھی اپنے مذہب کے مقصد اور باطل عقائد واعمال ولوازم کے پابند ہیں تو یہ سب بھی نجس ہیں (فرقہ غالی مسلمانوں کا وہ فرقہ ہے جو معاذ اللہ جناب امیر المومنین ع کے خدا ہونے کا معتقد ہے اور خارجی وہ فرقہ ہے جو جناب امیر المومنین علیہ السّلام سے بغض اور دشمنی رکھنے کا معتقد ہے اور فرقہ ناصبی وہ فرقہ ہے جو حضرات اہل بیت علیہم السّلام کا دشمن ہے۔ اور مجسمہ وہ فرقہ ہے جو معاذ اللہ خداوند عالم کے صاحب جسم واعضاء ہونے کا معتقد ہے۔ اور مجبرہ وہ فرقہ ہے جو اسکا قائل ہے کہ انسان اپنے افعال کے بجالانے میں بالکل مجبور ہے اور جو کچھ وہ کرتا ہے دراصل اوسکا فاعل خدا ہی ہے اور یہ کہ اوسکا کوئی اختیار اوسکے افعال میں نہیں ہے۔ یہ کل فرقے اسلام ہی کے ہیں) (۳) شیعوں کے وہ فرقے جو اثنا عشریہ نہیں ہیں مثل واقفیہ۔ فطحیہ اور اون لوگوں کے جو صرف چھ امام یا چھ سے کم یا زیادہ اماموں کی امامت کے قائل ہیں پاک ہیں بشرطیکہ یہ لوگ باقی اماموں کی عداوت کا اظہار نہ کریں اور نہ اون حضرات کو دشنام دیں کیونکہ اگر اون حضرات سے عداوت کرینگے یا اونکو دشنام دینگے تو فرقہ ناصبی میں اون کا شمار ہوگا لہذا نجس قرار پائینگے (۴) جس شخص کے مسلمان یا کافر ہونے میں شک ہو اوسکو پاک سمجھنا چاہیئے اگرچہ اسلام کے بقیہ احکام اوسکے حق میں نہیں جاری ہونگے (۵) جاننا چاہیئے کہ حد تکلیف تک پہونچنے (یعنی بالغ ہونے) کے قبل تک بچے اسلام یا کفر کے بارے میں اپنے والدین کے تابع رہتے ہیں کہ اگر وہ مسلمان ہیں تو وہ بچہ بھی مسلمان قرار دیا جائیگا اور اگر وہ کافر ہیں تو بچہ کا شمار بھی کافروں میں ہوگا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ لیکن بالغ اور عقلمند ہونیکے بعد اونکی تبعیت ختم ہو جاتی ہے اب خود اون بچوں کو ملاحظہ کرنا چاہیئے کہ اونکے عقائد کیا ہیں پس اگر انھوں نے عقائد حقہ کا اعتقاد کر لیا تو اسلام کی صفت اون میں پیدا ہو گئی اور مسلمانوں کے کل احکام اون پر جاری کیے جائینگے۔ اس بنا پر مسلمانوں کے بچوں کے بارے میں خاص

اہتمام کرنا چاہیئے کیونکہ ان کے لڑکے یا لڑکیاں بالغ ہونیکے بعد ضرورت کے مطابق اسلام کے اصول دین کی معرفت نہ حاصل کئی ہونگی اور نہ اونکو جانتے ہونگی یا اون اصول دین وغیرہ کے بارہمیں شک کی حالت میں ہونگے تو اون کا معاملہ نہایت مشکل ہو جائیگا کہ آیا ان کو پاک سمجھا جائے یا نجس اور میراث کے مستحق ہوں یا نہیں ان کا نکاح مسلمانوں کے ساتھ کیا جائے یا نہیں (اسلئے کہ بالغ ہونیکے بعد والدین کی تبعیت سے تو نکل چکے لہذا اوس طرح مسلمانون میں شمار ہو نہیں ہوسکتا اور خود اونکے عقائد اسلام کے مطابق ہیں نہیں تو اون کا شمار ہو تو کس مذہب میں) اور یہ حکم خاصکر لڑکیوں کے بارہمیں تو اور بھی زیادہ مشکل ہو جاتا ہے کیونکہ مجبر د نو سال کے پورا ہوتے ہی اونکو چاہیئے کہ عام اصول اسلام کا اعتقاد کر چکی ہوں بلکہ بعض علماء اعلام کے قول کے مطابق تو یہ حکم کچھ لڑکیوں سے مخصوص نہیں بلکہ لڑکوں کے بارہیں بھی نہایت مشکل ہو جاتا ہے جیسے جناب شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ لڑکے دس سال کے ہونیکے بعد اصول دین کے جاننے اور اون کا اعتقاد رکھنے کے مکلف ہو جاتے ہیں اور اس مسئلہ (دس سال کے سن ہیں اصول دین کے جاننے کے مکلف ہو جانے) کو اون احکام میں کوئی دخل نہیں ہے جن کے بارہمیں بالغ ہونا شرط ہے کیونکہ یہ احکام (مثل نماز و روزہ وغیرہ کے) تو بالغ ہونیکے بعد ہی واجب ہوتے ہیں لہذا اصول دین کی معرفت خاصکر دس سال کے بعد ہی واجب ہو جاتی ہے (جناب سرکار طبا طبائی دام ظلہ فرماتے ہیں کہ) جناب شیخ الطائفہ کے اس قول کا لحاظ کرنا احوط ہے پس معلوم ہوا کہ عقائد کی معرفت حاصل کرنیکی تکلیف کل تکلیفات سے زیادہ سخت اہم اور ضروری ہے اور بندونپر خدا کے احکام میں اس تکلیف سے زیادہ سخت اہم اور ضروری کوئی تکلیف نہیں ہے کیونکہ ان اصول دین کے نہ جاننے سے انسان عذاب ابدی کا مستحق ہو جاتا ہے نیز یہ سبب سے پہلی تکلیف ہی جسکو کل واجبات سے پہلے حاصل کرنا چاہیئے یہانتک کہ اگر عقائد کو کوئی شخص اچھی طرح درست نہ کئے ہوگا اور اصول دین کی معرفت باقاعدہ نہیں حاصل کی ہوگی اور نماز پڑھیگا تو وہ نماز باطل ہوگی۔ اور یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ اصول دین کی معرفت اور اون کا اعتقاد کرنا سب سے زیادہ مشکل تکلیف ہے کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ انسان باوجودیکہ اصول دین میں کوئی تقصیر نہیں کرتا پھر بھی انکو باقاعدہ نہ جاننے سے نجاست کے احکام اوسپر مرتب ہو جاتے ہیں جیسے اوس وقت کہ عقائد اسلام کے خلاف

کسی امر کا کوئی مرد یا عورت اعتقاد کرلے مثلاً بہت سے مرد اور بہت سی عورتیں صرف غفلت ۔ جہالت اور بے معرفتی کے سبب سے خدا کے جسم کا خیال کرتے ہیں یا سمجھے ہیں کہ خدا آسمان پر ہے یا اعتقاد کرلیا ہے کہ معاذ اللہ خداوند عالم ایک نور ہے جو عرش پر بیٹھا ہوا ہے کہ ان اعتقادات یا صرف خیالات کے ساتھ کسی شخص کو مسلمان سمجھنا اور اوس کو پاک قرار دینا مشکل ہے اگرچہ وہ ضعفائے مسلمین میں شمار کیے جائیں اور اگرچہ تقصیر بھی اون کی کوئی نہ ہو پس انسان کے بالغ ہوتے ہی یعنی جس وقت مرد پورے پندرہ سال اور عورت ۹ سال کی ہو جائے یا مرد ۱۵ سال پورا ہونے کے قبل محتلم ہو جائے اور عورت کو ۹ سال کے پورے ہونے کے قبل حیض جاری ہو جائے تو لازم ہے کہ فوراً چھ باتوں کو انجام دے اول یہ کہ اصول دین کو اچھی طرح سمجھ لے دوسرے یہ کہ نماز پڑھنے کے طریقہ کو سیکھے تیسرے یہ کہ نماز کے متعلق مسائل مثل وضو وغیرہ کو جان لے چوتھے یہ کہ اسکو غور کرے کہ نابالغی کی حالت میں اس سے کون کون سا کام ہوا تھا جس سے اب اُس پر غسل کرنا واجب ہے مثلاً اوس زمانہ میں کسی میت کو مس کیا تھا تو اگرچہ اوس وقت تو غسل کرنا واجب نہیں تھا لیکن بالغ ہوتے ہی غسل مس میت کرنا واجب ہے پانچویں یہ دیکھے کہ نابالغی کے زمانہ میں اس نے کیا کیا کام ایسے کیے ہیں جن سے لوگوں کے حقوق کا مشغول الذمہ ہو گیا ہے پس لوگوں کے اون حقوق کو ادا کر دینا چاہیئے چھٹے یہ کہ جن معاملات میں وہ مشغول ہے اونکے واجب اور حرام احکام کو سمجھ لے تاکہ واجب احکام کے مطابق کرکے اپنے عمل کو صحیح رکھے اور حرام باتوں سے پرہیز کرے (۲) جاننا چاہیئے کہ اصول اسلام اور ہیں اور اصول دین وایمان اور ہیں اصول اسلام تین ہیں ۔ توحید ۔ نبوت ۔ معاد ۔ پس ان تینوں اصول سے کسی ایک اصل کا بھی کوئی انکار کرے یا اقرار نہ کرے تو وہ کافر ہے اور اُس پر چند حکم مترتب ہوتے ہیں پہلے یہ کہ وہ نجس ہے دوسرے یہ کہ اگر وہ مرد ہے تو کسی مسلمان عورت کا نکاح اُس سے صحیح نہیں ہے اور اگر وہ عورت ہے تو کسی مسلمان مرد سے اُس کا نکاح نہیں صحیح ہوگا تیسرے یہ کہ کسی مسلمان شخص کا وارث نہیں ہوگا اگرچہ وہ مورث اس شخص کا فرکا باپ ہی کیوں نہو چوتھے یہ کہ مسلمان لونڈی غلام کا مالک نہیں

ہو سکتا پانچویں یہ کہ اوسکے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا جانور حلال نہیں ہوگا۔ چھٹے یہ کہ اگر وہ مرجائے تو اوس کا غسل دینا کفن پہنانا نماز پڑھنا دفن کرنا واجب نہ ہوگا ساتویں یہ کہ اوسکے پاس کوئی چیز جانوروں کے بدن کی ہوگی مثل جوتے یا چمڑے یا گوشت یا چربی وغیرہ کے تو اگر اون چیزوں کے بارےمیں یہ یقین نہ ہوگا کہ پہلے یہ مسلمان کے پاس تھیں بعد کو اس شخص کے پاس آئی ہیں تو اُن کل چیزوں کا حکم میتہ کا ہوگا یعنی کل چیزیں نجس رہیں گی۔ اور اصول ایمان کے نہ جاننے سے بھی کئی حکم مترتب ہوتے ہیں مثلاً اوسکی کوئی عبادت صحیح نہیں قرار دی جائیگی یا اوس شخص کو زکوۃ یا خمس یا فطرہ یا ردمظالم یا کفارہ کا مال دینا جائز نہیں ہوگا یا شیعہ عورت کا نکاح اس سے صحیح نہیں ہوگا اسی طرح اور بہت سے احکام ہیں۔ یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ اصول دین کا محض زبان سے اقرار کرنا کافی نہیں ہے بلکہ ضرور ہے کہ اعتقاد قلبی بھی ہو۔ یعنی دل سے اون اصول کو مانے اور اون کا یقین رکھے اور ان کا بطور شک یا گمان یا تقلید کے ماننا بھی کافی نہ ہوگا بلکہ دلیل سے یقین کرنا ضروری ہے۔ ہاں وہ بچے بھی جنھوں نے طفولیت میں باپ یا ماں یا دوسرے اعزہ کی تقلید سے اون عقائد کا یقین حاصل کرلیا تھا اور بالغ ہونے کے بعد بھی اوس طریق پر باقی رہے یقیناً مومن ہیں اور اونکے لئے بالغ ہونے کے بعد دوبارہ دلیل وغیرہ سے اون عقائد کا یقین حاصل کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ اگر تمام عمر اوس بچپن کے یقین پر باقی رہیں اور اون عقائد میں کوئی شبہہ نہ کریں اور خلاف کا احتمال پیدا نہ کریں تب بھی وہی یقین عمر بھر کے لئے کافی ہوگا۔ اسی طرح لڑکے بالغ ہونے کے بعد دین حق اور صحیح عقائد کو حاصل کریں اور دوسروں کی تقلید سے ان عقائد حقہ کا ایسا یقین کرلیں کہ اون میں کوئی شبہہ نہ باقی رہے تو یہ بھی ایمان کے لئے کافی ہے اور وہ لڑکے بھی یقیناً مومن ہیں۔ ہاں جو لڑکے بالغ ہونے کے بعد بھی عقائد حقہ اور اصول دین کے جاننے کا خیال نہ کریں جیسے اکثر جاہل مومنین کے لڑکوں اور خاصکر لڑکیوں کے بارے میں دیکھا گیا ہے کہ لڑکیاں بالغ ہوگئیں اور اصول دین کو وہ ابھی طرح جانتی بھی نہیں ہیں نہ اون کو سمجھتی ہیں ایسے لڑکوں یا لڑکیوں پر مسلمانوں کا حکم نہیں جاری ہوگا اور اون کو پاک سمجھنا بھی مشکل ہے پس ایسے لڑکوں یا لڑکیوں

کے باپ یا ماں یا دوسرے اعزہ واقربہ کو لازم ہے کہ ان لڑکوں یا لڑکیوں کو سمجھائیں
کہ اصول دین کا اعتقاد کریں پھر اصول دین کی تعلیم کریں اور اون کو یقین کرائیں کہ
"تمھارا ایک خالق ہے جو خدا ہے اوس نے تمکو پیدا کیا ہے اور دنیا بھر کی کل چیزیں
اوسی کی پیدا کی ہوئی ہیں ہر اچھی صفت اوس میں پائی جاتی ہے اور ہر بُری صفت اُس سے
دور ہے اوسکے نہ کوئی مکان ہے نہ وہ مکان میں رہتا ہے اوس میں کوئی تغیر بھی نہیں
ہوتا ہے۔ اور اوس نے بندوں کی ہدایت کے لئے بہت سے پیغمبر بھیجے جن کے آخر
محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ ہیں آپ جو کتاب اور جو احکام خدا کے یہاں سے لائے
وہ سب حق ہیں" ان دو باتوں کو سمجھا کر ان کا یقین کرا دیں اور زبان سے کلمہ لا الہ
الا اللہ محمد رسول اللہ کہلا دیں کہ اس کے بعد وہ لڑکے مسلمان ہو جائیں گے
اور اون کا بدن پاک ہو جائیگا اسکے بعد آہستہ آہستہ امامت اور معاد اور اون کی
تفصیلوں کو سمجھا دیں کہ ان کے یقین کر لینے سے ایمان کے احکام بھی اون پر جاری
ہو جائینگے اور وہ مومن ہو جائیں گے۔ لیکن یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ بالغ ہوتے ہی
یہ کام انجام پا جانا چاہیئے کیونکہ اگر بالغ ہونے کے بعد ایک روز کی بھی اس میں تاخیر ہوگی
تو اون لڑکوں یا لڑکیوں کا امر نہایت مشکل ہو جائے گا (۷) یہ بھی اچھی طرح
سمجھ لینا چاہیے کہ جس طرح ضروریات مثلاً نماز و روزہ و حج کے واجب ہونے یا
نماز جماعت کے مستحب ہونے یا دفتروں کے اُس مال کے (جو ہمیشہ وریا اصناف سے
جبراً وصول کیا جاتا ہے) حرام ہونے کا یا ایسے ہی دوسرے ضروریات دین کا انکار
کرنا اون صورتوں میں کہ یہ انکار راجع ہو پیغمبر صلعم کی رسالت کے انکار یا دین اسلام
کے انکار کی طرف باعث کفر اور موجب نجاست منکر ہے اسی طرح جو حکم خداوند عالم
نے دیا ہے یا جس چیز سے منع کیا ہے یا جس چیز کو مستحب سمجھا یا مکروہ قرار دیا ہے
اوسپر اعتراض کرنا یا اس کو لغو سمجھنا یا اوسپر استہزا کرنا بھی باعث کفر اور موجب
نجاست منکر ہے۔ چنانچہ صرف یہی اعتراض بر حکم خدا تھا جس کے سبب سے ابلیس
کافر ہو گیا ورنہ وہ تو توحید۔ نبوت۔ معاد اور کل احکام خدا کا پورا معتقد تھا
اور ان سبھوں کو یقین کی طرح جانتا تھا حتیٰ کہ فرشتوں کا اوستاد تک بھی تھا

اعتراض کیا کہ "تونے مجھے آدم کو سجدہ کرنے کا حکم کیوں دیا حالانکہ میں اون سے بہتر ہوں کیونکہ وہ مٹی سے پیدا ہوئے ہیں اور میری خلقت آگ سے ہوئی ہے جو مٹی سے کہیں اشرف و اعلیٰ ہے" بس صرف اسی اعتراض سے اُسکے سارے اعمال حبط ہو کر رہ گئے اور وہ کافر۔ ملعون اور رانده درگاہ باری قرار پاگیا۔ پس اسی طرح ہر شخص کو خیال رکھنا چاہیئے کہ اگرچہ وہ احکام اور ارشادات خدا کا انکار نہ کرے لیکن اگر صرف ان احکام پر اعتراض کرے گا یا اون ارشادات میں کسی قسم کا شبہہ کرے گا تو کافروں میں اوس کا شمار ہو جائے گا۔ اور یہی حکم ہے اون اعتراضات کا بھی جو بعض ملحد۔ نیچری اور بے باک لوگ خدا اور رسول صلعم پر کرتے ہیں کہ "کیوں خدا اور رسول نے خمس سادات کے لئے مقرر کیا جس کے سبب سے یہ لوگ فقیر ذلیل۔ اور بیکار ہو گئے یا کیوں یہ حکم دیا کہ آدمی کو جب استطاعت ہو جائے تو مکہ جائے اور اپنے مال و ثروت کو اس سفر میں ختم کر دے حالانکہ اس عمل میں کوئی (دنیاوی) نفع اور فائدہ اوسکے ہاتھ نہیں آتا ہے سوائے اسکے کہ جانوروں کی طرح جو غلوں کے ڈھیر کے چاروں طرف گھومتے ہیں۔ حج کرنے والا شخص بھی خانہ کعبہ کا طواف کرتا ہے یا وحشی جانوروں کی طرح دوڑتا پھرتا ہے۔ اور صفا و مروہ کے درمیان سعی اور ہرولہ کرتا ہے۔ یا یہ کہ خدا نے کیوں یہ حکم دیا کہ حاجی لوگ منٰے کے میدان میں قربانی کریں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ گوشت گراں ہو جاتا ہے اور آدمیوں کو میسر نہیں ہوتا اور مکہ کی آب و ہوا بکثرت خون بہنے کے سبب سے متعفن ہو کر خراب ہو جاتی ہے" اور اسی طرح کے بہت سے اعتراضات ہیں جو ملاحدہ کے دلوں پر اور بعض کی زبان پر جاری رہتے ہیں اور کچھ اس زمانہ کی تخصیص نہیں بلکہ حضرات ائمہ طاہرینؑ کے زمانہ میں بھی زندیق سب اس قسم کے اعتراضات کرتے اور اونکے جوابات سنتے رہتے تھے مثل ابن ابی العوجاء۔ ابن المقفع وغیرہ کے کہ زمانہ حضرت صادق علیہ السّلام میں تھے اور اس کتاب میں اس قسم کے ذکر کا موقع نہیں ہے ورنہ یہاں بہت تفصیل سے اسکے متعلق گفتگو کیجاتی (۸) جو شخص تارک الصلوٰۃ ہو (یعنے نماز نہ پڑھتا ہو) اوس نے اگر اس خیال سے نماز

ترک کی ہے کہ اوسکے واجب ہونے ہی سے وہ انکار کرتا ہے اور اوس کی ضرورت ہی کا نہیں قائل ہے تو بے شبہہ وہ کافر اور نجس ہے اور اگر اوسکے واجب ہونیکا انکار نہیں کرتا ہے تو بعضے علماء کے بارے میں منقول ہے کہ بعض حدیثوں کے ظاہر مطلب سے اونھوں نے ایسے شخص کے بھی کافر اور نجس ہونے کا حکم دیدیا ہے لیکن یہ قول مشہور کے خلاف ہے اور اس سے نہایت حرج اور زحمت کا اندیشہ ہے کیونکہ تارک الصلوۃ ہر وہ شخص ہے جو کبھی نماز نہ پڑھتا ہو یا نماز پڑھتا تو ہو لیکن اوسکے آداب و شرائط درست نہ ہونے سے اوسکی نماز باطل ہوتی ہو پس ایسے لوگوں کے بارے میں اس قسم کا فتوے دینے سے اکثر آدمیوں میں مسئلہ طہارت بہت مشکل ہو جائیگا پس اقوے یہ ہے کہ جو شخص نماز کے واجب ہونے کا انکار کرے اور اوسکو لغو سمجھے وہ تو یقیناً کافر اور نجس ہے اور جو شخص نماز کا استخفاف کرے یعنی یہ خیال کرے کہ یہ کیوں واجب کی گئی یا اس میں کیا نفع ہے یا یہ مہمل ہی وہ مرتد ہے اور جو شخص اسکے واجب ہونے کا تو اعتقاد کرے لیکن اسکو سبک سمجھے یا اوس میں سہل انگاری کرے اس طرح کہ اسکو ترک کر دے یا غلط طریقے سے پڑھے یا اوسکے مسائل کو صحیح طور پر نہ انجام دے یا بے پرواہی کرکے اس میں تاخیر کرے جس سے نماز ہی فوت ہو جائے تو ان کل صورتوں میں اگرچہ یہ شخص کافر تو نہوگا اور پاک ہی رہیگا لیکن اس شخص میں اور کفر میں کوئی فاصلہ نہیں رہا اور احادیث میں وارد ہوا ہے کہ آنحضرت صلعم اور ائمہ طاہرین علیہم السلام ایسے شخص کی شفاعت بھی نہ کریں گے اور حوض کوثر پر ان حضرات کی خدمت میں بھی نہیں پھونچ سکے گا اور مرتے وقت دین پیغمبر خدا صلعم پر نہ مریگا۔ اور جو کچھ تارک الصلوۃ کے متعلق ابھی بیان کیا گیا یہ سب اوس شخص کے بارے میں بھی جاری ہے جو اپنی قضا شدہ نماز کو نہ ادا کرے اور اوس میں اسقدر تاخیر کرے کہ تہاون کی حد تک پھونچ جائے اور وقت کے وسیع ہونے کا عذر کرتا رہے۔ (۹) مسلمانوں کے بہت سے عوام اور جہال ایسے ہیں جو صرف اپنے اسلام کا اقرار کرتے ہیں اور عقد اور نکاح اور تجہیز و تکفین وغیرہ بھی مسلمانوں ہی کی طرح کرتے ہیں لیکن کلمہ شہادتین تک کو نہیں جانتے ہیں

ہیں کیونکہ کسی کے مسلمان ہونے میں کلمہ شہادتین یا نماز روزہ وغیرہ کا جاننا شرط نہیں ہے اسی طرح ایسے مسلمانوں یا مومنوں میں تقوی ہو یا طہارت وغیرہ کے پابند ہوں یا نجاسات سے پرہیز نہ کرتے ہوں تو ان لوگوں کے ساتھ بیٹھنا اوٹھنا کھانا پینا سب جائز ہے ہاں اگر یقیناً معلوم ہو کہ اس وقت ان کی فلاں چیزیں نجس ہیں تو اوس وقت صرف اون نجس چیزوں سے پرہیز کرنا اوسی طرح واجب ہے جس طرح اپنی نجس چیزوں سے۔ اور اگر یقیناً معلوم نہیں ہے بلکہ محض اون لوگوں کا طہارت نجاست وغیرہ کا لحاظ نہ کرنا معلوم ہے تو اس سے پرہیز کرنا ضروری نہیں ہے۔ (۱۰) کوئی شخص جو شیعہ اور مومن ہو اور علم کا دعوی بھی کرتا ہو ایسی جگہ جہاں شرعاً کوئی محل کسی قسم کے خوف یا تقیہ کا نہ ہو دشمنان آل محمدؐ کا نام سنکر اونکو احترام یا تعظیم سے یاد کرے یا اون کا نام سنکر یا لکھکر رضی اللہ عنہ استعمال کرے یا اون کی مدح و ثنا کرے یا بعض ازواج رسالتمآب صلعم کو جناب سیدہ صلواۃ اللہ علیہا سے افضل جانے تو ایسا شخص مومن نہیں ہے اور اسکی تقلید یا اقتدا بھی نہیں کرنی چاہیئے۔ (۱۱) اگر (بالفرض) کوئی شیعہ اثنا عشری سنی ہو جائے تو وہ مسلمان رہیگا اور اقوی یہ ہے کہ اوس کا بدن طاہر رہیگا لیکن احوط یہ ہے کہ اوس کے بدن سے پرہیز کیا جائے (۱۲) ضروریات دین (اسلام) کی کوئی حد و حصر نہیں ہے بلکہ ضروریات دین کل وہ چیزیں ہیں جنکو مسلمانوں کے عوام و خواص مرد۔ عورت چھوٹے بڑے سب برابر طور پر سمجھتے ہوں اور سب پر وہ چیزیں واضح ہوں مثلاً نماز۔ روزہ۔ زکوۃ۔ حج۔ جہاد کا واجب ہونا یا پانی اور مٹی کا پاک ہونا کہ یہ چیزیں سب پر ظاہر ہیں پس ایسی چیز کے انکار کرنے سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ اور ضروریات مذہب (ایمان) کی بھی کوئی حد و حصر نہیں ہے بلکہ ضروریات مذہب ہر وہ چیز ہے جو شیعوں کے عوام خواص چھوٹے بڑے سب کو برابر طور پر معلوم ہو مثلاً تربت سید الشہداء علیہ السلام یا آب فرات کا قابل احترام ہونا یا متعہ کا حلال ہونا یا تربت سید الشہداء ع پر سجدہ کا جائز ہونا یا اس قسم کی دوسری چیزیں اور ان چیزوں سے کسی چیز کے انکار کرنے سے انسان کافر نہیں ہوتا لیکن مذہب

نویں نجاست شراب ہے بلکہ ہر وہ چیز جو اپنی اصل میں بہنے والی ہو اور اوسکے استعمال
سے مستی یا نشہ پیدا ہو وہ نجس ہے اگرچہ کسی خارجی سبب سے عارضی طور پر وہ خشک
ہو جائے مثلاً شراب کسی صورت سے جم جائے تو اگرچہ وہ فی الحال بہنے والی
نہیں ہے لیکن چونکہ در اصل بہنے والی ہے لہذا وہ بھی نجس ہے۔ برخلاف اوس
نشہ والی چیز کے جو اپنی اصل میں بہنے والی نہ ہو کہ اگرچہ وہ بھی حرام ہے لیکن نجس
نہیں مثلاً بھنگ کہ اگرچہ نشہ پیدا کرتا ہے لیکن چونکہ اوسکی خلقت خشک ہی ہوتی ہے
لہذا پاک ہے اگرچہ اوس میں پانی بھی ملا دیں۔ پس شراب تاڑی کھجور کی یا تاڑ کی یا
اس قسم کی دوسری نشہ والی چیزیں کل نجس ہیں (مسئلہ ۱) اکثر علما نے فرمایا ہے کہ
آب انگور (یعنے انگور کے نچوڑنے سے جو عرق اوس میں سے نکلتا ہے) جوش کھانے کے
بعد جبتک دو تہائی اوس کا جلکر کم نہ ہو جائے اوس وقت تک وہ بھی شراب کے شمار
میں ہے لہذا نجس ہے پس یہ قول اگرچہ احوط ہے لیکن اقوی یہ ہے کہ یہ آب انگور
پاک ہے ہاں اوسکے حرام ہونے میں کوئی شبہہ نہیں ہے خواہ آگ سے جوش
کھایا ہو یا دہوپ سے یا ہوا کی گرمی سے یا خود بخود رکھے رہنے سے۔ ہاں جب اوسکا
دو تہائی کم ہو جائے تو حلال ہو جائیگا خواہ یہ دو تہائی آگ سے کم ہو یا دہوپ سے
یا ہوا سے۔ بلکہ اقوے یہ ہے کہ مجرد تیزی پیدا ہونے کے ساتھ وہ حرام ہو جائے گا
اگرچہ جوش کھانے کی حد تک نہ پہونچے۔ اور اس حکم میں انگور کے عرق اور خود
انگور میں کوئی فرق نہیں ہے پس اگر خود انگور میں جوش آجائے بغیر اسکے کہ اوسکا
عرق نچوڑا جائے تو وہ بھی حرام ہو جائیگا۔ رہا خرما یا کشمش یا منقے یا ان کا عرق پس
اقوے یہ ہے کہ جوش کھا جانے سے یہ چیزیں نہ تو نجس ہوتی ہیں اور نہ حرام اگرچہ
احوط یہ ہے کہ اگر یہ چیزیں بھی جوش کھا جائیں تو انکے کھانے پینے سے بھی پرہیز کیا
جائے بلکہ احوط یہ ہے کہ ان کو نجس بھی سمجھا جائے۔ ہاں اگر ان میں نشہ پیدا کرنے کی
قوت آجائے تو یقیناً نجس بھی ہو جائیگی اور حرام بھی۔ (۲) آب انگور جوش کھانے
کے بعد اور دو تہائی کم ہونے کے قبل شیرہ ہو جائے تو احوط یہ ہے کہ وہ حرام
سمجھا جائے اگرچہ اوسکے حلال قرار دینے کی بھی ایک وجہ ہے۔ اور اس بنا پر
اگر آب انگور کا جوش کھا کر دو تہائی کم ہونا مستلزم ہو اوسکے جل جانے کو یعنی بغیر

جلے ہوئے دو تہائی کم نہ ہو سکے تو بہتر یہ ہے کہ اوس پر تھوڑا پانی ڈالدیا جائے
اور جوش دیا جائے کہ اب اوس کا دو تہائی کم ہو جائے گا تو بے شبہ حلال ہو جائیگا
(۳) اقوے یہ ہے کہ شوربے اور پلاؤ وغیرہ میں منقیٰ یا کشمش ڈالی گئی ہو تو اگرچہ
جوش کھا گیا ہو اوس کا کھانا جائز ہے غرض جس حالت سے اور جس طرح سے ہو اوسکو
کھا سکتے ہیں۔

دسویں نجاست فقاع ہے یعنی بوزہ جو ایک قسم کی شراب ہے جس کو عرب
میں ایک خاص طریقہ سے جَو سے بناتے ہیں اور جس میں سکر خفی ہوتا ہے۔ اور
اگر جَو کے علاوہ کسی چیز سے بنائیں تو اوس کا نجس یا حرام ہونا معلوم نہیں ہے ہاں
اگر اس میں نشہ پیدا کرنے کی قوت آجائیگی تو یہ بھی نجس اور حرام ہو جائیگی (مسئلہ)
ماء الشعیر (جَو کا عرق) جس کو طبیب لوگ اپنے معالجات میں استعمال کرتے ہیں فقاع
نہیں ہے لہذا پاک بھی ہے اور حلال بھی۔

گیارہویں نجاست اُس شخص کا پسینہ ہے جو فعل حرام کرنے سے جنب ہوا ہو خواہ
وہ فاعل ہو یا مفعول خواہ وہ پسینہ جماع کرنے کی حالت میں اوس کے جسم سے
نکلا ہو یا جماع سے فارغ ہونے کے بعد اور غسل جنابت کرنے کے قبل خواہ گرمی ہوا
سے نکلا ہو یا حرکت کرنے سے اور خواہ مرد کا ہو یا عورت کا خواہ زنا سے ہو مثلاً مرد
عورت سے زنا کرے یا غیر زنا سے مثلاً مرد کسی جانور کے ساتھ یہ فعل حرام کرے
یا جلق لگا کر (یعنی اپنے ہاتھ سے مقام معلوم سے منی نکالکر) جنب ہو یا اسی طرح اور
جتنی صورتیں حرام سے جنب ہونے کی ہوں جن کی حرمت ذاتی ہو اُن سے جنب ہوا ہو
بلکہ اقوے یہ ہے کہ مرد اپنی منکوحہ یا ممتوعہ زوجہ سے بھی حیض کی حالت میں وطی
کرے یا روزہ اور واجب معین میں جماع کرے یا حالت ظہار میں کفارہ ادا کرنیکے
قبل جماع کرے اور پسینہ نکلے تو یہ پسینہ بھی نجس ہے (مسئلہ) جو شخص فعل حرام
سے جنب ہوا ہو وہ غسل جنابت کرے اور غسل تمام ہونے کے قبل اوسکے جسم سے
پسینہ نکلے تو یہ بھی نجس ہے بس چاہیئے کہ ایسا شخص ٹھنڈے پانی میں غسل کرے
تاکہ اوسوقت پسینہ نہ نکلے۔ اور سرد پانی میں غسل کرنا ممکن نہ ہو تو گرم ہی پانی میں
غسل ارتماسی کرے اور جب پانی سے نکلنے لگے اوسوقت غسل کی نیت کرے

